دل کی
گیتا
اردو نظم میں
خواجہ دل محمد ایم۔ اے

دِل کی گیتا

یعنی

شریمد بھگوت گیتا کا ترجمہ

اُردو نظم میں

از

خواجہ دِل محمد صاحب ایم اے فیلو پنجاب یونیورسٹی

و

سب رجسٹرار لاہور

(ریٹائرڈ پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور)

ملنے کا پتہ

خواجہ بک ڈپو موہن لال روڈ لاہور

قیمت عہ مجلد عہ

حجازی پریس لاہور میں باہتمام حافظ محمد اسمٰعیل صاحب پرنٹر چھپا اور خواجہ
گلزار محمد صاحب پبلشر نے چھپواکر موہن لال روڈ لاہور سے شائع کیا

ایک ہزار روپیہ انعام

پنجاب گورنمنٹ نے ازراہ ادب نوازی "دل کی گیتا"
پر مصنف کو ایک ہزار روپیہ کا درجہ اول کا جلیل القدر
عطیہ بطور انعام عنایت فرمایا ہے۔

فہرست مضامین

حسنِ قبول

خدا کے فضل و کرم سے شریمد بھگوت گیتا کا یہ منظوم ترجمہ جس محبت سے لکھا گیا۔ اُسی محبت سے مقبول عام ہوا۔ پہلا اڈیشن دو تین مہینوں میں ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ اب طبع ثانی پیش نظر ہے۔ مُلک کے طول و عرض سے اس کتاب کی جو قدر دانی ہوئی کہ بایدوشاید۔ چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:۔

سر تیج بہادر سپرو فرماتے ہیں۔

میں نے خواجہ دل محمد صاحب ایم، اے سابق پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور کی منظوم ترجمہ اردو شریمد بھگوت گیتا کا بہت مباحثہ مطالعہ کیا ہے جس خوبی اور روانی سے یہ کتاب سلیس آسان اُردو میں نظم کی گئی ہے وہ قابل تعریف ہے۔ خواجہ صاحب نے کتاب لکھنے میں نہایت وسعت نظر سے کام لیا ہے۔ انکی یہ محنت پسندیدہ اور قابل تحسین ہے

دیوان بہادر راجہ نریندر ناتھ فرماتے ہیں:

بھگوت گیتا کا ترجمہ اُردو نظم میں مصنفہ خواجہ دل محمد صاحب میری نظر سے گذرا میں اس کے مطالعہ سے محظوظ ہوا۔ اس ترجمہ کی زبان کی خوبی مطالعہ سے

تعلق رکھتے ہیں۔ اصل مطلب کو دلاویز زبان میں ادا کیا گیا ہے۔ اور ہر شلوک کے ترجمہ کے ساتھ اس کا نمبر درج ہے۔ اُردو نظم میں صرف ادائے مطلب ہی کو مقصود نہیں رکھا گیا۔ بلکہ تحت اللفظ ترجمہ کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ ہندوستانی پبلک کو خواجہ صاحب کا مشکور ہونا چاہیئے کہ انھوں نے ان اعلیٰ اصولوں کو عام فہم اور دلآویز الفاظ میں ترجمہ کے ذریعے بیان کیا۔ شری سوامی رام انند جی سرسوتی مہاراجہ چانسلر گیتا یونیورسٹی فرماتے ہیں:۔

میں نے لاثانی شریمد بھگوت گیتا کا یہ اُردو منظوم ترجمہ پڑھا۔ بحر چھوٹی اور مترنم ہے اور آسانی سے گائی جا سکتی ہے۔ زبان سلیس اور عام فہم ہے۔ دیباچہ بےغرضانہ اور بےتعصبانہ انداز سے لکھا گیا ہے جس کی میں قدر کرتا ہوں۔ میں گیتا پریمیوں اور طالبان حق سے پر زور سفارش کرتا ہوں کہ اس کتاب کا مطالعہ کریں۔ فٹ نوٹ نہایت اعلیٰ مبتدیوں کے لئے مفید ہیں۔

ڈاکٹر لکشمن سروپ صاحب ایم اے پرنسپل یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور فرماتے ہیں:۔

میں نے آپ کے منظوم ترجمہ کے بہت سے ادھیائے پڑھے۔ مجھے تعجب ہوا کہ آپ نے اس کام کو کس خوش اسلوبی سے سرانجام دیا ہے۔ آپ نے نہ فقط اصل سنسکرت کا صحت کیساتھ ترجمہ کیا ہے بلکہ اصلی صحیح مضمون کو قائم رکھا ہے۔ یہ نہ فقط

گیتا کا خوبصورت ترجمہ ہے بلکہ اُردو علم اُدب میں قابل قدر اضافہ ہے۔ میں آپ کو
اس عالیشان کامیابی پر خلوص دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں ؂

دیوان بہادر دیوان کرشن کشور صدر سناتن دھرم سبھا لاہور فرماتے ہیں:۔

مجھے اس کتاب کے مطالعہ سے از حد مسرت ہوئی۔ عالم فاضل مترجم نے
اصل پستک کے خیالات کو اپنی نظم میں قائم رکھنے میں بڑی کامیابی حاصل کی ہے
ترجمہ شلوک وار ہے میں خواجہ صاحب کو ان کی اس کامیاب کوشش پر تہ دل سے
مبارکباد پیش کرتا ہوں لالہ چیند منچند ایم اے ایڈووکیٹ لاہور ہائی کورٹ فرماتے ہیں:۔
میں نے اس کتاب کو توجہ اور غور سے مطالعہ کیا۔ اصل کی طرح اس کتاب کو
جہاں سے شروع کرو آخر تک پڑھنے کو جی چاہتا ہے میں خواجہ صاحب کو تہ دل سے
مبارکباد دیتا ہوں۔ خواجہ صاحب نے دیباچہ میں گیتا کا عرفانی پہلو آسان طور پر بیان
کر دیا ہے۔ مجھے یقین کامل ہے کہ دل کی گیتا بھگت ادیب اور عام پبلک سب
پسند کریں گے۔ کیونکہ اس میں بے نظیر خوبیاں ہیں۔

آنریبل جسٹس سردار تیجا سنگھ جج ہائیکورٹ لاہور فرماتے ہیں:۔

میں نے اس کتاب کا بہت سا حصہ پڑھا اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ آپ نے
بہت محنت سے اس کتاب کو لکھا ہے اور آپ نے اُردو داں پبلک کی بیش بہا خدمت

سر انجام دی ہے۔ بلاشبہ یہ کتاب اُردو کے مذہبی لٹریچر میں قابلِ قدر اضافہ ثابت ہوگی۔ اور عام پبلک اس کا مطالعہ کریگی۔ اور اسے پسند کریگی ؛

پنڈت ٹھاکر دت شرما ویدمہوپدیش امرت دھارا فرماتے ہیں :۔

دل کی گیتا کو دیکھ کر مجھے بہت خوشی اس واسطے ہوئی ہے کہ یہ اُردو نظم گیتا کا سچا ترجمہ ہے ایک ایک لفظ کا مناسب ترجمہ کیا ہے۔ کوئی بات اپنی طرف سے ترجمہ میں جوڑی نہیں گئی اور پھر بھی نظم کی روانی میں کوئی فرق نہیں آیا اور جہاں سے شروع کریں چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ فاضل مترجم کو میں تہِ دل سے مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے اُردو داں پبلک کے واسطے ایک بے بہا کتاب بنا دی ہے۔

ان کے علاوہ سوامی بھیشوراننند صاحب بھمچاری پروفیسر ڈاکٹر موہن سنگھ صاحب دیوانہ۔ ڈاکٹر لکشمن سروپ صاحب پروفیسر آف سنسکرت گورنمنٹ کالج لاہور۔ مولانا محمد علی ایم۔ اے پریذیڈنٹ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔ رائے زادہ شانتی نارائن صاحب بانی آل انڈیا گیتا سبھیا منڈل۔ پنڈت نرسنگھ لال پردھان شری پنجاب برہمن منڈل پروفیسر سیر لال جوہر ملتان۔ لالہ رگھوناتھ سہائے سابق ہیڈ ماسٹر سنہری باغ روڈ دہلی۔ رائے بہادر لاہوری لال کلسی منسٹر دیوان ہندی کا ناسک مقر رائے صاحب چونی لال۔ اخبار ٹربیون، بہار کشمیر، نارد مدن انڈیا، بندے ماترم، ویر بھارت وغیرہ۔۔۔ بیسیوں گیتا پریمیوں، عالموں، فاضلوں، ایڈیٹروں نے اس کتاب کو پسند فرما کر بہترین آراء ارسال کی ہیں۔ جو بوجہ قلت گنجائش درج نہیں کی جاسکتیں ؛

اور

اُس کی تعلیم

عرفان کی پھول مالا

شری بھگوت گیتا ۔ دنیا کی قدیم روحانی کتابوں میں بے نظیر اہمیت رکھتی ہے اس کا مضمون شری کرشن جی مہاراج کا وہ اپدیش ہے جو انھوں نے ارجن کو کروکشیتر کے میدان میں مہابھارت کی جنگ کے وقت دیا جس میں انھوں نے بتایا ہے، انسان کیا ہے، روح کیا ہے، خدا کیا ہے، جگت اور

وصالِ یار کیونکر حاصل ہو سکتے ہیں۔ انسان کے فرائض کیا ہیں نشکام کرم یعنی بے لوث عمل کا کیا درجہ ہے۔ یہ عرفانی مضمون سنسکرت کے سات سو شلوکوں میں بیان کیا گیا ہے، ہر شلوک معرفت کا رنگین پھول ہے۔ انہی سات سو پھولوں کی مالا کا نام گیتا ہے۔

یہ مالا کروڑوں انسانوں کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے لیکن تا حال اس کی تازگی، اس کی نفاست، اس کی خوشبو میں کوئی فرق نہیں آیا۔ یہ پھول اس باغ سے چنے گئے ہیں، جس کا نام گلشن بقا ہے جسے آب حیات نے سینچا ہے اور جس پر حسن کی اس ملکہ کا راج ہے جس کا نام حقیقت ہے۔

اس پھول مالا میں عجب خوشبو ہے اور اس خوشبو میں عجب تاثیر اس مالا کو پہنو تو دل و دماغ پر لاجتی تاثرات چھا جاتے ہیں اور کائنات کے ذرہ ذرہ میں آفتاب جھلکنے لگ جاتے ہر خار پھول بن جاتا ہے اور ہر پھول فردوس نگاہ عالم تمام تجلی گاہ ربانی نظر آنے لگتا ہے جسم کا تودہ خاکی نور کی صورت میں حباتا ہے دل پہ ایک روحانی سکون چھا جاتا ہے اور اس پھول مالا کی ہر پتی کتابِ عرفان کا

ورق بن جاتی ہے۔

آؤ آج ہم بھی اس کتاب عرفاں کے چند اوراق کا مطالعہ کریں شاید حقیقت کے کچھ رموز ہم پر بھی روشن ہونے لگیں۔

پرماتما (خدا)

سب سے پہلا اور اہم سوال خدا کی ہستی کا ہے۔

کیا خدا ہے؟

گیتا جواب دیتی ہے "خدا ہے" بلکہ "خدا ہی ہے" دوسرے لفظوں میں گیتا وحدت وجودی کی قائل ہے۔

فطرت کہو، نیچر کہو، پرکرتی کہو، مایا کہو غرضیکہ عالم میں جو کچھ نظر آرہا ہے۔ خدا کا ہی ظہور ہے، سورج کے جلال میں اسی کی تابانی ہے۔ چاند کے جوبن میں اس کی دلفریبی، سرو چنار اسی کی رعنائی پھولوں میں اسی کی نفاست، سمندر میں اسی کی بے پایانی آسمان میں اسی کی بلندی۔ اور زمین میں اسی کا حکم کارفرما ہے۔

یعنی "جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے" کا عالم ہے۔ اسی کو حق پہنچتا ہے کہ کہے۔

۵
۱۲/۱۵

یہ سورج کی تابش مرا نور ہے
جہاں جس کے جلوؤں سے معمور ہے
یہ ہے چاند رخشاں مرے نور سے
تو آتش درخشاں مرے نور سے
جو ہر سمت پاتا ہے میرا ہی نور
مجھی میں جو ہر شے کا دیکھے ظہور
کبھی مجھ سے منہ موڑ سکتا نہیں
کبھی میں اُسے چھوڑ سکتا نہیں
جو کثرت میں وحدت کا دیکھے سماں
جو پوجے مجھے ہوں جو سب میں عیاں
وہ یوگی رہے گو کسی ڈھنگ میں
مجھ سے ہو واصل وہ ہر رنگ میں

عالم کا ذرّہ ذرّہ اسی سے وابستہ ہے۔ اگر وہ نہ ہو تو یہ شیرازہ منتشر ہو جائے ؎

۷/۷ سن ارجن نہیں کچھ بھی میرے سوا
نہ ہے بڑھ کر مجھ سے کوئی دوسرا
پرو دیا ہے سب کچھ مرے تار میں
کہ ہیرے ہوں جیسے کسی ہار میں!

وہ آنکھ سے نہیں دیکھتا۔ لیکن آنکھ اس سے دیکھتی ہے وہ کان سے نہیں سنتا۔ لیکن کان اس سے سنتے ہیں۔ وہ زبان سے نہیں بولتا۔ لیکن زبان اس سے بولتی ہے وہ سانس سے دم نہیں لیتا۔ لیکن سانس اس سے دم لیتا ہے۔ وہ دل سے خیال نہیں کرتا لیکن دل اس سے خیال کرتا ہے وہ آنکھ کی آنکھ ہے کان کی کان ہے زبان کی زبان ہے جان کی جان ہے اور دل کا دل۔

۱۳/۱۳ اسی کے ہیں سب دست و پا چار سو
اسی کا ہے رخ رونما چار سو
اسی کی نظر، کان، سر ہر طرف

محیطِ جہاں سربسر ہر طرف
بظاہر نہیں گرچہ اس کے حواس
درخشاں صفاتِ حواس اس کے پاس
وہ ہے بے تعلق مگر سب کا رب
گنوں سے بری اور گن اس میں سب

۱۴
۱۳

خدائی فطرت

اب خدائی فطرت پر غور کرو۔ سانکھیہ فلاسفی کے مطابق دُنیا کی ہر چیز دو مختلف خود مختار ابدی عناصر سے پیدا ہوئی ہے (۱) بیجان پرکرتی (مادہ) سے (۲) جاندار پرش (روح) سے لیکن گیتا وحدانیت کی قائل ہے۔ اس کے مطابق مادہ اور روح دونوں ایک ہی پرمیشور کا ظہور ہیں۔ مادہ کو خدا کی اپرا پرکرتی (ادنیٰ فطرت) سمجھو اور روح کو پرا پرکرتی (اعلیٰ فطرت) دنیا کی ہر چیز انہی دونوں کی پرمیشور کی نگرانی میں پیدا ہوتی ہے اپرا پرکرتی (ادنیٰ فطرت) کے عناصر آٹھ ہیں۔

۴ے
یہ مٹی یہ پانی۔ یہ آگ اور ہوا
یہ آکاش دنیا پہ چھایا ہوا
یہ دانش یہ دل یہ خیالِ خودی
ہے ان آٹھ حصوں میں فطرت مری

۵ے
یہ فطرت تو ادنیٰ ہے سُن او قوی!
مگر میری فطرت ہے اک اور بھی
وہ فطرت ہے عالی ہے جو حیات
اسی سے تو قائم ہے کل کائنات

یہ اعلیٰ فطرت روحانی فطرت ہے۔ یہی مبلغ زندگی ہے۔ یہی جیو آتمائی شکل میں بناتات، حیوانات سب میں پائی جاتی ہے

۱۰ے
سن ارجن میں ہوں آتما بالیقیں
جو ہے جان داروں کے دل میں مکیں
میں ہوں مثل جان اپنی جان میں نہاں
میں اوّل میں آخر میں ہوں درمیاں

صرف پرکرتی اور پرش ہی خدا کا مظہر نہیں بلکہ ان کے تمام صفات بھی خدا کا مظہر ہیں۔

میں پانی میں رس چاند سورج میں نور
میں پوں اوم ویدوں میں جس کا ظہور
صدا مجھ کو آکاش میں کر خیال !
میں مردوں میں مردمی ہوں کنتی کے لال

لیکن اس ادنےٰ فطرت (پرکرتی) اور اعلیٰ فطرت (پرش) سے بلند تر خود پرماتما کی ذات پاک ہے جو انسانی تخیل سے بالا جستجو کی رسائی سے بلند، ظاہر سے مستور اور باطن سے بھی دُور ہے :

پرے غیب سے بھی ہے اک ذات غیب
وہ ہستی فنا کا نہیں جس میں عیب !
کسی کی نہ کچھ بات باقی رہے
فقط اک وہی ذات باقی رہے

اسی کو بقا ہے اسی کو ثبات !
جہاں پر ہے چھائی ہوئی جس کی ذات
بھلا کس کی طاقت ہے کس کی مجال
فنا کر سکے ہستی لازوال !!

پھر ارشاد ہوتا ہے۔

۴/۹

خفی سے خفی ہے مری ہست و بود

مگر ہے مجھی سے جہاں کی نمود

مجھی میں ہے مخلوق ساری مکیں

مگر میں کہیں خود کسی میں نہیں

لیکن ذات خفی کا سمجھنا آسان کام نہیں

۵/۱۲

جو ذات خفی میں لگاتے ہیں دل

اٹھاتے ہیں تکلیف وہ متصل

کہ ذات خفی کا ہے مشکل شہود

خفی کو نہ سمجھیں گے اہل وجود

وہ ذات بالا و برتر ہر ابتدا کی ابتدا اور ہر انتہا کی انتہا ہے۔ ہست اور ہست یعنی حق و باطل یا باقی و فانی دونوں سے بالا ہے وہی محض وہی اس قابل ہے کہ اس کو جانا جائے۔ اسی کے علم کا نام امرت اور آب حیات ہے۔

۱۲/۱۳

سزا وار عرفاں ہے وہ پاک ذات

کہ ہے علم ہی جس کا آبِ حیات

وہ بے ابتدا عالم بے مثل ذی حشم

حقیقت پا اُسے کہ سکیں جس کو ہم

نگاہیں اُسی کے جلوے کی مشتاق ہیں۔ کان اسی کے نغمے سُننے کے لئے بیتاب ہیں۔ لیکن جب تک مایا کا پردہ دُور نہ ہو۔ وہ کیونکر نظر آئے۔ اس کی میٹھی باتیں کیونکر سُنی جائیں۔

۲۷ میں چشمِ جہاں سے نہاں ہوں نہاں

مگر مجھ کو دانا سمجھ لیں عیاں

وہ مجھ کو نہیں جانتے بے مثال!

مری ذات عالی ہے اور بے زوال

خدا ہر چیز پہ محیط ہے کوئی چیز اس سے باہر نہیں

۲۷/۹ ہوا گو چلے دور سے سر بسر

اِدھر سے اُدھر یا اُدھر سے اِدھر

وہ آکاش سے جائے باہر کہاں

سمجھ لو یونہی میرے اندر جہاں

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر خدا ہر چیز میں موجود ہے تو کیا وہ قابل تقسیم ہے؟ گیتا کا جواب ہے نہیں، اس کی تقسیم محال ہے۔

۲۶/۱۳
محال ہے اس کی تقسیم اے ذی شعور
مگر اس کا ہر شے میں حصّہ ضرور
سزاوار عرفاں وہ پروردگار
فنا و بقا کا اسی پر مدار!

دنیا میں جو کچھ ہے اور ہوگا اس کی اصل اور بیج پرماتما ہے۔

۳۹/۱۰
کروں خلق عالم کی تمیز میں
ہوں ارجن ہر اک چیز کا بیج میں
ہے عالم کوئی با کر سیا دیئے
مگر مجھ سے باہر نہ زنہار ہے

لیکن جب درخت اُگتا ہے۔ اس کا بیج فنا ہو جاتا ہے یہاں معاملہ برعکس ہے۔ یہ بیج کبھی فنا نہیں ہوتا۔

۱۰/۷
سُن ارجن میں ہوں بیج ہر ہست کا

میں وہ بیج ہوں جو نہ ہوگا فنا
میں دانش ہوں ان کی جو ہیں ہوشیار
میں تابش ہوں ان کی جو ہیں تابدار
میں آقا ہوں والی سبھی میں گواہ ۹/۱۸
میں منزل ہوں مسکن ہوں جائے پناہ
میں آغاز و انجام و گنج و مقام میں وہ بیج ہوں جو رہے گا مدام

وحدت اور کثرت

اگر ہر طرف وحدت وجودی کا ظہور ہے۔ تو پھر یہ کثرت کیسی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اصل ہر شے کی ایک ہے۔ صرف نام اور روپ یعنی صورت ظاہری کا فرق ہے۔ کمہار کے پاس وہی مٹی ہوتی ہے۔ کہیں اس سے پیالہ بنتا ہے۔ کہیں صراحی۔ کہیں مٹکا۔ کہیں رکابی کہیں ہنڈیا۔ غور کرو تو سب کی اصل وہی ایک مٹی ہے۔ نام اور روپ کا فرق ہے۔ اسی کا نام مایا ہے۔ اسی کو فریب نظر، موہ، جہالت اگیان جو چاہو کہو۔ ارجن سے ارشاد ہوتا ہے۔

سن ارجن خدا ہے خدا ہر کہیں ۶/۱۱

خدائی کے دل میں خدا ہے مکیں
وہ سب ہستیوں کو گھماتا رہے
وہ مایا کا چکر چلاتا رہے

پھر ارشاد ہوتا ہے۔

۶/۴ مری ذات ہے مالک کائنات
نہ اس کو ولادت نہ اس کو ممات

جو کام اپنی فطرت کو لاتا ہوں میں ظہور اپنی مایا سے پاتا ہوں میں

۳/۱۴ شکم ہے مری قدرت کاملہ
جو میں تخم ڈالوں تو ہو حاملہ

یہی ہے مہا برہم اصل حیات اسی سے ہویدا ہو کل کائنات

۲۹/۱۳ جو سمجھے کہ دنیا کی سب ریل پیل
ہے مایا کا کرتب، ہے مایا کا کھیل

ہے خود آتما پرسکون بے عمل نظر ہے اسی کی نظر بے خلل

اب خدا کی ثنا میں چند اور شلوک ملاحظہ ہوں:

۱۷/۱۵ ہے باقی و فانی سے بالا وہ حق

کہ قائم ہوئے جس سے تینوں طبق!

وہ ہے لا فنا سب پہ چھایا ہوا   وہ پرمیشور ہے وہ پرماتما

وہی ذات نورٌ علیٰ نور ہے!   ۱۳/۱۴
جو تاریکیوں سے بہت دور ہے!

وہ عرفان کا حاصل بھی مقصود بھی   وہ عرفاں بھی ہر دل میں موجود بھی

جو ہے کچھ نظر تو اسی کی نظر!   ۲۷/۱۷
نظر میں رہے جس کی پرمیشور!

ہے سب جان والوں میں جانی وہی   کہ فانی میں ہے غیر فانی وہی

کسی شے میں جنبش کسی میں سکوں!   ۱۵/۱۳
وہ موجود سب میں مثل دجہ دل

لطیف ایسا احساس معذور ہے   وہی ہے قریب اور وہی دور ہے

یہ روحانی گیت جس کا نام شریمد بھاگوت گیتا ہے۔ ایسے ہی بلند خیالات سے معمور ہے۔ طالبان حق خود ملاحظہ کریں۔ ہاں اتنا یاد رہے کہ اگر فطرت یزدانی کی مندرجہ بالا سہ گونہ نوعیت کو مدنظر نہ رکھیں گے تو

خیالات میں الجھن پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ کہیں شلوک میں ادنیٰ فطرت (اپراپرکرتی) کی طرف اشارہ ہے تو کسی میں عالی فطرت (پراپرکرتی) کی طرف اور کسی میں ہر دو سے بالا ذات باری (پرماتما) کا ذکر ہے۔ جو صفات سے بالا (نرگن) ہے۔ اسی لئے اس نازک مضمون کو سوچکر پڑھنے کی ضرورت ہے اور پڑھنے سے زیادہ اسپر غور کرنیکی۔

آتما (رُوح)

پرماتما (خدا) کے صحیح تصور کے بعد خود انسان کا صحیح تصور ہونا بھی ضروری ہے جس طرح پرماتما کی فطرت کو تین رنگوں میں دیکھ چکے ہو یعنی اپراپرکرتی (ادنیٰ فطرت) پراپرکرتی (اعلیٰ فطرت) اور پرمیشور' اسی طرح انسان کی فطرت کا حال ہے۔

(۱) پیکر کثیف یعنی تن یہ انسان کی ادنیٰ فطرت ہے۔

(۲) پیکر لطیف یعنی حواس من عقل وغیرہ یہ اس کی اعلیٰ فطرت ہے۔

(۳) آتما یعنی رُوح یہ وہ اصل چیز ہے جس کا نام انسان ہے۔

تن فانی، ہر لمحہ تغیر ہونے والا، بچپن میں کچھ، جوانی میں کچھ، بڑھاپے میں کچھ، اسی کو سب کچھ سمجھنا نادانی ہے۔

من، حواس، عقل وغیرہ لباس کی طرح ہیں۔ جن میں آتما ملبوس ہے۔ یہ آتما کی طرح لازوال نہیں۔

آتما (روح) یہ قائم، دائم، باقی، بچپن میں بھی وہی، جوانی میں بھی وہی۔ بڑھاپے میں بھی وہی۔ بے تغیر۔ بسیط یہی اصل چیز ہے۔ انسان نہ تن کا نام ہے نہ من کا۔ یہ اسی آتما (روح) کا نام ہے اور یہ روح لازوال ہے۔

شری کرشن ارجن سے فرماتے ہیں:-

۱۲/۲ ازل سے بھی موجود ہستی مری
ازل سے تھی موجود ہستی تری

یہ راجے سبھی اور یہ خلقت تمام ہمیشہ سے ہیں اور رہیں گے مدام

۱۸/۲ بسلے ہیں جس آتما نے وجود!
وہ قائم ہے دائم ہے اور بے حدود

ہے فانی بدن آتما لازوال پھر ارجن ہے کیوں جنگ میں قیل و قال

آتما روح پہ حادثات کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

کٹے گی نہ تلوار سے آتما!
جلے گی کہاں نار سے آتما!

نہ گیلی ہو پانی لگانے سے یہ
نہ سوکھے ہوا میں سکھانے سے یہ

نہ کٹ ہی سکے اور نہ جل ہی سکے
نہ سوکھے نہ پانی سے گل ہی سکے

قدیم اور اٹل بھی ہے دائم بھی ہے
محیط جہاں بھی ہے قائم بھی ہے

آتما روح کو موت نہیں آتی۔

جنم اس کو لینا نہ مرنا اسے
نہ آ کر جہاں سے گزرنا اسے

انادی، ولادت تغیر سے پاک
یہ مرتی نہیں گو بدن ہو ہلاک

کبھی خون کرتی نہیں آتما
کبھی خود بھی مرتی نہیں آتما

نہ قاتل ہے یہ اور نہ مقتول ہے
جو ایسا سمجھتا ہے مجہول ہے

جو ہے سب کے تن میں مکیں آتما

یہ دائم ہے فانی نہیں آتما
جو اس پر یقین ہے تو بھارت کے لال نہ کر اہل ہستی کا رنج و ملال

۲۵/۲ نہیں آتما کو تغیر زوال!
حواس اس کو پائیں نہ پہنچے خیال
تجھے آتما کا جو یہ گیان ہے تو پھر کس لئے غم سے ہلکان ہے

تناسخ

یہاں گیتا وہ نقطۂ نظر پیش کرتی ہے جو اسلامی اور اکثر دیگر مذاہب کے نقطۂ نظر سے مختلف ہے۔

۲۲/۲ بدلتا ہے انسان لباس کہن
نیا جامہ کرتا ہے پھر زیب تن
اسیطرح قالب بدلتی ہے روح نئے بھیس میں پھر نکلتی ہے روح

۱۳/۲ کرے روح جیسے تغیر بغیر
لڑکپن جوانی، بڑھاپے کی سیر
نئے مسکن میں پھر ویسے ہو گی مکیں اگر دل ہے مضبوط چنتا نہیں

آتما (روح) کا مرتبہ سب سے بلند ہے۔

۲/۳ حواس آدمی کے ہیں اعلیٰ تمام
مگر ان سے اونچا ہے من کا مقام
ہے من سے بڑا مرتبہ عقل کا مگر عقل سے بڑھ کے ہے آتما

آتما پرماتما ہی کا انس جزو ہے۔ اس کا تعلق من اور حواس کے ساتھ کیا ہے، یہ بھی ملاحظہ ہو۔

۷/۱۵ میری آتما ہی کا جزو قدیم!
بنے روح ہو اہل جاں میں مقیم
جو مایا میں لپٹے ہیں من اور حواس یہی روح کھینچے انہیں اپنے پاس۔

۸/۱۵ جہاں ایشور یعنی جیو آتما!
ہو اک تن میں داخل اور اک سے جُدا
تو ساتھ اپنے لیجائے من اور حواس صبا جیسے لیجائے پھولوں کی باس۔

۱۰/۱۵ مسافر جو آیا جو آ کر گیا!
جو لطف ان گنوں کے اٹھا کر گیا
نہیں اسکو گمراہ پہچانتے ہیں اہل بصیرت فقط جانتے

۲۹

کوئی آتما سے تعجّب میں آئے
کوئی بات حیرت سے اس کو سنائے
کوئی بات سُن سُن کے حیران ہے مگر سن سنا کر بھی انجان ہے

پرکرتی (مادّی دنیا)

جیسا پہلے بیان ہو چکا ہے۔ فطرت ایزدی کا سب سے ادنیٰ مظہر مادی دنیا ہے۔ اسی کو نیچر یا مایا کہتے ہیں۔ یہ تین عناصر سے مرکب ہے۔ اور انہی کی ترکیب اور باہمی کشمکش پر عالم کی تمام نیرنگیوں کا دارومدار ہے۔ ان عناصر کے نام ہیں:۔

(۱) ستوگن

(۲) رجوگن

(۳) تموگن

ستوگن کو صفات علوی سمجھو، ان کا رجوع بلندی اور ترقی کی طرف ہے۔ یہ صفات انسان کو نیکی اور خدا کی طرف لیجاتی ہیں۔

رجوگن کو صفات جذباتی کہو۔ ان کا مقصد حرکت، جدوجہد اور

کشش ہے۔ یہ صفات انسان کو کاروباری اور کامیاب دنیا دار بناتی ہیں۔
تموگن کو صفات سفلی کہو۔ یہ انسان کو گناہ اور پستی کیطرف لیجاتی ہیں۔ آتما جب تن کے پنجرے میں آتی ہے۔ اور مایا کے پردے میں چھپ جاتی ہے۔ تو ہی جیو آتما یا روح انسانی کہلاتی ہے۔ ان گنوں کا اثر جیو آتما کو پابند کرنا اور اس کی آزادی میں خلل ڈالنا ہے۔

۵/۱۴
نمودار مایا سے ہوں تینوں گن!
ستوگن رجوگن تموگن یہ سن
جو ہے لافنا روح تن میں مکیں — یہ گن قید کرتے ہیں اسکو وہیں

۶/۱۴
ستوں گن کی فطرت ہے پاکیزہ نور
نہ عیب اس میں ارجن نہ کوئی قصور
کرے روح کو شوق راحت سے قید — کرے روح کو ذوق دانش کا صید

۷/۱۴
رجوگن کی فطرت ہے جذبات کی
ہے جینے کا شوق اس کو اور تشنگی
یہ ذوق عمل کا بناتی ہے جال — کرے روح کو قید کنتی کے لال

۸/۱۴
تموگن جہالت کی اولاد ہے

کب اس سے بکیں تن کا آزاد ہے

کرے قید دھو کے سے بھارت اسے کرے خواب غفلت سے غارت اسے

اسلئے انسان کا مقصد جیو آتما کو گنوں کی قید سے رہائی دلانا

ہے تموگن کی وجہ سے صرح جہالت اور موہ کے جنجال میں پھنسی ہوئی

رجوگن کی طرف ترقی کرے۔ رجوگن کے غلبہ سے دنیوی کاروبار

میں انہماک ہو تو ستوگن کی طرف بڑھے۔ ستوگن کیوجہ سے مسرت اور

ذوقِ دانش کا شوق ہو تو عرفان باری کی مدد لے کر اِس سے

بھی پار نکل جائے اور واصل بحق ہونے کی کوشش کرے کیونکہ آتما کا

انتہائے کمال پرماتما سے وصال ہے اسیکا نام مکتی ہے اسی کا نجات

$\frac{۲۰}{۱۴}$ بدن کا ہے تینوں گنوں پر مدار

مکین بدن گر کرے ان کو پار

وہ چکھتا ہے امرت وہ پاتا ہے سکھ نہ جینا نہ مرنا نہ پیری نہ دکھ

$\frac{۲۵}{۱۴}$ نہ ذلت کی پرواہ نہ عزت کی بھوک

کرے دوست دشمن سے یکساں سلوک

نہیں تیاگ نے مجھ پہ سب کاروبار سمجھ لو گنوں سے جو ہوتا ہے پار

۱۷/۱۴
ستوگن سے عرفان کا پیدا ہوا نور
رجوگن سے حرص و ہوا کا ظہور
تموگن سے دھوکا بھی ہو غفلت بھی ہو — طبیعت پہ غالب جہالت بھی ہو

۱۸/۱۴
ستوگن سے جائیں سوئے آسماں
رجوگن سے لٹکے رہیں درمیاں
تموگن کا گن ہے جو سب سے رذیل — یہ پستی میں ڈالے یہ کر دے ذلیل

نجات کے تین راستے

جب مادی دنیا میں پھنسی ہوئی جیو آتما منتہائے نظر پرماتما سے جا ملتا ہے تو دیکھنا چاہیئے کہ اس منزل مقصود (یعنی نجات) تک پہنچنے کیلئے کون سے راستے اختیار کرنے چاہئیں۔ یہ راستے تین ہیں۔

(۱) کرم مارگ۔ (راہِ عمل)

(۲) بھگتی مارگ (راہِ عشق و محبت)

(۳) گیان مارگ (راہِ عرفان)

(۱) کرم مارگ (راہِ عمل)

گیتا کا مسلک یہ ہے کہ ہر عمل کی جزا ملنا لازمی ہے۔ انسان جو بھی کام کرتا ہے۔ اُس کا اثر اس کے ذہنی اوصاف یا گنوں پر پڑتا ہے۔ مرنے پر یہ گنوں کا مجموعہ اُس کی جیو آتما (روح) کے ہمراہ جاتا ہے۔ اور اسی کے مطابق اُسکی روح کو بُری یا بھلی جونی میں جانا پڑتا ہے۔ اُسکی روح جس قدر ارتقائی منازل طے کر چکی ہو گی۔ اسی قدر اعلیٰ جونی اسکو حاصل ہو گی۔ اسلئے نجات کیلئے اعمالِ صالحہ ضروری ہیں۔

بعض لوگ ترکِ عمل (سنیاس) کو راہِ نجات سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے نہ کرم ہوں گے نہ انکی سزا و جزا کی وجہ سے تناسخ کے چکر میں جانا پڑے گا۔ گیتا اس کو پسند نہیں کرتی۔

کہ انسان کبھی ترکِ اعمال سے!

رہا ہو نہ کرموں کے جنجال سے!

فقط ترکِ اعمال سے محال
کہ حاصل کسی کو ہو اوجِ کمال

عمل اور حرکت قانونِ فطرت ہے مثلاً اگر دورانِ خون ہی بند ہو جائے

تو انسان ایک پل زندہ نہیں رہ سکتا۔

۵/۳ جہاں میں نہ دیکھو گے تم ایک پل
کہ کوئی بھی فارغ ہے اور بے عمل
سبھی کام کرنے پہ مامور ہیں — گُنوں ہی سے فطرت کے مجبور ہیں

۲۲/۳ مجھے دیکھنا دنیا کا دینا ہے کچھ
نہ تینوں جہانوں سے لینا ہے کچھ
کمی کچھ نہیں گو مجھے زینہار — مگر پھر بھی رہتا ہوں مصروفِ کار

۱۶/۴ سن اب مجھ سے کرموں اکرموں کا راز
نہ دانا بھی جن میں کریں امتیاز
بتاتا ہوں کرموں کا بھید تجھے — تو آزاد ہو جائے گا سنسار سے

جب عمل کے بغیر چارہ نہیں تو پھر انسان کیسے اعمال کرے
کہ سزا و جزا سے بچا رہے؟ اس کا جواب گیتا نے یہ دیا ہے کہ وہ

نشکام کرم

کرے یعنی اپنا فرض بجا لائے وہ جو کام کرے خدا کے لیے کرے

(۳) کسی کام سے اجر و انعام کی توقع نہ رکھے اور نہ اسے اجر و انعام
کے لالچ سے کرے۔ یا دوسرے الفاظ میں بھگوت ارپن بدھی سے سب
کام کرے یعنی سب کام فی سبیل اللہ کرے۔ یہی سب سے اونچا
گیتا کا نشکام کرم کرے۔

سب سے پہلے انسان کو چاہیئے۔ وہ فرائض ادا کرے جو اسکی
اپنی ذات اپنے اہل و عیال اپنے سماج اپنے وطن بنی نوع انسان یا دیگر
حیوانات سے متعلق ہیں۔ کیونکہ فرض کی تعمیل عین عبادت ہے۔

۴۶/۱۸
وہی ذات جس سے خدائی ہوئی
جو سارے جہاں پہ ہے چھائی ہوئی
اسی کی پرستش ہے تعمیل فرض ہے تکمیل انسان کی تکمیل فرض

۸/۳
جو ہے فرض تیرا کر اس پہ عمل
کہ ترک عمل سے ہے بہتر عمل
عمل چھوڑ دیتے ہوں تجھ کو تمام تو مشکل ہے تیرے بدن کا قیام

ہو۔ ہر کام خدا کے لئے کرو۔ ہر کام کو یگیہ (قربانی) سمجھ کر کرو
اور کسی کام سے پھل کی توقع نہ رکھو۔

۲/۴۷

تجھے کام کرنا ہے او مرد کار!
نہیں اس کے پھل پر تجھے اختیار

کیئے جا عمل لو نہ ڈھونڈ اسکا پھل — عمل کر عمل کر نہ ہو بے عمل

صحیح لائحۂ عمل یہ ہے کہ فاعل حقیقی خدا کو سمجھو۔ تم اسی کے ہاتھ ہو جو کام کر رہے ہو۔ تم اس کی آنکھ ہو جو دیکھ رہے ہو۔ تم اسی کے کان ہو جو سُن رہے ہو۔ تم اسی کے پاؤں ہو جو چل رہے ہو۔ کام تمہارا نہیں کام خدا کا ہے۔ کام تم نہیں کر رہے خدا کر رہا ہے فطرت کر رہی ہے۔ فطرت کے گُن کر رہے ہیں۔ تم اپنی مرضی کو خدا کی مرضی کے تابع کر دو۔ جو کام وہ تم سے کرا رہا ہے کئے جاؤ۔ تمہارے دل میں کام سے وابستہ نہ ہو۔ اگر تم کام کو اس کے پھل کیلئے نہ کروگے تو تمہارا عمل بھی عین ترک عمل ہو جائے گا۔ تم جزا اور سزا سے بری ہو جاؤ گے اور تم پر اس کرم کا کوئی اثر نہ ہوگا۔

۴/۱۸

وہ انسان جو دیکھے اکرموں میں کرم
اکرم اس کو آئے نظر عین کرم

وہ لوگوں میں دانا ہے اور ہوشیار — وہ یوگی ہے گو سب کرے کاروبار

اگر تم خود کو عاقل سمجھتے ہو تو تم غلطی پہ ہو۔ تمہارے دل میں خودی ہے۔ تمہاری عقل جہالت میں پھنسی ہے۔

۲۷/۳ یہ دُنیا کی رونق یہ کاموں کی دُھن
سبب اس کا اصلی ہیں فطرت کے گُن
مگر جس کے دل میں اہنکار ہے سمجھتا ہے خود کو کہ مختار ہے

کام کرو لیکن خدا کا نام سمجھکر، اپنی ذات کو بے تعلق کرکے جیسے کنول کا پتہ پانی میں رہ کر بھی خشک رہتا ہے۔

۱۰/۵ رہے بے تعلق کرے جب عمل!
خدا ہی کی خاطر کرے سب عمل!
خطا سے ہمیشہ رہے گا بری کنول کے وہ پتے پہ ٹھہرے تری

۱۲/۵ جو یوگی ہے سرشار، چھوڑے کا پھل
سکون ابد لائیں اس کے عمل!
جو یوگی نہیں وہ ہوس کا فقیر رہے پھل کی خواہش میں ہر دم اسیر

۵/۲ } عمل جب خدا ہیں یوگ کے سب!
وہ دنیا کو بندھن میں رکھیں سدا

کیئے جا تو سب کام تیگ جان کر　　لگاوٹ نہ رکھ اور نہ پھل پہ نظر

ایثار اور قربانی قدرت کا قانون ہے۔ پتھر پس پس کر خاک ہو جاتے ہیں۔ تاکہ نباتات کی خوراک بن سکیں۔ نباتات حیوانات کی خوراک بنتے ہیں۔ حیوانات حیوانات کی۔ اسی قانون کے تحت میں انسان کو انسان کے لئے ایثار اور قربانی سے دریغ نہ کرنا چاہیئے یہ ہے نشکام عمل، یہ ہے سنیاس۔

٢٧/٩　　فقط میری خاطر تو ہر کام کر
ہون دان دے سب میرے نام پر

ترا کھانا پینا ہو میرے لئے　　ترا تپ ترا جینا ہو میرے لئے

٢٨/٩　　نکٹیں گے یہ کرموں کے بندھن تمام
نہ ہوگا برے یا بھلے پھل سے کام

جو تو پاک دل ہو کے سنیاس پائے　　تو آزاد ہو کے مرے پاس آئے

پس انسان کو دنیا میں نائب الٰہی ہو کر رہنا چاہیئے۔ جس پر لازم ہے کہ جو کام کرے خدا کیلئے کرے۔ خودی سے دور رہے خود کو خدا کیطرف سے مامور سمجھے اور کوئی کام محض دنیوی فائدہ کو مد نظر رکھکر اور بجز اللہ کی خاطر نہ کرے۔

اِس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اِس کے دل کو چین اور من کو شانتی حاصل ہوگی

اور وہ وصال ذات باری حاصل کر سکیگا۔

یگیہ، تپ اور دان

دیکی اِس ستوگنی کیفیت کے ساتھ ہی یگیہ نذر و نیاز بکار آمد

ہو سکتے ہیں۔ ورنہ محض بیکار ہیں۔

$\frac{11}{17}$ وہی ہے ستوگن کا یگیہ بالضرور

نہ ہو پھل کی خواہش کا جس میں فتور

عمل شاستر کی ہدایت سے ہو　　عبادت عبادت کو نیت سے ہو

یگیہ کرنے والا وہی بہتر ہے جس کے خیال بلند ہیں۔

$\frac{24}{4}$ جو کریا میں دیکھے خدا ہی خدا

ہے اگنی خدا اور ہوا بھی خدا

ہون اور ہون کرنے والا وہی　　خدا سے جدا وہ نہ ہوگا کبھی

اسیطرح تپ (ریاضت) میں ریاکاری اور ظاہرداری مفید نہیں۔

$\frac{18}{17}$ ریاضت دکھاوے کی گر جی کو بھائے

کہ لوگوں میں عزت ہو پوجا کرائے

ریاضت وہ چنچل ہے ناپائدار کہ اس کو رجوگن ریاضت شمار

سخاوت وہی اچھی ہے جو بے دلی سے نہ کیجائے جس سے بدلے کی توقع نہ ہو جو مستحق لوگوں کو دی جائے اور جنکو دان دیا جائے ان کو ذلیل نہ سمجھا جائے۔

۱۷/۲۱
ہو احسان سے بدلے کی خواہش اگر
سخاوت میں پھل پر لگی ہو نظر
اگر بے دلی سے کوئی دان دے رجوگن سخاوت اسے جان لے

۲۲/۱۷
اگر نامناسب ہے وقت اور مقام
اسے دان دیں جس کو دینا حرام
جو لے اس کی ذلت کریں دل دکھائیں توگن سخاوت اسی کو بتائیں

اس پاکیزہ اخلاق کی تعلیم کے لئے ۱۷ ویں اور ۱۸ ویں ادھیائے خاص طور پر ملاحظہ ہوں۔

(۲) بھگتی مارگ (راہ عشق و محبت)

راہ عشق و محبت میں پہلا قدم اپنے من پر قابو پانا یعنی ہوا و ہوس کو

چھوڑ دیتا ہے۔ محسوسات کی محبت اور ان سے لگاؤ دور کرکے تمامتر
توجہ پرماتما کے دھیان میں لگا دینے سے بھگتی حاصل ہو سکتی ہے۔

۲/۵۸

ذرا سا بھی دے کوئی کچھوے کو چھیڑ
تو لیتا ہے فوراً سب اعضا سکیڑ
سکیڑے جو ہر شے سے اپنے حواس   وہ ہے قائم العقل اے حق شناس

فانی کی محبت کا نتیجہ جدائی ہے۔ جو سُکھ اس سے حاصل ہوتا
ہے۔ اس کا نتیجہ دُکھ ہے۔

۵/۱۲

تعلق سے پیدا جو ہوتا ہے سُکھ
اسی سے نمایاں ہو آخر میں دُکھ
جو سُکھ کا بھی آغاز و انجام ہے   تو دانا کہاں اس سے خوش کام ہے

لیکن محسوسات سے بے تعلقی کا یہ مطلب نہ ہو کہ لذاتِ دنیوی
سے بظاہر الگ رہے مگر دل میں ان کی تمنا رکھے۔

۲/۵۹

کرے نعمتیں ترک پرہیزگار
مگر شوقِ لذت سے ہو بے قرار
ہٹے ترکِ لذت کی لذت ملے   جسے دیدِ باری کی دولت ملے

جب انسان کی محبّت کا مرکز ذات باری تعالیٰ ہو جائے
تو ماسوا کی اُلفت دِل سے دُور ہو جاتی ہے جہاں باقی سے عشق
ہو وہاں فانی کے لئے جگہ نہیں رہتی۔ اسی کا نام تیاگ۔ اسی کا نام ترک دنیا۔

۳۴/۹
جما دھیان مجھ میں ہو مجھ پر فدا
تو کر یگ تو میرے لئے سر جھکا

اگر یوگ میں دل لگائے گا تو میں مقصود ہوں مجھ کو پائیگا تو

یہ مقام عبادت ہے۔ دلی خلوص اور سچی محبت سے انسان
خدا تعالیٰ کی پرستش کرے کیونکہ اصل عبادت یہی ہے

۶۵/۱۸
لگا مجھ میں دل بھگت ہو جا مرا
تو کر یگ مرے سامنے سر جھکا

مجھے تجھ سے مجھ سے تجھے پیار ہے مراد وصل کا تجھ سے اقرار ہے

عبادت کے لئے سب راہیں کھلی ہیں۔ جو طریق تم کو پسند ہے
اسی طریق سے عبادت کرو۔ یہاں تو خلوص کی ضرورت ہے رسوم
کی نہیں۔ تمام مذاہب کی منزل ایک ہی ہے یعنی قرب باری تعالیٰ
اسلئے کسی ایک راہ کی قید نہیں۔

مرے پاس جس راہ سے لوگ آئیں
میں راضی ہوں ارجن مراد اپنی پائیں

ادھر سے چلیں یا اُدھر سے چلیں — مرے غیب میں رستے جدھر سے چلیں

بت پرستی

بے سمجھ آدمی صرف میرے مظاہر کی پوجا کرتے ہیں کوئی دیوتاؤں کو پوجتے ہیں کوئی بھوتوں کو لیکن عارف لوگ خاص میری ذات بے نشان کی عبادت کرتے ہیں۔ جو جس کی پوجا کریگا اسی تک پہنچیگا۔ جو میرا بھگت ہوگا مجھے ملیگا

ہوا و ہوس سے جو مجبور ہیں
ہوئے گیان سے ان کے دل دور ہیں

نکالیں طبیعت سے پوجا کی ریت — کریں دوسرے دیوتاؤں سے پریت

منائیں جو پتروں کو پتروں تک آئیں
جو بھوتوں کو پوجیں وہ بھوتوں کو پائیں

صنم کے پجاری صنم سے ملیں — ہمارے پرستار ہم سے ملیں

جو لوگ بہشت کی خاطر عبادت کرتے ہیں یا دیوتاؤں کو پوجتے ہیں وہ گویا تجارت کرتے ہیں۔ وہ بہشت میں ضرور پہنچیں گے۔ لیکن اپنے اعمال

کا اجر پا کر کچھ عرصے میں ان کا نیکی کا سرمایہ ختم ہو جائے گا اور وہ پھر دنیا میں واپس آئیں گے اور از سر نو ارتقائی منازل طے کریں گے۔

۹/۲۰
جنہیں تینوں ویدوں میں ہے دسترس
وہ جنت کے طالب پئیں سوم رس
پرستار ہوئے یہ معصوم لوگ — ملے ان کو جنت میں دیوتا کا بھوگ

۹/۲۱
فضاؤں میں جنت کی خوشیاں منائیں
مگر ہو کے خالی یہیں لوٹ آئیں
مراد اپنی ویدوں سے پاتے رہیں — وہ آتے رہیں اور جاتے رہیں

بھگتی کے لئے ذات کی کوئی قید نہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ صرف برہمن یا پنڈت یا کشتری ہی عبادت کر سکتے ہیں۔ بلکہ ویش ہو شودر ہو، عورت ہو خدا کی راہ سب پہ کھلی ہے۔

۹/۳۰
کوئی آدمی گرچہ بدکار ہے!
مگر میرا دل سے پرستار ہے
اسے بھی سمجھ لے کہ سادھو ہے وہ — ارادے میں نیکی کے یکسو ہے وہ

۹/۳۱
وہ دھرماتما جلد ہو جائے گا

قرار و سکون دائمی پائے گا!

سمجھ دل سے یہ بات کنتی کے لال مرا بھگت پائے نہ ہرگز زوال

۳۲/۹ بشر پاپ کے پیٹ سے ہو کوئی

وہ ہو شودر یا ویش یا استری

مجھے آسرا جب بنائے گا وہ تو اعلیٰ منازل پہ جائے گا وہ

بھگت کون ہے اور بھگتی کیا ہے۔ اس کیلئے بارھواں ادھیائے

مطالعہ کرو۔ یہاں اس میں سے چند شلوک درج کئے جاتے ہیں۔

۱۵/۱۲ جو دنیا کو آزار دیتا نہیں

جو دنیا سے آزار لیتا نہیں

بری بغض و حسد و غم و خوف سے وہی ہے مرا بھگت پیارا مجھے

۱۸/۱۲ برابر جسے دوست دشمن تمام

نہ سکھ دکھ نہ عزت نہ ذلت سے کام

ہو گرمی کہ سردی جسے ایک سی لگن ہو کسی سے نہ جس کی لگی

۱۹/۱۲ برابر ہوں جس کے لئے مدح و ذم

وہ کم گو نہ جس کو غم بیش و کم

قیدی دل کا آزاد گھر بار سے
وہی ہے مرا بھگت پیارا مجھے

(۳) گیان مارگ (راہ عرفان)

انسانوں کی فطرت مختلف ہوتی ہے۔ بعض میں جوش عمل کا غلبہ ہوتا ہے۔ ان کے لئے خدا تک پہنچنے کا بہترین رستہ کرم یوگ ہے وہ نشکام کرم کریں یعنی بے لوث اور لالچ کے ہر کام کو خدا کا کام سمجھ کر کریں۔ یہی ان کے لئے راہ نجات ہے۔

بعض انسانوں میں فطرتاً عشق و محبت کا ولولہ ہوتا ہے۔ ان کی طبیعت جذباتی ہوتی ہے۔ ان کے لئے بھگتی یوگ اور خالص عبادت ہی راہ نجات ہے۔

گیان سے مراد ہے معرفت الہٰی۔ ایسے لوگوں کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ حقیقت ذات باری پر غور کریں۔ پرماتما اور آتما کے راز کو سمجھیں۔ دنیا و مافیہا کی کثرت میں وحدت کی تلاش کریں۔ یہی ان کو معراج کمال تک پہنچانے کیلئے کافی ہوگا۔

نظر آتے ہیں گیان سے برملا

ہر ایک میں وہی ہستی لا فنا

جو کثرت میں وحدت کی پہچان ہے　　تو عین ستوگن ہی اگیان ہے

۲۰/۱۴　جسے آئے کثرت میں وحدت نظر

کہ ہر رنگ میں ہے وہی جلوہ گر

جو وحدت سے کثرت کا سمجھے ظہور　　خدا سے ہو واصل وہی بالضرور

ایسے گیانی (عارف) پہ تناسخ کا کوئی اثر نہیں۔

۲۳/۱۴　اگر آتما کو کوئی جان لے

گنوں اور مایا کو پہچان لے

رہے جیسے چاہے وہ جس حال میں　　نہ آئے تناسخ کے جنجال میں

مساوات

گیانی کو جب عرفان باری حاصل ہو جاتا ہے۔ تو اس کیلئے ہر طرف ایک ہی پرماتما کا ظہور نظر آتا ہے۔ اسی لئے وہ سب جانداروں کی مساوات کا قائل ہوتا ہے۔ برہمن اور چنڈال کو ایک جیسا سمجھتا ہے جسکے دکھ سکھ میں شریک ہوتا ہے۔ اسکا دل ہمدردی کا سرچشمہ اور رحمت کا منبع ہو

۱۸/۵　جو گیانی ہے یکساں نظر اس کے آگے

وہ ہو کوئی کتا کہ ہاتھی کہ گائے

کوئی برہمن عالم و بردبار ۔ کہ چنڈال ناپاک مردار خوار

۵/۱۸
وہ یوگی ہے افضل جسے ہوں سب ایک
سگے دوست بے لاگ احباب نیک

ہوں ثالث کہ دشمن دل آزار ہوں ۔ وہ دھرماتما ہوں کہ بدکار ہوں

۶/۳۲
سکھ اوروں کا سمجھے جو اپنا ہی سکھ
دُکھ اوروں کا سمجھے جو اپنا ہی دُکھ

جو سب کو کرے اپنے جیسا خیال ۔ سُن ارجن کہ یوگی ہے وہ باکمال

گیانی (عارف)

جس کو گیان حاصل ہو جائے۔ اس کی دنیا ہی نرالی ہو جاتی ہے۔ وہ دن رات خدا کے خیال میں مست رہتا ہے۔ اس کے دل میں سکون ہوتا ہے۔ دُکھ سکھ کا اس پر اثر نہیں ہوتا۔

۶۹/۲
جسے رات کہتی ہے دنیا تمام
نگاہوں میں عارف کے دن ہے مدام

جو دن اہل عالم کے نزدیک ہے ۔ وہ عارف کی شب ہے کہ تاریک ہے

۱۰/۵ وہ عارف خدا میں رہے استوار
نہ الجھن جسے ہو نہ دل بے قرار

مسرت جو پائے تو شاداں نہ ہو   مضرت جو پہنچے پریشاں نہ ہو

۲۰/۲ سمندر میں غائب ہوئے دریا ہزار
رہے گا وہ لبریز [illegible] باوقار

سب ارماں کم جنکے سینے میں لیں   وہی پاتے راحت نہ اہل ہوس

عارف کو دل کی یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔

۴۱/۲ جو عقل ارادی ہے مستقل ...
نہ یکسو ہو اور پختہ انسان کا دل

ارادہ ہو جس کا نہ سلجھا ہوا   رہے گا خیالوں میں الجھا ہوا

۴۳/۲ جہاں غم ہے باقی نہ کچھ سوگ ہے
یہی یوگ ہے ہاں یہی یوگ ہے

اسی یوگ میں دل یقیں سے جماؤ   اسی یوگ سے تم عقیدت دکھاؤ

۴۵/۲ رکھو ایسے ہی دل یوگ میں استوار
تو کر لے گا وہ عمل اختیار

نہ جینے کی شادی نہ ہارے کا سوگ کہ دل کے توازن کا ہے نام یوگ

۲۶/۶ من انساں کا چنچل ہے اور بیقرار
رہے دوڑتا بھاگتا بار بار

وہ بھاگے تو بھاگ اسکی جھٹ موڑ دے حفاظت میں پھر روح کی چھوڑ دے

عارف میں اوصاف ہونے چاہئیں۔ دیکھو تیرھواں دھیائے شلوک

۷ تا ۱۱۔

گیان (عرفان) حاصل کرنے سے انسان کے اعمال نرالے رنگ کے ہوتے ہیں وہ سرتاپا چشمۂ رحمت بن جاتا ہے اور اس کے ذریعہ سے خدائی فیضان تمام مخلوق کو پہنچنے لگتا ہے۔ اعمال کی سزا جزا اسکا اس پر اثر نہیں ہوتا۔ دوسرے لفظوں میں اسکے تمام عمال آتے ہیں۔

۳۷/۴ سن ارجن جو انبارِ خاشاک ہے
لگے آگ اس میں تو سب خاک ہے

یونہی گیان اگنی سے جاتے ہیں جل بُرے ہوں عمل یا بھلے ہوں عمل

اس کی وجہ یہ ہے :-

۳۸/۴ جو ارجن ملے گیان آنکھیں ہو دو۔!

تو ہوا اس حقیقت کا تجھ پہ ظہور

یہ سارا جہاں ہے تری ذات میں   تری ذات یعنی مری ذات میں!

عارف کو کیا اجر ملتا ہے یہ بھی ملاحظہ ہو:-

جو انسان کرے خواہشیں دل سے دور

ہو تنہا کا نہ ہو جس کے دل میں فتور!

تیاگی خودی ہو نہ جو میر تیر   سکوں اسکو حاصل ہے دل اسکا سیر

یہی ہے مقامِ وصالِ خدا!

جہاں آکے ہوں سب تہیہ پہ فدا!

مریں بھی جو یہ گیان ہو   تو حاصل اسے برہم نروان ہو!

پرآتما تجھ سے پاکر وصال!

رہے با سکوں لے کے اوجِ کمال

حلول تناسخ نہ دورِ حیات   فنا و مصیبت سے پائیں نجات

جو یوگی رہے یوگ میں استوار

گناہوں سے دامن نہ ہو داغدار

رہی وہ نعمت بیکراں!!   کہ پائے وصالِ خدائے جہاں!

فوق البشر انسان

آخر میں ہم چند شلوک ایسے درج کرتے ہیں۔ جن سے معلوم ہوگا کہ گیتا کس قسم کے فوق البشر انسان پیدا کرنا چاہتی ہے۔

۲/۵۵ جو سکھ سے سُکھی ہو نہ دُکھ سے دُکھی
نہ خوف اس کو آئے نہ غصہ کبھی
نہ جذبوں کے جنجال میں آئے وہ — مُنی قائم العقل کہلائے وہ!

۲/۵۷ بُرائی جو پہنچے تو نالاں نہ ہو!!
بھلائی جو پائے تو شاداں نہ ہو
کسی سے تعلق نہ اس کو لگاؤ — یہی قائم العقل کا ہے [illegible] سبھاؤ

۵/۱۹ مساوات میں دل لگائے ہوئے
جنم پر وہ قابو ہیں پائے ہوئے
ہے بے عیب یکساں جو ذاتِ خدا — ہے ذات میں اس کی قائم سدا

۵/۲۱ نہ اشیائے ظاہر سے اس کو لگن
ہے آنند سے آتما میں مگن!

جو برہم یوگ ہی سے سروکار ہے وہ دائمی مسرت میں سرشار ہے

نہ غصہ ہے جس میں نہ رنگِ ہوس ۲۶
۵

خیالِ طبیعت پہ ہے جس کا بس

بلا آتما کا جنھیں گیان ہے انھیں ہر طرف برہم نروان ہے

اوپر کی سطروں میں ناچیز مترجم نے گیتا کے مطالعہ کے لئے فلسفہ کی الجھنوں اور علمی مباحث سے قطع نظر کر کے سیدھے سادے الفاظ میں گیتا کی تعلیمات کا اظہار کر دیا ہے۔ بوجہ قلت گنجائش بہت سے نکات درج ہونے سے رہ گئے ہیں۔ غور سے مطالعہ کرنے والے کے لئے اس مختصر سی کتاب میں سینکڑوں ہزاروں اسرار موجود ہیں جنکے سمجھنے کے لئے استعداد توجہ اور محنت کی ضرورت ہے۔

ناظرین بغور مطالعہ کریں اور اپنی بساط کے مطابق عرفان حاصل کریں کیونکہ حصولِ عرفان ہی مقصدِ زندگی ہے۔

شکریہ!

آخر میں مجھے سوامی ۱۰۸ شری امرانند جی سرسوتی بانی اگ انڈیا گیتا مشن کا دلی شکریہ ادا کرنا ہے کہ انہوں نے نہایت محبت و شوق سے اس کتاب کی نظر ثانی کی۔ اسے لفظاً لفظاً غور سے پڑھا اور اپنے بیش بہا اصلاحی مشوروں سے مستفید فرمایا۔ جس سے کتاب کی تصحیح میں قابلِ قدر امداد ملی ہے۔ میں ان کی عنایت کا بیحد ممنون ہوں۔

دلِ محمد

پیغامِ عمل

تجھے کام کرنا ہے او مردِ کامل
نہیں اس کے پھل پر تجھے اختیار
کئے جا عمل اور نہ ڈھونڈ اس کا پھل
عمل کر عمل کر نہ ہو بے عمل!

تمہید

آج سے پانچ ہزار سات سال پہلے کروکشیتر کے میدان میں مہابھارت کی جنگِ عظیم واقع ہوئی۔ اس کا مرقع مہارشی ویدویاس جی نے اپنی لافانی نظم مہابھارت میں کھینچا ہے۔ یہ جنگ سلطنت کے لئے، ملک و مال کے لئے، مادی دنیا کے لئے لڑی گئی۔ لیکن اس جنگ کے اندر ایک اور جنگ بھی لڑی گئی جس کو باطنی اور روحانی جنگ کہنا چاہئے یہ فرائض اور جذبات کی جنگ تھی۔ اس کا نقشہ شری مد بھگوت گیتا کے لازوال اشعار میں کھینچا گیا ہے۔ گیتا مہابھارت ہی کا حصہ ہے۔ واقعات یوں ہیں کہ سرزمین ہند کے بہادر سپوت پانڈو اور کورو اپنے اپنے لشکر صف آرا کئے کھڑے ہیں۔ ارجن رتھ پر سوار ہے شری کرشن مہاراج اس رتھ کو چلا رہے ہیں۔ اور اس کی درخواست پر رتھ کو دونوں فوجوں کے درمیان لاکر کھڑا کر دیتے ہیں۔ ارجن کوروں کی فوج کیطرف نگاہ ڈالتا ہے اور دیکھتا ہے کہ کہیں اس کے گرو کھڑے ہیں کہیں چچا کہیں بھائی

کہیں خالو کہیں بھتیجے کہیں دوست سب ایک دوسرے سے جنگ کے لئے تیار ہیں۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر اس کا دل نرم ہو جاتا ہے اس کے من میں ایک اور جنگ شروع ہو جاتی ہے کشتری کی حیثیت سے لڑنا اس کا دھرم ہے۔ رحمدل انسان کی حیثیت سے لڑنا اور پھر اپنے عزیزوں سے لڑنا ادھرم ہے۔ یہ دھرم اور ادھرم کی جنگ، یہ فرائض اور جذبات کی جنگ اس کے دل کو کمزور کر دیتی ہے وہ اس اندرونی جنگ کی رہنمائی بھی شری کرشن مہاراج کے سپرد کر دیتا ہے تاکہ وہی اس کے من کے رتھ کو بھی چلائیں اور خود جذبات سے متاثر ہو کر اپنی کمان گانڈیو کو پھینک دیتا ہے۔ اور رتھ میں دلِ شکستہ ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔

اب شری کرشن مہاراج اس کو اپدیش دیتے ہیں۔ اس کی ٹوٹی ہوئی ہمت کو پھر استوار کرتے ہیں۔ اس کو راز عالم سے آگاہ کرتے ہیں۔ اور بتاتے ہیں کہ یہ راجے مہاراجے، یہ لشکری یہ فوج و سپاہ محض فریبِ نظر ہیں۔ سب کاموں کا کارن باعث خود خدا ہے جس کو زوال نہیں انسان کو سب کام خدا ہی کے کام سمجھ کرنے چاہئیں۔ خدا کی رضا کے

سامنے منزل نفس کی تکمیل کے وقت انسان کو سب کام ذاتی تعلقات اور جذبات سے بلند ہو کر کرنے چاہئیں۔ اسی سلسلہ میں شری کرشن مہاراج نشکام کرم یوگ اور معرفت کے مسائل پر روشنی ڈالتے ہیں۔ ارجن اس روحانی قوت کے بل پر پھر ادائے فرض کیلئے کھڑا ہو جاتا ہے۔

مہابھارت میں لکھا ہے کہ راجہ دھرت راشٹر درلیودھن کا باپ اور کوروں کا جد امجد آنکھوں سے نابینا تھا۔ جنگ کے آغاز میں مہارشی ویاس جی دھرت راشٹر کے پاس گئے اور فرمایا "اگر آپ جنگ کا نظارہ دیکھنا چاہتے ہیں تو میں آپ کی آنکھوں کو بینا کرنے کیلئے تیار ہوں" لیکن دھرت راشٹر نے کہا "میں اپنے ہی خاندان کی تباہی اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھنا چاہتا" اس پر مہارشی ویاس جی نے اس کے مطرب (سوت) یا بقول دیگر وزیر کو جس کا نام سن جے تھا ایسی باطنی نظر عطا کر دی کہ وہیں بیٹھے بیٹھے وہ جنگ کا نظارہ دیکھ سکتا تھا۔ وہ سب کچھ دیکھتا جاتا اور راجہ دھرت راشٹر کو جنگ کے سب واقعات سناتا جاتا۔ غرض سن جے نے پہلے تو دونوں کے انتظام اور اہتمام کا ذکر کیا اور پھر دھرت راشٹر کے سوالوں کے جواب میں تمام گیتا سنائی۔

آج بھی وہی مہا بھارت کی جنگ ہو رہی ہے۔ انسان کا تن کورو کشیتر کا میدان ہے۔ من دھرم کشیتر ہے۔ کھیت میں جو بیج بویا جائیگا ویسا ہی پھل دے گا۔ آم کی گٹھلی سے آم اور نیم کے بیج سے نیم کا پودا نکلے گا۔ محبت کے بیج سے محبت اور نفرت کے بیج سے نفرت پیدا ہوگی۔ حق و باطل، نیکی اور بدی کی فوجیں برسرِ پیکار ہیں۔ نیکی کی فوج کا سردار ضمیر ہے۔ جو یدھشٹر کی طرح یدھ یعنی جنگ میں مستقل مزاج رہتا ہے۔ دوسری طرف بدی کی فوج ہے۔ جس کا سردار نفس امّارہ ہے۔ جو دھرت راشٹر (اندھے راجے) کی طرح دوسرے کے راج کو ہضم کرنا چاہتا ہے۔ ارجن کی طرح انسان کو چاہیئے کہ اپنی رتھ (قوتِ عمل) کی باگ ڈور خدا کے ہاتھ میں دے۔ جذبات کو فرائض پر غالب نہ آنے دے۔ حق کے لئے پوری کوشش کرے۔ اور سب کام نشکام کرم سمجھکر خدا کے لئے اور خدا ہی کا کام سمجھکر پورا کرے۔ خدا اس کا مددگار ہو!

شریمد بھگوت گیتا

(اردو نظم میں)

پہلا ادھیائے

دھرت راشٹر نے کہا

۱۔ کُرو کھیت کی دھرم بھومی پہ جب
ملے پانڈووں سے مرے لال سب
لڑائی کا دل میں جمائے خیال
تو سنجے بتا ان کا سب حال چال

۱۔ راجہ دھرت راشٹر پانڈوں کا بھائی اور کوروں کا باپ تھا۔ وہ آنکھوں
کا اندھا تھا۔ سنجے اس کے مطرب کا نام ہے۔ کرو کشیتر سے مراد کورو کھیتر کا میدان
ہے۔ اس سرزمین کو دھرم بھومی اسلیے کہا گیا ہے کہ یہ مقام فرائض مذہبی کی ادائیگی کیلیے
مقدس مانا گیا ہے۔ یہاں راجہ کو رشی سے تعبیر کیا ہے۔ یہ راج رشی تھا۔ خود ہل چلایا
کرتا تھا۔ اسی راجہ کی اولاد یہ دونوں پانڈو اور کورو ہیں۔

سنجے نے کہا

۲- مہاراج! آئی نظر جس گھڑی!
صف آرا سپہ پانڈووں کی کھڑی
گئے راجہ دریودھن اٹھ کر شتاب
کیا جا کے اپنے گرو سے خطاب

راجہ دریودھن کی گفتگو

۳- گرو جی! ذرا دیکھئے اوج موج
صف آرا ہے پانڈو کے بیٹوں کی فوج
دروپد کا پسر ان کا سردار ہے
جو چیلا تمہارا ہی طرّار ہے

---

۲ (۱) دریودھن دھرت راشٹر کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔
۲ (۲) گرو سے مراد درون اچاریہ ہے جو کوروؤں اور پانڈووں سب کے استاد تھے۔ خطاب کرنا۔ بات کرنا۔
۳ (۳) دروپد کے اصل تلفظ میں "ا" دب کر نکلتی ہے:-

۴۔ لڑائی کو نکلے ہیں اہلِ خدنگ !!

جو سب ارجن اور بھیم ہیں وقتِ جنگ

وراٹ اور یویودھان مردانِ کار

دُرپد سا بہادر مہارتھ سوار !

۵۔ کہیں دھرشٹ کیتو کہیں چیکیاں

کہیں راجہ کاشی کا شیرِ زماں !

اِدھر کنتی بھوج اور پرُوجت اُدھر

کہیں شیبیہ صُورتِ گاوِ نر !

۶۔ یُدھا منیُو جیسا کہیں شُور بیر !

کہیں اُت موجا بلی بے نظیر

کہیں ہے بہادر سُبھدرا کا شیر !

پسر دروپدی کے مہارتھ دلیر

۴ (۱) اہلِ خدنگ۔ تیروں والے۔ بھیشم، ارجن اور یدھشٹر پانڈو کے تینوں بیٹوں کے نام ہیں۔ جو پہلی بیوی کنتی کے بطن سے تھے۔

۴ (۴) مہارتھی اس جوانمرد کو کہتے ہیں جو اکیلا دس ہزار تیر اندازوں کا مقابلہ کر سکے۔

۵ (۴) گیتا میں شیبیہ کو قوت اور مردانگی کی وجہ سے گاوِ نر کہا گیا ہے۔

۶ (۴) دروپدی، پانڈوؤں کی بیوی کا نام ہے۔

۷۔ مقدس گرو صاحبِ احترام
جہاں کے دو جنموں میں عالی مقام
سُنو اب ہمارے ہیں سردار کون
ہماری سپہ کے ہیں سالار کون!

۸۔ گُروجی ادھر سب سے اوّل جناب
تو پھر بھیشم اور کرن سے لاجواب!
کرپا فتح مند آشوتھاما نر
وکرن اور بلی سوم دت کا پسر!

۹۔ دلاور اسی شان کے بے شمار!
جو میرے لئے جاں بھی کر دیں نثار
سراپا مسلّح اُٹھائے خدنگ
عیاں جن پہ سب جنگ کے رنگ ڈھنگ

۸۔ (۲) بھیشم پتامہ۔ کوروؤں اور پانڈوؤں کے دادا کے بھائی وکرن۔ ارجن کا سوتیلا بھائی۔

دروں اچاریہ کے بیٹے کا نام آشوتھاما تھا۔

۱۰- ہماری اِدھر فوج ہے بے شمار!
کماں دار بھیشم سا عالی وقار
مقابل میں محدود فوجِ غنیم
ہے سینا پتی جس کے لشکر کا بھیم

۱۱- جوانو! قطاروں میں بٹ جائیو
پرے باندھ کر رن میں ڈٹ جائیو
دلیرو صفیں اپنی بھر دو سبھی
نہ بھیشم پہ آنچ آئے مردو کبھی

۱۲- یہ سن کر گرجنے لگا مثلِ شیر
وہ بھیشم پتامہ وہ پیر دلیر
وہ سنکھ اپنا جنگی بجانے لگا
تو راجا کا دل بڑھانے لگا!

۱۰- بعض شارحین اس شلوک کے معنی بالکل برعکس کرتے ہیں۔ وہ کوروؤں کے لشکر کو محدود اور پانڈوؤں کے لشکر کو بے شمار بتاتے ہیں۔

۱۰ (۳) بھیم پانڈوؤں کے لشکر کا سپہ سالار تھا۔

۱۲ (۲) پتامہ سے مراد دادا یعنی بھیشم ہے۔

جنگ کی شورش

۱۳۔ یکایک اٹھا فوج سے شور غل!
جو ناقوس چلّانے کھڑکے ڈہل
گرجنے دھڑکنے لگے ڈھول دف
لگیں گو لکھیں چیخنے ہر طرف

۱۴۔ کھڑا تھا وہاں ایک رتھ شاندار
جسے جس میں براق سب راہوار
تھے مادھو بھی ارجن بھی اس میں کھڑے
وہ سنکھ آسمانی بجانے لگے !!!

۱۵۔ رشی کیش کا پانچ جنیہ پرزور
ادھر دیودت پہ تھا ارجن کا شور

---

۱۳ ناقوس سنکھ۔ گو لکھ۔ وہ ناقوس جو گائے کی سنگ کی شکل کا ہوتا ہے۔
۱۴ براق سفید رنگ۔ راہوار۔ گھوڑے۔
۱۵ (۱) پانچ جنیہ۔ یہ سنکھ ایک راکشس کی ہڈیوں سے بنا تھا جس کا نام پانچ جن تھا اور جسے شری کرشن نے ہلاک کیا تھا۔
۱۵ (۲) دیودت (خدا داد) ارجن کا نیں دیکھتے ہے۔ دھن پر فتح پانے والا۔

اُدھر بھیم سا مردِ خونخوار تھا !

جو پونڈر پہ چنگھاڑتا تھا کھڑا

۱۶۔ نرپت یدھشٹر وہ کُنتی کا لال

"وجے" پہ دکھاتا تھا اپنا کمال

دکھاتے نکل اور سہدیو جوش

لئے ایک منی پُشپک اور سنگھوش

۱۷۔ وہ کاشی کا راجہ دھنش دھاری

شکھنڈی مہارتھ سا جرار بھی

وراٹ اور بلی دھرشٹ دیومن سبھی

قوی ساتیکی جو نہ ہارا کبھی !

---

۱۵ (۴) پونڈر۔ بھیم کے سنکھ کا نام۔

۱۶ (۲) "انت وجے" لاانتہا فتح۔ یہ بھی سنکھ کا نام ہے۔

۱۶ (۴) منی پُشپک۔ یہ دونوں جڑواں سنکھ۔ سنگھوش۔ شیریں آواز سنکھ۔

۱۷ (۲) شکھنڈی۔ دُرپد کا بیٹا تھا جو لڑکی سے لڑکا بن گیا تھا۔ اسی لئے بھیشم نے اس پر حملہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اور شکھنڈی نے اسے مار ڈالا۔

۱۸۔ دروپد اور سبھدرا کا بلونت لال

پسر دروپدی کے سبھی پائمال

مہاراج ہر سو دکھاتے تھے جوش

بجاتے تھے سنکھ اپنے با صد خروش

۱۹۔ ہنگامہ برپا ہوا الاماں

ہوئے شور سے پر زمیں آسماں

ہراساں تھے دھرت راشٹر کے پسر

لگے پھٹنے سینوں میں قلب و جگر

۲۰۔ کہ اتنے میں پانڈو کا بیٹا اٹھا

اڑاتا پھریرا ہنومان کا

کماں اس نے لے لی کہ تیرے پسر

کھڑے تھے چلانے کو تیر و تبر!

۱۸۔ بلونت۔ بہادر۔۔۔۔۔

۲۰۔ پانڈو کا بیٹا۔ ارجن جس کے جھنڈے پر ہنومان کا نشان تھا۔

۲۱۔ مہی پت! وہ بولا رکھیشی کیش سے
کہ اے لافنا! رتھ بڑھا دیجیے
چلیں وسط میں دیکھنے اوج موج
ادھر اپنی فوج اُدھر ان کی فوج!

۲۲۔ میں دیکھوں ذرا وہ جواں کون ہیں
جری کون ہیں پہلواں کون ہیں!
لڑائی کو آئے ہیں جو لے کے امنگ
مجھے آج درپیش ہے جن سے جنگ

۲۳۔ نظر ان کی صورت پہ کر لوں ذرا
جو آئے ہیں مردِ نبرد آزما
یہ مقصد ہے جن کا کہ ہو ان سے شاد
وہ دھرت راشٹر کا پسر کج نہاد

۲۱۔ مہی پت۔ راجا :۔ رکھیشی کیش۔ حواس کا مالک۔ شری کرشن کا نام

۲۲۔ دھرت۔ راشٹر کا پسر۔ دریودھن
کج نہاد۔ بدطینت۔ بری طبیعت والا

سنجے نے کہا

۲۴۔ گڈاکیش سے جب رشی کیش نے
سُنا یہ تو رتھ کو بڑھانے لگے
تھا اس رتھ کا رُتبہ رتھوں میں بڑا
کیا دونوں فوجوں میں لاکر کھڑا

۲۵۔ درون اور بھیشم ڈٹے تھے وہاں
جمے تھے وہیں راجگانِ جہاں!
کہا "دیکھ ارجن کھڑے صف بہ صف
لڑائی کی خاطر کر دستِ بکف

---

۲۴ نمبر گڈاکیش (نیند کو فتح کرنے والا) ارجن کا نام ہے:- ہری کیش (حواس کو فتح کرنیوالا) مراد شری کرشن:-

۲۵ (۲) ارجن۔ متن میں پارتھ کا لفظ ہے جو ارجن کا نام ہے:-

۲۵ (۴) سر بکف۔ سر ہتھیلی پر رکھے ہوئے۔

ارجن وشاد

ارجن کی بے دلی

۲۶ تب ارجن نے دیکھا کھڑے ہیں تمام
چچے دادے اُستاد ذی احترام
کہیں بیٹے پوتے کہیں یار ہیں!
برادر ہیں، ماموں ہیں، غمخوار ہیں
۲۷ خسر ہے کوئی کوئی دلبند ہے
کہ اک سے لگا ایک کا پیوند ہے
جگر کی جگر سے لڑائی ہے آج
کہ لڑنے کو بھائی سے بھائی ہے آج

---

۲۶ (۱) اس میں پارتھ ہے جو ارجن کا نام ہے۔

۲۶ (۲) ذی احترام۔ قابل عزت۔

۲۷ (۱) پیوند۔ جوڑ۔

۲۷ (۳) جگر۔ پیارا۔ عزیز۔

۲۸ ہوا دل کو ارجن کے رنج و ملال

کہا رحم و رقت سے ہو کر نڈھال

مہاراج یہ کیا ہے درپیش آج

کہ لڑنے کو ہے خویش سے خویش آج

۲۹ بدن میں نہیں میرے تاب و تواں

دہن خشک ہے سوکھتی ہے زباں

لگی ہے مجھے کپکپی تھرتھری

مرے رونگٹے بھی کھڑے ہیں سبھی

۳۰ چلا ہاتھ سے میرے گانڈیو اب

بدن جل رہا ہے مرا سب کا سب

یہ لو پاؤں بھی لڑکھڑانے لگے....

مرے سر کو چکر سے آنے لگے

---

۲۸ (۲) خویش ۔ اپنا ۔

۲۹ (۱) تاب و تواں ۔ طاقت

۳۰ (۱) گانڈیو ۔ ارجن کی کمان کا نام گانڈیو تھا ۔

۳۱ مہاراج کیشو میں اب کیا کہوں !!
کہ آثار بد ہیں بڑے ہیں شگوں !
یہ کارِ زبوں کر کے کیا فائدہ
عزیزوں کا خوں کر کے کیا فائدہ

۳۲ مجھے خواہش فتح و نصرت نہیں
مجھے شوقِ عیش و حکومت نہیں
کہ گوبند تاج شہی ہیچ ہے !
خوشی ہیچ ہے زندگی ہیچ ہے !

۳۳ تمنا تھی جن کے لئے راج کی !
خوشی جن سے عشرت و تاج کی !
کھڑے ہیں وہ تیر و کماں جوڑ کر
زر و مال و جاں سب سے منہ موڑ کر

۳۱ (۱) کیشو دراز کیشو یعنی لمبے بالوں والے کرشن :-

۳۱ (۲) کارِ زبوں - برا کام :-

۳۳ (۳) تیر و کماں جوڑ کر - لڑنے کے لئے :-

۳۴ پدر سبھی ہیں دادے بھی استاد بھی !
پسر بھی ہیں اور ان کی اولاد بھی !
یہ ماموں وہ بیوی کا بھائی وہ باپ
سبھی میں قرابت سبھی ہیں ملاپ

۳۵ مجھے قتل کر دیں اگر بے دریغ !
نہ پھر مار کیا شے ہے دنیا کا راج
مدھو مار کیا شے ہے دنیا کا راج
نہ لوں اس طرح تینوں عالم کا تاج

۳۶ نہ ماروں جو دھرت راشٹر کے پسر
تو ہو گا خوشی کا نہ دل میں گزر !
یہ سفاک گر ہو بھی جائیں تباہ
پہ چھوڑیں گے پیچھا ہمارا گناہ

---

۳۴ (۱) پدر ۔ باپ، یہاں چچا اور باپ دونوں سے مراد ہے ۔
۳۴ (۲) قرابت ۔ رشتہ داری
۳۵ (۳) مدھو مار ۔ مدھو سودن ۔ مدھو کو مارنے والے کرشن ۔ مدھو ایک راکشس تھا۔
۳۶ (۴) سفاک ۔ ظالم

۳۷ یہ دھرت راشٹر کے جو فرزند ہیں
یہ مادھو سب اپنے جگر بند ہیں
اگر ہم عزیزوں کو کر دیں ہلاک
نہ ہوں گے سدا غم سے اندوہناک

۳۸ سمجھ ان کی ہرچند گہنا گئی!
دلوں پہ ہوا و ہوس چھا گئی!
نہ سمجھیں وہ یاروں سے لڑنا خطا
نہ احساس ہوں گر قبیلے فنا!

۳۹ نہیں لیکن ایسے تو نادان ہم
بچیں پاپ سے کیوں نہ بھگوان ہم
کہ ظاہر ہے گر خاندان ہو تباہ
کہاں اس سے بڑھ کر ہے کوئی گناہ

۳۷ (۲) جگر بند۔ عزیز، پیار سے۔
مادھو۔ شری کرشن کا ایک نام۔

۳۸ (۲) ہوا و ہوس۔ لوبھ۔

۴۰ قبیلہ فنا گر کوئی ہو گیا !

تو بس وہ دھرم اس کا سب کھو گیا

رہا دھرم پر جب نہ دار و مدار

ادھرم اس پہ غالب ہوا انجام کار

۴۱ ادھرمی جو ہو جائیں سب مرد و زن

بگڑ جائے پھر عورتوں کا چلن

رہیں عورتیں ہی نہ جب پاک باز

تو ورنوں میں باقی کہاں امتیاز

۴۲ جو ورنوں میں ایسی خرابی مچائیں

وہ اور ان کے کنبے جہنم کو جائیں

بڑوں کو نہ پنڈ اور نہ پانی ملے

تنزل انھیں جاودانی ملے !

---

۴۰ (۱) دھرم کے کئی معنی ہوتے ہیں۔ اصل، فطرت، قانون، فرض، رسوم مذہبی، ذاتی پارسائی یعنی

۴۰ (۲) ادھرم۔ بے دھرمی۔ ۴۱ (۱) ورن۔ ذات۔

۴۲ (۱) پنڈ اور پانی۔ یہ شرادھوں کی رسوم کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ جو آباؤ اجداد کی روح کے لیے کی جاتی ہیں۔ اولاد نہ ہونے سے آباؤ کو شرادھ سے محروم رہنا پڑتا ہے۔

۴۳ قبیلوں کو غارت کریں جو بشر!
ہوں ورن ان کے پاپوں سے زیر و زبر
وہ ذاتوں کی رسمیں مٹاتے رہیں
گھرانوں کے دستور جاتے رہیں

۴۴ کسی خاندان کا جو ہو دھرم ناس
نہ ریتوں کی پروا نہ رسموں کا پاس
تو بھگوان ہم نے سنا ہے مدام
جہنم کے اندر ہے اُن کا مقام

۴۵ صد افسوس ہم کھو کے عقلِ سلیم
یہ کرنے لگے ہیں گناہِ عظیم
بہائیں گے افسوس اپنوں کا خوں
کہ ہے پادشاہی کا سر میں جنوں

۴۳ (۲) ورن، ذات، جاتی :- (۳) زیر و زبر نیچے اوپر
۴۴ (۳) متن میں لفظ جنادرون ہے جسکے معنی ہیں آدمیوں کی اذیت دینے والا۔
(۴) جہنم - نرک - دوزخ -
۴۵ (۲) گناہِ عظیم - بڑا گناہ - مہاپاپ۔

۴۶ یہ بہتر ہے دھرت راشٹر کے پسر
اڑا دیں جو تلوار سے میرا سر
نہ ہتھیار لے کر لڑوں ان کے ساتھ
بچانے کو اپنے اٹھاؤں نہ ہاتھ

سن جے نے کہا

۴۷ یہ کہتے ہوئے حالِ دل ناگہاں
دیئے پھینک ارجن نے تیر و کماں
رتھ میں کھڑا رہ سکا وہ حزیں
جو دل اُس کا بیٹھا تو بیٹھا وہیں!

ارجن وشادنامی پہلا ادھیائے ختم ہوا

---

۴۶ (۱) دھرت راشٹر کے پسر - کرد :-

وِشاد - افسردگی، پژمردگی، بے دلی، دکھ :-

دوسرا ادھیائے

سنجے نے کہا

۱۔ جو ارجن کا دیکھا یہ رنج و ملال!
غم و سوز دل میں طبیعت نڈھال
نظر دکھ سے بے چین آنکھوں میں نم
تو بھگوان بولے ز راہِ کرم

شری بھگوان کا ارشاد

دوسرے ادھیائے میں روح کی حقیقت علم سانکھیہ کے طریق سے بیان کی گئی ہے۔ آتما کا غیر فانی ہونا اور جسم کی بے ثباتی کا ذکر کیا ہے۔ پھر فرض منصبی کا ذکر ہے۔ اور علم معرفت کو حاصل کرنے کا طریقہ اور طالب معرفت کے مختلف منازل اور کیفیات کا ذکر ہے:۔

۲۔ سُن ارجن! یہ کیسی رِوش ہے رذیل
جو دوزخ میں ڈالے جو کردے ذلیل
کٹھن وقت میں ایسی کیوں بے دلی
نہ ہو آریاؤں میں یوں بے دلی

۳۔ تو ارجن نہ بن حیز نامرد و زار
نہیں تیرے شایانِ شان جی کی ہار
یہ کم ہمتی چھوڑ، کر جی کڑا!
عدوسوز ارجن کھڑا ہو کھڑا

ارجن کا جواب

۴ وہ بولا کہ اے فاتح دشمناں
مدھو مار! مجھ سے یہ ہوگا کہاں

---

۲ (۴) آریہ۔ شریف آدمی۔
۳ (۱) حیز۔ نامرد۔ مخنث۔
۳ (۴) عدوسوز۔ پرنتپ۔ دشمنوں کو تباہ کرنے والا۔
۴ (۲) مدھو مار۔ مدھو سودن۔ مدھو کو ہلاک کرنے والا مراد شری کرشن۔

معزز ہیں بھیشم و درون ہیں گرو!

بہاؤں میں تیروں سے ان کا لہو!

۵ گرو محترم کا نہیں خوں روا

گدائی میں اس سے تو جینا بھلا

میں ان خیر خواہوں کا خوں گر کروں

تو عشرت کے لقمے لہو سے بھروں

۶ میں کیا جانوں اچھا ہے اے سرِ بھرت

شکست ان کو دینا کہ کھانا شکست

یہ دھرت راشٹر کے پسر ہیں تمام

انھیں مار کر اپنا جینا حرام

۷ طبیعت ہے کمزور دل نرم ہے

یہ الجھن ہے اب کیا مرا دھرم ہے

---

۵ (۲) بعض مترجمین "خیر خواہ گرودوں" کی بجائے "دولت کے لوبھی گرو" بھی ترجمہ کر

۷ (۲) دھرم - فرض - ڈیوٹی -

میں چیلا ہوں میری مدد کیجیے !

جو ہو نیک رستہ بتا دیجیے !

۸۔ جہاں کا ملے بے خلل مجھ کو راج

مجھے دیوتا بھی جو دیں آکے باج

میں اس حال میں بھی رہوں گا اداس

اسی درد سے گم ہیں میرے حواس

سنجے نے کہا

۹۔ گڈاکیش وہ فاتح دشمناں !

رشی کیش سے کر چکا جب بیاں

تو یوں کہہ کے چپ ہو گیا وہ حزیں

"میں گوبند لڑتا لڑاتا نہیں !"

۸۔ (۱) بے خلل۔ دشمنوں سے خالی :۔

(۲) گم ہیں۔ لفظی ترجمہ "سوکھ گئے ہیں" :۔

۹۔ (۱) گڈاکیش۔ نیند پہ فتح پانے والا (یا) ارجن :۔ فاتح دشمناں۔ پرنتپ۔

۹ (۲) ہرشی کیش۔ اعضاء کا مالک یا ودراز گیسو۔ مراد شری کرشن سے ہے :۔

۱۰ ادھر فوج تھی اور اُدھر فوج تھی
دل ارجن کا اور غم کی اک موج تھی
رشی کیش کچھ مسکرانے لگے ! !
یہ عرفاں کے موتی لٹانے لگے !

شری بھگوان نے فرمایا

۱۱ تو باتوں سے غافل ! نہ ہو دِل ملول
نہ کر اُن کا غم جنکا غم ہے فضول
ستائیں نہ دانا کو رنج و الم
مرے کا نہ سوگ ! اور نہ جینے کا غم
۱۲ ازل سے تھی موجود ہستی مری
ازل سے تھی موجود ہستی تری

---

۱۱ (۱) (۲) تو دانائی کی باتیں کرتا ہے۔ مگر اُن کا غم کرتا ہے جنکا غم بے فائدہ ہے:۔
۱۱ (۳) متن میں لفظ پنڈت ہے جس کے معنی عالم اور دانا ہیں:۔
۱۲ (۱) لفظی ترجمہ۔ نہ تو ایسا ہے کہ میں کسی وقت موجود نہ تھا تو۔ اس شعر کا
(۱) آتما ادرح کے ازلی ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

یہ راجے سبھی اور یہ خلقت تمام
ہمیشہ سے ہیں، اور رہیں گے مدام

۱۳ کرے روح جیسے تغیر بغیر
لڑکپن جوانی بڑھاپے کی سیر
یونہی پھر نئے تن میں ہوتی مکیں
اگر دل ہے مضبوط چنتا نہیں

۱۴ یہ گرمی یہ سردی یہ دکھ سکھ تمام
ہیں احساسِ اشیا سے بے لاکلام
یہ کیفیتیں آنی جانی ہیں یہ
سہے جا خوشی سے کہ فانی ہیں یہ

۱۵ وہ انسان اثر جس پہ ان کا نہیں
خوشی سے جو خوش ہو نہ غم سے حزیں

---

۱۳ (۱) روح تن میں آتی ہے۔ تن میں تغیرات ہوتے رہتے ہیں۔ کبھی طفلی کا دور ہوتا ہے کبھی جوانی کا کبھی بڑھاپے کا۔ روح ان سب کو دیکھتی ہے لیکن خود تغیر پذیر نہیں ہوتی۔

۱۴ (۲) احساس اشیاء۔ مادی اشیاء کے لمس سے۔

۱۵ (۳) حزیں۔ غمناک۔

سُن ارجن ہے قائم دل اس کا مدام!
اسی کی ہے ہے مثایاں حیاتِ دوام

۱۶ جو باطل ہے موجود ہوتا نہیں
جو حق ہے وہ نابود ہوتا نہیں
وہ ہیں بود و نابود سے باخبر
حقیقت پہ رہتی ہے جن کی نظر

۱۷ اُسی کو بقا ہے اسی کو ثبات!
جہاں پر ہے چھائی ہوئی جس کی ذات
بھلا کس کی طاقت ہے کس کی مجال
فنا کر سکے ہستیٔ لازوال!

۱۸ لباسے ہیں جس آتمانے وجود
وہ قائم ہے دائم ہے اور بے حدود

---

۱۶ (۲) باطل۔ آست یعنی نیست کبھی ست یعنی نہیں ہوتا۔ نہ نیست ہی کبھی ہست

۱۶ (۳) بود نابود۔ ہست اور نیست۔ ۱۷۔ اُسی کا اشارہ پرماتما کی طرف

۱۸ (۱) بے حدود۔ جو محدود نہیں ہے۔ بے انتہا:۔

ہے فانی بدن آتما لازوال!

پھر ارجن ہے کیوں جنگ میں قیل و قال

---

۱۹ کبھی خون کرتی نہیں آتما!

کبھی خود بھی مرتی نہیں آتما

نہ قاتل ہے یہ اور نہ مقتول ہے

جو ایسا سمجھتا ہے مجہول ہے

۲۰ جنم اس کو لینا نہ مرنا اِسے

نہ آکر جہاں سے گذرنا اِسے!

انادی، فنا اور تغیّر سے پاک

یہ مرتی نہیں گو بدن ہو ہلاک!

(۱۹-۲۰) آتما (روح) پرسکون اور لازوال ہے۔ دنیا کی تمام حرکات اور افعال پرکرتی (فطرت یا نیچر) سے ظہور میں آتے ہیں۔ اس لئے جینے مرنے کا سوال جسم سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ روح سے۔ انسان پیدا ہو تو روح پیدا نہیں ہوتی۔ انسان مرے تو روح نہیں مرتی۔

---

۲۱ جو سمجھے اسے دائم و لایزال کہ

مبرّا ولادت سے اور بے زوال!

کسی کا وہ کیونکر بہائے گا خون

کسی کا وہ کیونکر کرائے گا خون

۲۲ بدلتا ہے انسان لباسِ کہن

نیا جامہ کرتا ہے پھر زیب تن

اسی طرح قالب بدلتی ہے روح

نئے جسم میں پھر نکلتی ہے روح

۲۳ کٹے گی نہ تلوار سے آتما!

جلے گی کہاں نار سے آتما!

نہ گیلی ہو پانی لگانے سے یہ!

نہ سوکھے ہوا میں سکھانے سے یہ

---

۲۱ (۱) لایزال۔ غیر فانی۔

(۲) مبرا ولادت سے۔ جنم سے بری۔

۲۲ (۱) کہن۔ پرانا۔ (۲) روح۔ آتما۔

۲۳ (۲) نار۔ آگ۔

۲۴ نہ کٹ ہی سکے اور نہ جل ہی سکے
نہ سوکھے نہ پانی سے گل ہی سکے
قدیم اور ٹل بھی دائم بھی ہے!
محیط جہاں بھی ہے قائم بھی ہے

۲۵ نہیں آتما کو تغیر زوال
حواس اس کو پائیں نہ پہنچے خیال
تجھے آتما کا جو یہ گیان ہے
تو پھر کس لئے غم سے ہلکان ہے

۲۶ اگر تو سمجھتا ہے یہ آتما!
ہو پیدا کبھی اور کبھی ہو فنا!
تو پھر بھی ہے لازم تجھے او قوی!
کہ غم آتما کا نہ کرنا کبھی

۲۵ (۳) گیان - علم -
۲۶ (۳) قوی - مہاباہو - بڑے بازوؤں والا -
۲۶ (۲۷) دیں شلوکوں کا نظریہ گیتا کا یہ نہیں جو لوگ روح کو غیر فانی نہیں سمجھتے - ان کو بھی سمجھایا گیا ہے کہ موت پر غم نہ کریں -

۲۷ جو پیدا ہو موت اُس کو آئے ضرور

مرے تو جنم پھر وہ پائے ضرور

جو یہ امر لازم ہے اور ناگریز

تو پھر کس لیے تو ہے غم کا اسیر

۲۸ نگاہوں سے پہلے نہاں ہوں وجود

یہ پھر بیچ میں کچھ عیاں ہوں وجود

نہاں پھر یہ ہو جائیں انجام کار

تو ارجن ہے پھر کس لیے بیقرار

۲۹ کوئی آتما سے تعجب میں آئے

کوئی بات حیرت سے اُس کی سنائے

کوئی ذکر سن سن کے حیران ہے

مگر سن سنا کر بھی انجان ہے

۲۸ - تمام وجود پہلے باطن (اویکت) ہوتے ہیں اور آخر میں پھر باطن میں چلے جاتے ہیں۔ درمیان میں پیدائش اور موت کے درمیان یہ کچھ عرصے کیلئے ظاہر (ویکت) ہو جاتے ہیں یعنی جو پیدا ہوا ہے وہ ضرور مرے گا پھر غم کیا؟ ۲۷ ناگریز - ضروری

۲۷ (الف) اسیر - قیدی:- ۲۸ (الف) متن میں بھارت ہے مراد ارجن ÷

۳۰ جو ہے سب کے تن میں مکیں آتما
یہ دائم ہے فانی نہیں آتما
جو اس پر یقیں ہے تو بھارت کے لال
نہ کر اہل ہستی کا رنج و ملال!

---

۳۱ ترا فرض کیا ہے رکھ اس پہ نظر
نہ جی ڈگمگا اس کی تکمیل کر
عمل چھتری کا کوئی کیوں نہ ہو!
نہ پہنچے کبھی دھرم کی جنگ کو
۳۲ ہیں ارجن وہی چھتری خوش نصیب!
ملے معرکہ جن کو ایسا عجیب

---

۳۱ (۱) ارجن کشتری ہے اس لئے اس پر حق کے لئے جنگ کرنا فرض ہے:-
۳۱ (۲) (ا) کشتری کے لئے حق کی خاطر جنگ کرنے سے کوئی کام بہتر نہیں۔
اس کا کام گھر کی راحت اور عیش و آرام کی زندگی چھوڑ کر سپاہیانہ زندگی بسر کرنا ہے:-
یہ جنگ حق و باطل جبر و انصاف کے درمیان جنگ تھی:-
۳۲ متن میں لفظ پارتھ ہے:-

یہ بِن مانگے نعمت خود آئی ہے گھر

کھلے خود بخود آکے جنت کے در

۳۳ اگر دھرم کی تو لڑے گا نہ جنگ

اور اس جنگ میں کچھ کرے گا وِرنگ

تو پت تیری باقی رہے گی نہ دھرم

تجھے پاپ گھیریں گے آئے گی شرم

۳۴ تجھے لوگ دیکھیں گے تحقیر سے!

نہ لیں گے ترا نام توقیر سے

جو با آبرو اس جہاں میں رہے

وہ مرنے کو ذلّت پہ ترجیح دے

۳۵ کہیں گے بہادر مہارتھ سوار

تو میدان سے ڈر کر ہوا ہے فرار

---

۳۳ (۱) دھرم سے مراد چھاتر دھرم یعنی کشتریوں یا سپاہیوں کا دھرم ہے۔

۳۳ (۲) ورنگ۔ دیر۔ ڈھیل :۔ (۳) پت۔ عزّت :۔

۳۴ (۴) ترجیح دینا۔ بہتر سمجھنا :۔

۳۵ (۵) فرار ہونا۔ بھاگ جانا۔ ایسا کرنے سے انسانی شجاعت اور مردانگی کا معیار گر جاتا ہے۔

تجھے سب بلاتے ہیں عزّت سے اب

یہ لیں گے ترا نام ذلّت سے تب

۳۶ ادھر تیرے دشمن جو رکھتے ہیں کد

جنھیں ہے شجاعت پہ تیری حسد

وہ بولیں گے ناگفتنی بولیاں

ملے رنج و غم اس سے بڑھ کر کہاں

۳۷ مرے گا تو پائے گا جنّت میں گھر

اگر جیت جائے تو دُنیا ہو سر

اُٹھ ارجن کھڑا ہو دکھا زورِ جنگ

کہ مردوں کو میداں سے ہٹنا ہے ننگ

۳۸ ہو سُکھ یا ہو دُکھ سب کو یکساں سمجھ

مساوی یہاں نفع و نقصان سمجھ!

---

۳۶ (۱) کد ۔ ضد ۔ (۲) ناگفتنی بولیاں ۔ نہ کہنے والی باتیں، ہتک، عزّت ۔

۳۷ یہاں متن میں لفظ کنتیہ ہے ۔ یعنی کنتی کے بیٹے مراد ارجن ۔

۳۸ انسان کا عمل صرف حق پر مبنی ہونا چاہیئے ۔ اسے عمل کے پیچھے سے بے نیاز ہو کر سکھ دکھ، نفع نقصان ہار جیت سے بالا ہو کر کام کرنا چاہیئے ۔

برابر سمجھ جنگ میں جیت ہار!
بچے گا گناہوں سے دو ہاتھ مار

۳۹ یہ تعلیم تھی سانکھیہ کے گیان سے
سمجھ یوگ کی بات اب دھیان سے
اگر یوگ میں سمجھ کو انہماک!
تو کرموں کے بندھن سے ہو جائے پاک

۴۰ یہ کوشش ہو اس میں کوئی رائیگاں
ہو رستے میں اس کے رکاوٹ کہاں
ذرا بھی جو یہ دھرم آ جائے گا
تو خوف و خطر سے بچا جائے گا!

۴۱ جو عقلِ ارادی رہے مستقل!
تو یکسو ہو اور پختہ انسان کا دل

۳۹ سانکھیہ وہ فلسفہ ہے جس میں روح اور مادے کی اہمیت پر بحث ہوتی ہے اس کا تعلق علم سے ہے۔ یوگ وہ فلسفہ ہے جس میں عمل پر بحث ہوتی ہے اور صحیح طریق کار سکھایا جاتا ہے یوگ کے لفظی معنی ہیں ملنا واصل ہونا خدا سے وصال کی تلاش انہماک خوبیت پورے طور سے دل کو لگانا۔ کرموں کا بندھن اعمال اور ان کے نتائج کی زنجیر ہے (۲) دیکھو ادھیائے ۲ شلوک ۴۰ تا ۴۴:۔
۴۱ عقل ارادی۔ وہ عقل جو نیک و بد میں تمیز کر کے قطعی راہ عمل بنائے:۔

ارادہ ہو جس کا نہ سلجھا ہوا!

رہے گا خیالوں میں اُلجھا ہوا

۴۲ جو ویدوں کے لفظوں سے ہیں شادماں

وہ ناداں کریں بس گل افشانیاں

انہیں کرم کانڈوں سے ہے آگہی

وہ کہتے ہیں سب کچھ یہی ہے یہی!

۴۳ جنم کو بتائیں وہ کرموں کا پھل

سکھائیں زر و عیش کے سو عمل

وہ خود کام ہیں کامناؤں میں مست

وہ جنت کے طالب ہیں جنت پرست

۴۴ پھنسیں جن کے دل ایسے اقوال ہیں

گھریں عیش و دولت کے جنجال میں

---

۴۲ اور بعد کے تین شلوکوں میں وید کے اس حصے کی طرف اشارہ جو کرم کانڈ کے متعلق ہے اور جس کے منتروں میں مال و دولت فتح و ظفر یا حصول جنت کے لیے یگیہ وغیرہ کے طریق بتائے جاتے ہیں۔

۴۳ خود کام۔ خود غرض۔ خود مطلب۔ ۱۔ کامنا۔ خواہشات ۱۔

سمادھی نہیں دل پہ قابو نہیں!
کہ عقل ارادی ہی یکسو نہیں!!

۴۵ ہیں ویدوں میں لکھے ہوئے تین گن
تو بالا ہو ان سے نہ رکھ ان کی دھن
رکھ اضداد کا اور نہ حاصل کا غم
ہو محو آتما میں صداقت پہ جم

۴۶ وہ انسان جسے برہم کا گیان ہے
اسے کرم کانڈوں پہ کب دھیان ہے
اُسے وید محض ایک تالاب ہے!
جہاں سارے عالم میں سیلاب ہے

۴۷ تجھے کام کرتا ہے او مرد کار
نہیں اس کے پھل پر تجھے اختیار

---

۴۴ سمادھی۔ خدا کے دھیان میں دل کی یکسوئی:۔

۴۵ (۲) اضداد۔ دُوندہ یعنی سکھ دُکھ۔ سردی گرمی۔ اُلفت نفرت وغیرہ کے متضاد جوڑے۔

۴۶ برہم گیان بمعرفت الٰہی:۔ تالاب وغیرہ مطلب یہ ہے کہ عارف جسے ہر طرف عرفان نظر آتا ہے۔ اسے کرم کانڈ وغیرہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسی طرح جیسے سیلاب کے وقت کنوئیں اور تالاب بے کار ہو جاتے ہیں:۔

کیے جا عمل اور نہ ڈھونڈ اس کا پھل
عمل کر عمل کر نہ ہو بے عمل!

۴۸ رکھ ارجن تو دل یوگ میں استوار
تو کر بے لگاوٹ عمل اختیار
نہ جیتے کی شادی نہ ہارے کا سوگ
کہ دل کے توازن کا ہے نام یوگ

۴۹ سن اب عقل کے یوگ کا حال سن
بہت پست ہیں جن کے کرموں کے گن
بنا عقلِ خالص کو تو دستگیر
رہیں پھل کے طالب ذلیل و حقیر

۵۰ لگی ہے جسے عقلِ خالص کی دھن
یہیں چھوڑ دے گا وہ سب پاپ پن

۴۷ اس شلوک کے چاروں مصرعوں میں پورے کرم یوگ کی تعلیم درج ہے۔ (۱) کام کرنا انسانی فرض ہے (۲) نتیجہ اس کے ہاتھ میں نہیں۔ (۳) کام کو اس کے نتیجے سے بے نیاز ہو کر کرنا چاہیے۔ (۴) ترک مذکے ساتھ ترک عمل نہ کر دینا چاہیے۔
۴۸ (۱) توازن یعنی سکھ دکھ فتح و شکست وغیرہ میں دل کو ایک حالت پر رکھنا۔
۵۰ (۱) عقلِ خالص بدھی سے یکت ہونا یہ بدھی آتما کا آخری فلادہ ہے۔

کما یوگ تن من میں بس جائے یوگ

عمل میں ہنر ہو تو کہلائے یوگ

۵۱ کہ سرشارِ دانش منی با عمل!
کریں سب عمل چھوڑ کر ان کے پھل
جنم کے وہ بندھن سے آزاد ہیں
سرورِ ابد پا کے دل شاد ہیں

۵۲ جو ہو عقل آزاد جنجال سے
نکل جائے تو موہ کے جال سے
سنی بات سے بھی کرے احتراز
نہ ہے ان سنی سے بھی تو بے نیاز

۵۳ پریشاں خیالی سے پائے سکوں
مقدس صحیفوں کا گم ہو فسوں!

۵۰ (۴) عمل کے وقت عقل ارادی کو مستقل یکساں پاک اور بے لوث رکھنا، یہ عمل میں
۵۱ منی۔ ولی جس کا باطن خدا کی نور سے منور ہے جنم کا بندھن۔ آواگون کا چکر۔
۵۲ (۲) موہ۔ وابستگی تعلق۔ دھوکا۔ فریب نظر۔ (۳و۴) منی۔ ان سنی۔ قیاس آرائیاں
۵۳ (۲) مقدس صحیفے۔ شرتی۔ منتر۔ فسوں۔ جادو۔

سمادھی سے قائم ہو دل ذات میں!
تو حاصل ہو پھر یوگ ہر بات میں

۵۴ پھر ارجن نے پوچھا یہ بھگوان سے
سمادھی میں دل کو جو قائم کرے
ہے اُس قائم العقل کا کیا چلن
ہو کیا بودو باش اس کی کیسا سخن

شری بھگوان کا ارشاد!

۵۵ تو بھگوان بولے جو ہو محو ذات
جو من سے کرے دور سب خواہشات
رہے جس کا دل رُوح سے مطمئن
اُسی فرد کو قائم العقل گِن!

۵۴ قائم العقل سمتھت پرگیہ۔ جس کی عقل پر سکون ہو۔ جس کو گیان حاصل ہو۔ جس کے دل کا توازن قائم ہو۔

۵۵ (۱) ذات سے مراد ذات باری ہے۔

۵۶ جو سکھ سے سکھی ہو نہ دکھ سے دکھی

نہ خوف اس کو آئے نہ غصہ کبھی!

نہ جذبوں کے جنجال میں آئے وہ

منی قائم العقل کہلائے وہ!

۵۷ برائی جو پہنچے تو ملال نہ ہو!

بھلائی جو پائے تو شاداں نہ ہو

کسی سے تعلق نہ اس کو لگاؤ

یہی قائم العقل کا ہے سبھاؤ

۵۸ ذرا سا بھی دے کوئی کچھوے کو چھیڑ

تو لیتا ہے فوراً سب اعضا سکیڑ

سکیڑے جو ہر شے سے اپنے حواس

وہ ہے قائم العقل اے حق شناس

قائم العقل۔ جب دنیا کے محسوس ہمارے حواس پر اثر ڈالتی ہے تو سکھ دکھ راگ ہے اور کرودھ یعنی خوشی رنج رغبت اور غصہ کے جذبات پیدا ہوتے ہیں لیکن جو شخص اپنا ارادی سدل کو ایسا مضبوط کرے کہ ان جذبات کی وجہ سے اس کا توازن قائم رہے۔ تو وہ شخص قائم العقل کہلانے لگا۔

۵۹ کرے رِنیتیں ترک پرہیز گار!
مگر شوقِ لذّت سے ہو بے قرار
اُسے ترکِ لذّت کی لذّت ملے
جِسے دیدِ باری کی دولت ملے

۶۰ خردمند کے بھی حواس و خیال
جو تیزی میں آجائیں کنتی کے لال
تو مَن کو بھی وہ چھین لے جائیں گے
کرے لاکھ کوشش نہ ہاتھ آئیں گے

۶۱ حواس اپنے روک اور لگا مجھ میں لَو
تو سرشار ہو یوگ میں متّصل
رہیں ضبط میں جس کے ہوش و حواس
وہ ہے قائم العقل اے حق شناس

---

۵۹ اشیائے محسوس اور لذّت دنیوی کا ترک اور اس وقت تیار ہے جب کہ دل سے ترک نہ کیا جائے۔ دیدارِ باری۔ خدا کا دیدار۔
۶۰ کنتی کا لال۔ کنتی کا بیٹا۔ کنتی ارجن کی والدہ کا نام تھا۔
۶۱ سرشار۔ مست۔

۶۲ لگاتا ہے جو محسوس اشیاء سے من
تعلق بڑھے ان سے اور ہو لگن
تعلق سے خواہش کا ہو پھر ظہور
ہو خواہش سے غصّے کا دل میں فتور

۶۳ ہو غصّے سے پھر تیرگی رونما
اثر تیرگی کا ہے سہو و خطا
اسی سہو سے عقل ہو پائمال
جو زائل ہوئی عقل آیا زوال

۶۴ جو کرتا ہے محسوس دنیا کی سیر
نہ الفت کسی سے ہے جس کو نہ بیر
رہے نفس پر ضبط جس کو مدام
وہ تسکین دل سے رہے شاد کام

۶۲و۶۳ اشیاء کے حسن و منافع پر غور کرتے رہنے سے تعلق بڑھتا ہے۔ تعلق سے ان کے حصول
کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ خواہش پیدا نہ ہونے سے غصّہ آتا ہے۔ غصّے سے نیک و بد
کی تمیز جاتی رہتی ہے۔ اسی گمراہی سے حافظے پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ عقل خراب ہو جاتی
ہے اور انسان تباہ ہو جاتا ہے۔

۶۵ دل پھر سکوں میں کہاں آئے رنج
کہ دکھ دور ہو جائیں مٹ جائیں رنج
جو پایا لیا دل نے سکون و قرار
وہیں عقل قائم ہو اور استوار

۶۶ نہ ہو دل پہ قابو تو دانش محال
نہ ہو دل پہ قابو تو بھٹکے خیال
پریشاں خیالی سے آئے نہ سکھ
جسے سکھ نہ آئے سدا اس کو دکھ

۶۷ حواس آدمی کے بھٹکتے ہوں گر
ہو اس پر وہ گرویدہ کا دل پہ اثر
تو دل عقل کو لے بہے اس طرح
کہ طوفان میں کشتی بہے جس طرح

---

۶۶ (۱) جب تک لوگ نیت پر کر دل پہ قابو حاصل نہ ہو۔
(۲) پریشان خیالی جب تک یکسوئی اور دھیان قائم نہ ہو۔
سکھ پایاں شانتی کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔
۶۷ انسان اپنے من اور حواس کو قابو میں رکھ کر ہی کمال حاصل کر سکتا ہے۔

۶۸ جو انسان حواس اپنے روکے رہے
نہ محسوس اشیا پہ بھٹکا پھرے
تو سن لے مری بات ارجن قوی!
کہ ہے قائم العقل انسان وہی!

---

۶۹ جسے رات کہتی ہے دنیا تمام
نگاہوں میں عارف کی دن ہے مدام
جو دن اہل عالم کے نزدیک ہے
وہ عارف کی شب ہے کہ تاریک ہے

۷۰ سمندر میں غائب ہوں دریا ہزار
رہے گا وہ لبریز اور باوقار

---

۶۸ (س) قوی - مہا باہو - زبردست بازوؤں والا۔

۶۹ عارف یہاں منی کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ اسی پر وہ حقائق روشن ہوتے ہیں جن سے دنیا غافل ہے اور جن چیزوں کو دنیا حقیقت سمجھتی ہے وہ عارف کے نزدیک باطل ہیں۔

سب ارماں ہوں گم جس کے سینے میں بس
وہی پائیں راحت نہ اہلِ ہوس!

۷۱ جو انساں کرے خواہشیں دل سے دور
ہوس کا نہ ہو جس کے دل میں فتور
نہ اس میں خودی ہو نہ ہو میر تیر
سکوں اس کو حاصل ہے دل اسکا ہیر

۷۲ یہی ہے مقامِ وصالِ خدا
جہاں آکے ہوں سب تو ہم فنا
دمِ واپسیں بھی جو یہ گیان ہو
تو حاصل اُسے برہم نروان ہو

سانکھیہ یوگ نامی دوسرا ادھیائے ختم ہوا

نوٹ :- قائم العقل دنیا کو چھوڑ کر نہیں بیٹھ جاتا۔ وہ جیسا شلوک نمبر ۶۴ میں بیان کیا گیا ہے دنیائے محسوس میں چلتا پھرتا ہے لیکن حواس کو اپنے ضبط میں رکھ کر اپنی بودھی کو قائم رکھتا ہے۔

۷۲: برہم نروان بمعنی خدائی وصال۔

تیسرا ادھیائے!

ارجن نے کہا

۱ بتا مجھ کو جبّارِ گیسو دراز!
عمل سے اگر علم ہے سرفراز
تو دکھا نہیں مجھ کو آزاد کیوں
مجھے کشت و خوں کا ہے ارشاد کیوں

۲ تظاہر نہیں بات سلجھی ہوئی
مری عقل ہے اس سے اُلجھی ہوئی

---

(۱) جبّار۔ جبّار دن جس کے معنی ہیں لوگوں پر جبر کرنے والا۔
گیسو دراز۔ کیشو۔

(۲) سرفراز۔ بلند مرتبہ افضل۔
بدھی یوگ کی افضلیت کے لیے دیکھو دوسرا ادھیائے شلوک ۴۹

مجھے بات قطعی بتا دیجیے!
بھلائی کی راہ پر چلا دیجیے

شری بھگوان نے فرمایا

۳ سن اے میرے معصوم ارجن ذرا
دیئے راستہ میں نے دونوں بتا
ہے گیان ان کا رستہ جو گیانی ہیں لوگ
جو یوگی ہیں دھرم ان کا ہے کرم یوگ

۴ کہ انساں کبھی ترک اعمال سے
رہا ہو نہ کرموں کے جنجال سے
فقط ترکِ اعمال سے ہے محال
کہ حاصل کسی کو ہوا وج کمال

---

۳ (۳) گیانی:۔۔۔ سانکھیہ کے فلسفے پر چلنے والے۔
۴ (۳) ترکِ اعمال۔ سنیاس:۔ عارفہ کا مقصد دل کا سکون حاصل کرنا ہے اور یہ مقصد ترکِ اعمال سے حاصل نہ ہوگا بلکہ نتیجے سے بے نیاز ہو کر فرض بجا لانے یعنی اس کے پھل کو ترک کرنے سے حاصل ہوگا۔ اسی حالت کا نام "نش کرم" ہے۔

۵ جہاں میں نہ دیکھو گے تم ایک پل

کہ کوئی بھی فارغ ہے اور بے عمل

سبھی کام کرنے پہ مامور ہیں

گنوں ہی سے فطرت کے مجبور ہیں

۶ جو اشیا سے روکے قوائے عمل

مگر دل سے خواہش نہ جائے نکل

جو اشیا کی لذت میں سرشار ہے

پراگندہ دل ہے وہ مکار ہے

۷ مگر روکے قوائے عمل سے جو کام

کرے پہلے من سے حواس اپنے رام

لگاوٹ نہ اس کو ثمر کا خیال

تو ہے کرم یوگی وہی باکمال

---

۵ تمام دنیا میں طوفان عمل برپا ہے۔ خود انسان کے جسم میں دوران خون وغیرہ کو دیکھو اس کا ذرہ ذرہ مصروف عمل ہے۔ فطرت یا پرکرتی میں سب سے بڑا وصف حرکت یعنی عمل ہے اور وہ سب سے عمل کرا رہی ہے۔

۶ دنیا کی محبت دکھاوے کی غرض سے نہیں بلکہ دل سے ترک کرنی چاہیئے۔ ورنہ یہ ترک منافقت اور ریاکاری ہے۔ ۷ (۲) رام مطیع۔

۸ جو ہے فرض تیرا کر اس پر عمل
کر ترکِ عمل سے ہے بہتر عمل
عمل چھوڑ دینے ہوں تجھ کو تمام
تو مشکل ہے تیرے بدن کا قیام

۹ عمل جس قدر بھی ہیں یگ کے سوا
وہ دنیا کو بندھن میں رکھیں سدا
کیئے جا تو سب کام یگ جان کر
لگاوٹ نہ رکھ اور نہ پھل پر نظر

۱۰ جو خالق نے انساں کو پیدا کیا
تو یگ کو بھی پیدا کیا اور کہا
کہ پھولو پھلو یگ پہ رکھ کر یقیں
مرادوں کی یہ گائے ہے کام دھین

۹ یگیہ وہ اعمال و رسوم ہیں جو شاستروں کے مطابق فریضہ مذہبی کے طور پر دیوتاؤں یا خدا کو خوش کرنے کیلئے کئے جاتے ہیں۔ پرکرتی (فطرت) خود ایک عظیم الشان یگیہ کر رہی ہے جس کا مطلب خدا تعالیٰ کو خوش کرنا ہے اس لیے سب کام خدا کی رضا کیلئے ان کے ثمر سے بے نیاز ہو کر کرنے چاہئیں۔

۱۰ کام دھین، اندر کی گائے جس سے سب مرادیں دوہی جا سکتی ہیں۔

۱۱ نوازا کرو یگ سے تم دیوتا!
تمھیں دیوتا بھی نوازیں سدا
جو اک دوسرے کو کرو سازمند
تو حاصل ہو تم کو مقامِ بلند

۱۲ یگوں سے نوازے ہوئے دیوتا
تمھیں نعمتیں سب کریں گے عطا
مگر لے کے نعمت جو دیتا نہیں
سمجھ لو کہ وہ چور ہے بالیقیں

۱۳ نکوکار کھائیں جو یگ کا بچا
گناہوں سے کرتے ہیں خود کو رہا
جو پاپی خود اپنی ہی خاطر پکائیں
تو اپنے ہی پاپوں کا بھوجن وہ کھائیں

۱۱ (۱) دیوتا بعض شارح دیوتاؤں سے حواس اور بعض جاندار مراد لیتے ہیں ۔ مقام بلند سے مدعا بہشت ہے یا نجات ۔ ۳ یگ ہست میں یگیہ پانچ قسم کے ہوتے ہیں ۔ دیو یگیہ (دیوتاؤں کیلئے) برہم یگیہ (ویدوں کے لئے پڑھنے پڑھانے کیلئے) پِتری یگیہ (بزرگوں کی ارواح کیلئے) نری یگیہ (غرباء کو کھانا دینے کیلئے) بھوت یگیہ (چھوٹے جانداروں کو کھلانے کیلئے) جو یگیہ سے بچے امرت کہلاتا ہے ۔ اس کا کھانا ثواب ہے ۔

۱۴ ہے زندوں کا غلّے پہ دار و مدار
تو غلّے کا بارش پہ ہے انحصار
ہو بارش جو یگ کا کریں اہتمام
مگر یگ ہوں کرموں سے پیدا تمام

۱۵ سبھی کرم ہوں برہم سے رونما
کرے برہم کو رونما لافنا
سو وہ برہم دنیا پہ چھایا ہوا
ہے یگ کے عمل میں سمایا ہوا

۱۶ اسی طرح دنیا کا چلتا ہے دور
جو اس دور سے ہٹ کے لے راہ اور
وہ خواہش کا بندہ گنہگار ہے
حیات اس کی دنیا میں بیکار ہے

۱۵ (۲) لافنا اکشر (۱۵ ۱ نا) برہم۔ پرکرتی۔ نیچر بعضوں نے اس کا ترجمہ وید اور گیان کیا ہے۔ مگر تلک مہاراج اور دیگر مفسریں اس کا ترجمہ پرکرتی (فطرت) ہی کرتے ہیں۔ لم ۱ ۱۵ ۱ منو سمرتی میں لکھا ہے "یگیہ میں آگ پر ڈالا ہوا سورج کو پہنچتا ہے، سورج سے بارش سے غلہ پیدا ہوتا ہے غلے سے زندگی"

۱۷ مگر آتما سے ہے جس کو لگن!
فقط آتما ہی میں رہے جو مگن!
سدا آتما ہی سے خورسند ہے
کہاں پھر وہ کرموں کا پابند ہے

۱۸ نہ کچھ اس کو افعال سے فائدہ
نہ کچھ ترکِ اعمال سے فائدہ
نہ دل بستگی ہے جہاں سے اُسے
نہ کچھ مدعا ایں و آں سے اُسے

۱۹ رہو اس لئے تم لگاوٹ سے دور
بجا لاؤ فرض اپنے سب بالضرور
لگاوٹ نہ رکھو عمل میں پسند
اسی سے ملے گا مقام بلند

---

۱۷ (۱) یعنی جو مطلوب جس نہیں ہے (۲) آتما (۱۹) انسان کیلئے دو راہِ عمل ہیں (۱) یا تو ریاضت سے اس دنیا کا سکھ اور آئندہ کے لئے جنت کی طلب کرے یا (۲) فرائض کو ثمر کا خیال ترک کر کے بے لوث اور محض خدا کے لئے بجا لائے پہلی راہِ عمل ویدوں کی ہے۔ دوسری کا ویدانت کی (۱۹ میں) دونوں کو سمونا چاہتا ہے۔

۲۰ عمل سے بزرگوں نے پایا کمال
جنک جیسے انساں ہوئے باکمال
اسی طرح نیکی کئے جاؤ تم
جہاں کو بھلائی دیئے جاؤ تم!

۲۱ کوئی نامور شخص کرتا ہے کام
تو کرتے ہیں تقلید اُس کی عوام
بڑا آدمی جو بنائے اصول!
وہی ساری دنیا کرے گی قبول

۲۲ مجھے دیکھ دُنیا کا دنیا ہے کچھ
نہ تینوں جہانوں سے لینا ہے کچھ
کمی کچھ نہیں گو مجھے زینہار
مگر پھر بھی رہتا ہوں مصروفِ کار

۲۰ (۲) سری رامچندر جی لبشٹ جی۔ ویدویاس جی۔ راجہ جنک اور بہت سے دیگر راج رشی باوجود دنیادار ہونے کے عارف کامل ہی تھے۔ اور دنیا کا انتظام (لوک سنگرہ) بھی کرتے تھے۔ ۲۲ (۲) تین جہان۔ زمین آسمان اور انکے مابین کی دنیا یا عالم جسمانی۔ عالم نفسانی اور عالم روحانی یا پاتال پرتھوی اور سورگ یا عالم حیوانی، عالم انسانی اور عالم ملکوتی۔

۲۳ کروں میں نہ ان تھک لگاتار کام
تو ترک جائیں دنیا کے مقصد سے تمام
چلیں لوگ میری روش پر سبھی
کریں کام وہ بھی نہ ارجن کوئی!

۲۴ جو ترکِ عمل میں کروں اختیار
اجڑ جائے دنیا یہ ناپائدار!
تو دونوں کا میرے سبب گھال میل
بگڑ جائے لوگوں کی بستی کا کھیل

۲۵ ہوں جس طرح ناداں عمل میں مگن
انہیں کام ہی کی لگن ہے لگن
ہوں ویسے ہی دانا کے نشکام کام
رہے تاکہ لوگوں میں قائم نظام

۲۳-۲۴ - انسان کے سامنے خدا کی اپنی مثال پیش کرنا ظاہر کرتا ہے کہ گیتا کے فلسفہ کا منتہائے منظر انسان کو خدائی اخلاق سے متصف کرنا ہے۔

۲۵ (س) نشکام کام - وہ کام جو انسان اپنے ثمرے سے بے نیاز ہو کر کرے۔ جس میں نتیجے سے تعلق نہ رکھے۔ ۲۵ (م) نظام - لوک سنگرہ۔

۲۶ اگر مورکھوں میں عمل کی ہو جوش
مذبذب نہ ان کو کریں اہل ہوش
کریں یوگ میں وہ کے خود کاروبار
نہیں ان کو رکھیں وہ مصروف کار

۲۷ یہ دنیا کی رونق یہ کاموں کی دھن
سبب ان کا اصلی ہیں فطرت کے گن
مگر جن کے دل میں اہنکار ہے!
سمجھتا ہے خود کو کہ مختار ہے

۲۸ زبردست ارجن! ہر جس پہ عیاں
گنوں اور کرموں کا راز نہاں
رہے بے تعلق کہ دنیا کے کام
گنوں پہ گنوں کے عمل کا ہے نام

---

۲۶ (۲) دل پر تشرا۔ گیانی۔ عارف ۔ ۲۷ اہنکار۔ خودی۔
۲۸ (۱) یہ گن تین قسم کے ہیں (۱) ستو گن یعنی وہ صفات علوی جو نیکی نورانیت روحانی اور تونائی اعمال کی محرک بنتیا ہیں (۲) رجوگن یعنی وہ صفات زمینی جو جذبات تلاش مسرت حرکت جنگ اور کامیابی کی محرک ہیں ۔ ۳۸ (۳) تموگن یعنی وہ صفات سفلی جو موہ جہالت تنزل اور تباہی کی محرک ہیں (ب) اعضائے احساس گن ہیں۔ اشیائے محسوس گن ہیں۔ سو گن ہی گنوں پر عمل کر رہے ہیں۔

۲۹ وہ مورکھ جو مایا کے دھوکے میں آئیں
گنوں اور افعال سے دل لگائیں
وہ جاہل ہیں اور عقل میں خام کار
نہ ڈبدا میں ڈالیں انہیں ہوشیار

۳۰ تو من اپنا پرماتما میں لگا
خودی و ہوس چھوڑ مت جی جلا
مجھے سونپ دے کام سب بے درنگ
اٹھ ارجن اٹھ ارجن ہو مصروف جنگ

۳۱ جو میری میری تعلیم پر کاربند
کریں نکتہ چینی کو نا پسند!
عقیدت سے پابند ارشاد ہیں
وہ کرموں کے بندھن سے آزاد ہیں

۲۹-(۱) مایا - پرکرتی، فطرت، تمام افعال و اعمال کا سرچشمہ پرکرتی ہے جسکو مایا فریب نظر بھی کہا گیا ہے (۲۹)- (۲) ہوشیار - گیان - عارف :- ۳۰-(۱) خودی میں اور میرا کی خواہش
۳۰ (۲) جنگ سے مراد ظاہری جنگ بھی ہے - اور باطنی جنگ بھی ہے۔ ۳۱-(۱) عقیدت سے دلی توجہ سے وشواس سے - ارشاد - راستہ دکھانا، نیک تعلیم -

۳۲ جو عامل نہیں میری تلقین پر!

جو تکرار و حجت کریں بیشتر!

علوم ان کے ہیں سب فریب و فتور

وہ جاہل تباہی میں آئیں ضرور

۳۳ کوئی علم سے لاکھ پُر نُور ہے

مگر اپنی فطرت سے مجبور ہے

بشر اپنی فطرت بدلتا نہیں

یہاں جبر سے کام چلتا نہیں

۳۴ کبھی دل کو رغبت ہو محسوس سے

کبھی دل کو نفرت ہو محسوس سے

یہ رہزن ہیں دونوں نہ مرعوب ہو

تو غلبے سے ان کے نہ مغلوب ہو

---

۳۳ جبر و اکراہ سے فطری خواہشات کو فنا نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح جو خواص انسان میں حقیقی طور پر پائے جاتے ہیں۔ وہ آخر ظاہر ہو کر رہتے ہیں۔ انسان صرف اتنا کر سکتا ہے کہ جواس پر قابو پا کر مکروہات کو دل تک نہ آنے دے اور دل کو پاک صاف رکھے

۳۴ انسان کو اعمال محض فرض سمجھ کر نفرت و رغبت کے جذبات بلند ہو کر کرنے چاہئیں

۳۵ نہ لے غیر کا دھرم گو خوب ہے !
کہ دھرم اپنا ناقص بھی مرغوب ہے
جو مرنا پڑے دھرم پر اپنے مر
تجھے غیر کے دھرم میں ہے خطر

ارجن کا سوال

۳۶ پھر ارجن نے پوچھا وہ قوّت ہے کیا
کرے جس سے انساں گناہ و خطا
خطا کوئی کرتا نہیں چاہ سے
وہ سب کچھ کرے جبر دا کراہ سے

شری بھگوان کا ارشاد

۳۵ یہاں رعایت مرد و غیر انفس ہے۔ وہی کام کرو جس کی تمہاری فطرت میں اہلیت ہے۔ پرایا فرض چھوڑ کر دوسرے کے فرائض اختیار کرنا خطرے سے خالی نہیں۔ آگ کا دھرم جلانا ہے۔ پانی کا دھرم بجھانا۔ اگر پانی اپنا دھرم چھوڑ کر آگ کا دھرم اختیار کرے تو خود کو تباہ کر دیگا۔
پانی کا دھرم [illegible] جو شخص ساری عمر سپہ گری کرتا رہا ہو اس سے جوہری کا [illegible] نہیں ہو سکیگا۔ اور جو عمر بھر موسیقی کی تانیں اڑاتا رہا ہو اس سے [illegible] ہو سکے گا۔

۳۷ سنا یہ تو بھگوان بولے کہ بس !
غضبناک دشمن ہے تیری ہوس !
سمجھ یہ رجوگن کی اولاد ہے !
یہ لوبھی ہے پاپی ہے جلّاد ہے
۳۸ دھواں روئے آتش کو جیسے چھپائے
رخِ شیشہ پہ جس طرح زنگ آ جائے
چھپے پیٹ میں ماں کے جیسے جنیں
ہوس سے چھپے گیان تیرا یہیں
۳۹ ہے سب گیان والوں کی دشمن ہوس
یہ سمجھا نہ چھوڑے گی رہزن ہوس
ہوس آگ ایسی ہے کنتی کے لال
کہ اس آگ کا سیر ہونا محال !

---

۳۷ کام یعنی ہوس کے رو وہ یعنی غضب پیدا ہوتا ہے۔ انسانیت کا تقاضا یہ ہے کہ ہمیشہ ستوگن کا غلبہ ہو اور رجوگن اور تموگن سے انسان دب جاتے ہیں مثلاً درندوں میں رجوگن کا غلبہ ہوتا ہے اور درندوں جیسے کام انسان کے شایانِ شان نہیں۔ ایسے ہی ہوس جو خلافِ عقل ہے۔ رجوگن سے پیدا ہوتی ہے اور ہوس پوری نہ ہونے سے غصہ ہو جاتا ہے۔ ہوس آگ کی طرح ہے۔
"جوں جوں ایندھن ڈالئے نکلے اور زیادہ"۔

۴۰۔ حواس و دل و عقل اے نیک نام
ہوس کے لیے ہیں یہ تینوں مقام
یہیں گیان انسان کا روپوش ہو
یہیں تن کا باسی بھی مدہوش ہو!

۴۱۔ اسی واسطے ارجن اے حق شناس
تو کر پہلے قابو میں اپنے حواس!
ہوس کو فنا کر ہے یہ گناہ
کرے گی یہی علم و عرفاں تباہ

۴۲۔ حواس آدمی کے ہیں اعلیٰ تمام
مگر ان سے اونچا ہے من کا مقام!
ہے من سے بڑا مرتب عقل کا
مگر عقل سے بڑھ کے ہے آتما

۴۰۔ انسانی ہستی کے دو جزو ہیں پرکرتی (فطرت) اور آتما (روح)، حواس دل اور عقل پرکرتی کا جزو ہیں اور انہیں پر ہوس کام کر کے علم عرفانہ کو تباہ کر دیتی ہے عام لوگ حواس، دل اور عقل ہی کے ذریعے سے تکمیل انسانی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اصلی تکمیل روحانی تکمیل ہے۔ جب تک ہوس (کام) پر قابو نہ پالیا، تکمیل ناممکن ہے تن کا باسی (روح)

۴۳ سمجھ آتما عقل سے ہے بلند

بنا نفس کو روح کا پائے بند

ہوس ہے تری دشمنِ خوفناک

زبردست ارجن اسے کر ہلاک

کرم یوگ نامی تیسرا ادھیائے ختم ہوا

نوٹ

اس ادھیائے میں ذوقِ عمل کا سبق دیا گیا ہے۔ کرم (عمل) کے بغیر کوئی شخص زندہ نہیں رہ سکتا۔ زندگی کے لئے عمل ضروری ہے۔ اس لئے انسان کو چاہیئے کہ عمل کرتے ہوئے حواس کو قابو میں رکھے۔ ہر کام محبت اور نفرت کے جذبات سے بالا ہو کر سر انجام دے۔ خواہشاتِ نفسانی کو زندگی کی قربان گاہ پر قربان کرے۔ زندگی کو مسلسل تگیہ یا قربانی سمجھ کر پھل کی خواہش اور لگاؤ نہ رکھے۔ سب کام خدا کیلئے کرے۔ سب جاندار والا کو دیوتا کی شکل میں دیکھے ان کی خدمت کرے اور ان سے خوش ہو۔ زندگی خدمت کیلئے ہے اور فقط بے لوث خدمت کیلئے؀

۴۳ انسان کو اپنے قوائے جسمانی و دماغی کا حاکم ہو اور ہوس کو نہیں بنانا چاہیئے بلکہ آتما کو بنانا چاہیئے۔ وہ کرموں کے بندھن میں پھنس کر نجات حاصل نہیں کر سکتا؀

چوتھا ادھیائے

شری بھگوان نے فرمایا

یہی یوگ جس کو نہیں ہے فنا!
وِوسوان کو میں نے پہلے دیا
منو نے لیا پھر وِوسون سے
منو سے لیا اس کو اکشواک نے

چوتھے ادھیائے میں کرم اور اکرم کا فلسفہ خاص طور پر سمجھنے کے لائق ہے۔ انسان قدرت کا آلہ کار ہے اور اگر وہ اپنی خودی کو دور کر کے حقیقت کا علم حاصل کرے تو اس کا یہ خیال کہ میں کرتا ہوں بالکل باطل ہو جائیگا۔ اور اس کے کرم فعل یعنی "اکرم" (عدم فعل) کا درجہ حاصل کریگا۔ پھر اسی ادھیائے میں مختلف یگوں کا ذکر ہے اور بتایا گیا ہے کہ سب سے افضل گیان یگیہ (عرفان) ہے۔ آتما اور پرماتما کے گیان ہی سے انسان کو نجات حاصل ہوتی ہے۔

۱ یہی یوگ۔ کرم یوگ جس کی تشریح کی جا چکی ہے۔
جس کو فنا نہیں۔ جس پر ماضی حال اور مستقبل کا اثر نہیں ٭
وِوسوت کے معنی ہیں سورج ٭۔ اکشواک۔ منو کا بیٹا اور سورج بنسی خاندان کا جد

۲　یہی نسل در نسل آیا ہے یوگ
ہی راج رشیوں نے پایا ہے یوگ
مگر اب ہے دور زماں سے یہ حال
کہ اس یوگ کو آگیا ہے زوال !

۳　یہی یوگ کا آج راز قدیم
بتایا ہے میں نے تجھے اے ندیم
کیا تجھ پہ سرِ خفی آشکار
کہ تو بھگت میرا ہے اور دوستدار

ارجن کا سوال

۴　کہا سن کے ارجن نے سینۂ حضور
جہاں میں ہوا آپ کا اب ظہور

۲- (۲) راج رشی - وہ راجا جو حکومت کے باوجود عارف بھی ہوتے ہیں۔

۳- (۲) ندیم - ہمنشیں -
(۳) سرِ خفی - چھپا ہوا راز -
(۴) بھگت - پرستار -

وِدسوان پہلے ہی موجود تھا!
تو یوگ آپ سے اس نے کیونکر لیا؟

شری بھگوان نے فرمایا

۵ سن ارجن ہوئے ہیں یہاں بار بار
تمہارے ہمارے جنم بے شمار
مجھے حال ان سب کا معلوم ہے
ترا حافظہ ان سے محروم ہے

۶ مری ذات ہے مالکِ کائنات
نہ اس کو وِلادت نہ اس کو ممات
جو کام اپنی فطرت کو لاتا ہوں میں
ظہور اپنی مایا سے پاتا ہوں میں

۶ اِنسان اپنے کرموں کے باعث جنم لینے پر مجبور ہے۔ اور گنوں اور نیچر کا تابع ہے۔ لیکن نیچر خود میرے قابو میں ہے اس لئے میں مایا سے جو صرف فریب نظر ہے کام لیکر ظہور پاتا ہوں میں جنم لیتا ہوا معلوم ہوتا ہوں گو درحقیقت وہ معمولی معنوں میں جنم نہیں ہوتا

۷ تنزل پہ جب وقت آتا ہے دھرم
ادھرم آ کے کرتا ہے بازار گرم!
یہ اندھیر جب دیکھ پاتا ہوں میں!
تو انساں کی صورت میں آتا ہوں میں

۸ بھلوں کو بُروں سے بچاتا ہوں میں
بُروں کو جہاں سے مٹاتا ہوں!
جڑیں دھرم کی پھر جماتا ہوں میں
عیاں ہو کے یگ یگ میں آتا ہوں!

۹ جو ارجن سمجھ لے ان اسرار کو!
خدائی جنم اور کردار کو
وہ مر کر مرے وصل سے شاد ہے
تناسخ کے چکر سے آزاد ہے

---

۷ (۲) ادھرم۔ بے دینی۔
۹ یہ سمجھنا ضروری ہے کہ کس طرح نرگن پرمیشور، گن والی مایا میں ظاہر ہوتا ہے پرمیشور کے دس کردار (عمل) کو سمجھنے سے کہ کس طرح کرم کرتے ہوئے بھی کرم سے بے تعلق رہا جا سکتا ہے انسان نجات حاصل کر سکتا ہے۔ تناسخ۔ آواگون۔ بار بار جنم لینا۔

۱۰ کئی محو مجھ میں مجھی میں مقیم!
تعلق سے آزاد بے رنج و بیم!
سدا گیان تپ سے کریں پاک دل
مری ذاتِ عالی میں جاتے ہیں مل

۱۱ مرے پاس جس راہ سے لوگ آئیں
وہ راضی ہوں ارجن مراد اپنی پائیں
ادھر سے چلیں یا ادھر سے چلیں
مرے سب ہیں رستہ جدھر سے چلیں

۱۲ وہ کرموں کے پھل کے ہیں طالب یہاں
کریں دیوتاؤں پہ قربانیاں
کہ فی الفور دنیا میں انسان کی
مرادیں ہوں کرموں سے حاصل سبھی

---

۱۰ بیم - خوف - گیان تپ - عرفان کی آگ جس سے تمام سنسکار اور گناہ جل جاتے ہیں عرفان باعث حواس پر قابو ہو جاتا ہے۔ اس لئے طلب دنیا اور اس کے نہ ملنے پر جوش اور غصہ نہیں رہتا۔ اور عارف چونکہ ہر طرف خدا ہی کو دیکھتا ہے اس لئے بے خوف ہو جاتا ہے۔

۱۱ - اس شلوک میں کتنی فراخدلی پائی جاتی ہے۔ طالب حق اگر اس کی طالب سچی ہے خدا کو پہنچ جاتا ہے خواہ وہ کسی مسلک پر کیوں نہ ہو۔ لہ چوتھے شعر میں بوجہ ردیف ایطا، ناگوار نہیں

۱۳ بنائے ہیں میں نے جو یہ ورن چار
کہ کرموں گنوں کی ہے تقسیم کار
میں خالق ہوں ان کا مگر بالضرور
عمل سے بری ہوں تغیر سے دور

۱۴ نہ کرموں کا ہوتا ہے مجھ پر اثر
نہ کرموں کے پھل پر ہے میری نظر
جو ایسا سمجھتا مجھے پاک ہے!
وہ کرموں کے بندھن سے بیباک ہے

۱۵ سلف کے بزرگوں نے پاکر یہ بات
کئے کام دنیا میں بہر نجات!
اسی طرح تو بھی کئے جا عمل!
بزرگوں کے نقش قدم ہی پہ چل

---

۱۳ چاروں ورن - برہمن، کشتری، ویش، شودر۔ تشریح کے لئے دیکھو ۱۸ شلوک ۴۱ "خدائش جدا سب کی خصلت جدا، کہ فطرت نے کی سب کی طینت جدا" اسی کے آگے دیکھو شلوک ۴۲، ۴۳، ۴۴ میں چاروں کا دھرم بیان کیا گیا ہے:

۱۶ سُن اب مجھ سے کرموں اکرموں کا راز
نہ دانا بھی جن میں کریں امتیاز
بتاتا ہوں کرموں کا رستہ تجھے
جو آزاد کر دے گا سنسار سے

۱۷ یہ لازم ہے کرموں کو پہچان تو
بُرے کرم جو ہیں انہیں جان تو
اکرموں کو کرموں سے کرے جُدا
کہ گہرا ہے کرموں کا رستہ پڑا

۱۸ وہ انساں جو کرموں میں دیکھے اکرم
اکرم اس کو آئے نظر عین کرم
وہ لوگوں میں دانا ہے اور ہوشیار
وہ یوگی ہے گو سب کرے کاروبار

---

۱۶ (۱) سنسار - زندگی اور موت کا چکر۔
۱۷ تا ۔ کرم - عمل یا فعل ۔ اکرم ۔ عدم فعل کام کرتے ہوئے یہ خیال نہ آنا کہ میں کام کرتا ہوں۔ اگر انسان عمل کرتے ہوئے خودی کا خیال چھوڑ کر یہ سمجھ لے کہ سب فطرت کام کر رہی ہے اور وہ خود محض آلۂ کار ہے تو وہ کرم یعنی عمل کے باوجود کرم کر رہا ہے۔ لیکن جو کام کرتے ہوئے بھی خودی کو نہ چھوڑے اور سمجھتے ہیں "میں" کام نہیں کرتا۔ وہ ترکِ عمل کے باوجود کرموں میں پھنسا رہتا ہے

۱۹ نہ خواہش کی ہو کام میں جس کے لاگی
جلا دے عمل جس نے عرفاں کی آگ
عمل ہیں شمر سے جو ہے بے نیاز
ہے دانا وہی پیش دانائے راز

۲۰ عمل میں نہیں جس کو پھل سے لگن
دل مطمئن میں رہے جو مگن !!
سہارا کسی کا نہ لے ایک پل
عمل اس کا ہے عین ترک عمل

۲۱ امید و ہوس سے نہ ہے کچھ لگن
جو قابو میں ہے من تو قبضے میں تن
جو تن کام میں من رہے دھیان میں
تو پل بھی نہ گزرے گی عصیاں میں

---

۱۹ وہ آزاد انسان جس کی آتما شانت ہے کسی کام سے گریز نہیں کرتا۔ بلکہ سمجھتا ہے کہ پرکرتی اس سے کام لے رہی ہے، وہ عرفان کے باعث کرموں کے بندھن سے آزاد ہوتا ہے۔ اور سکون قلب خاموشی نیکی اور پاکیزگی سے سب کام کرتا ہے۔ اہنکار نہ ہونے سے ہوس جاتی رہتی ہے۔ اور وہ اس لیے کام کے پھل سے بے نیاز ہو کر کامل اطمینان قلب حاصل کر لیتا ہے۔ ۲۱۔ عصیاں۔ گناہ ؛

۲۲ جو مل جائے لے کر وہی شاد ہے

نہ حاسد نہ پابندِ اضداد ہے

برابر ہیں جس کے لئے جیت ہار

عمل میں عمل کا نہیں وہ شکار

۲۳ تعلق سے جو پاک آزاد ہے

جو عرفاں میں قائم ہے دِلشاد ہے

عمل یگ کی خاطر کرے جو سدا

تو کرم اس کے ہوتے ہیں سارے فنا

۲۴ جو کریا میں دیکھے خدا ہی خدا

ہے اگنی خدا اور ہوی بھی خدا

ہون اور ہون کرنے والا وہی

خدا سے جُدا وہ نہ ہوگا کبھی

---

۲۲ (۲) اضداد سے مراد سُکھ دُکھ سردی گرمی جیت ہار وغیرہ کیفیات ہیں جو ایکدوسرے کے متضاد ہیں جو ان سب کو یکساں سمجھتا ہے وہ پابند اضداد نہیں :

۲۳ (۳) اسکی زندگانی خدا کی راہ میں قربانی کا حکم رکھتی ہے اسی کا ہر عمل ترک عمل کا حکم رکھتا ہے اور وہ کرموں کے بندھن سے آزاد رہتا ہے : ۲۴- اسی یگیہ سمجھنا چاہیئے یعنی ایسی قربانی جسکی بنیاد عرفان پر ہے نہ ہوی۔ گھی سامگری وغیرہ جو ہون میں ڈالی جاتی ہیں :

۲۵ کئی کرم یوگی ہیں ان سے الگ!

وہ بس دیوتاؤں کو دیتے ہیں یگیہ

جلا کر کئی آتش کبریا

کریں یگ کو اس یگ کے اندر فنا

۲۶ کئی ضبط دل سے جلائیں مدام

سماعت حسیں دوسری بھی تمام

کئی حِس کی آتش میں کر دیں فنا

سب اشیائے محسوس مثل صدا

---

۲۵ (۳۔۴) یعنی جس طرح گھی اناج وغیرہ کو مادی آگ میں ہون کر کے یگیہ کیا جاتا ہے۔ وہ اسی تمام یگیہ ہی کو خدائی آگ میں ہون کر دیتے ہیں۔

۲۶ اس شلوک میں دو یگیوں کا ذکر ہے پہلا وہ جس میں ضبط دل کی آگ روشن کر کے اس میں حواس کو ہون کر دیا جائے۔ یعنی حواس کو اس طرح قابو میں رکھا جائے کہ ان سے خوشی اور غم کے اثرات دل تک نہ پہنچیں۔ دوسرا یگیہ وہ جس میں حواس کی آگ روشن کر کے اس میں اشیائے محسوس کو ہون کر دیا جائے"۔ یعنی اشیائے محسوس کا اثر حواس سے آگے نہ جانے دیا جائے۔ مثلاً انسان آنکھیں رکھتا ہوا بھی اشیائے ممنوعہ کو نہ دیکھے کان رکھتے ہوئے بھی کسی کی برائی نہ سنے اور حواس کو محض پاک اور غیر ممنوعہ محسوسات تک پہنچنے دے۔

۲۷ کئی ضبط سے یوگ ایسا کمائیں
دل و جاں میں عرفاں کی آتش جلائیں
ہوں افعال حِس یا ہوں افعال دم
اِسی گیان اگنی میں کر دیں بھسم!

۲۸ کئی دھن سے اور تپ سے کرتے ہیں یگ
کئی یوگ اور جپ سے کرتے ہیں یگ
کئی لوگ کرتے ہیں یگ گیان سے
وہ عہد اپنا پورا کریں جان سے

۲۷ اِس شلوک میں عرفان کے یگیہ کا ذکر ہے جو اوپر کے یگیوں سے مختلف ہے اسمیں حواس پر جبر کئے بغیر عرفان کے ذریعہ سے خود بخود وہ فوائد حاصل ہوتے ہیں جو جنہیں دم اور ضبط حواس سے حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ یہ ذہنی اور قلبی ریاضت ہے۔

۲۸ اس شلوک میں یگیہ (ریاضت) کے مختلف اقسام کا ذکر ہے:-

(۱) وہ یگیہ جس میں قیمتی اشیاء، دھن دولت غلہ وغیرہ کی قربانی دی جائے:-
(۲) وہ یگیہ جس میں جسم کو اذیت پہنچائی جائے یا کسی عضو کو بیکار یا سکھا دیا جائے جیسے تپسوی لوگ کرتے ہیں
(۳) وہ یگیہ جس میں کرم یوگ سے فرائض کی تکمیل کی جائے یہ بھی ریاضت ہے:
(۴) وہ یگیہ جسمیں اوراد و وظائف سے ریاضت کی جائے:-
(۵) وہ یگیہ جسمیں علم و عرفان کے حصول اور حقائق پر غور و خوض سے کام لیا جاتا ہے۔ یہ اعلیٰ ترین ریاضت ہے:-

۲۹ کئی حبس دم میں دکھائیں کمال
کہ یگ ان کا ہے روکنا دم کی چال
وہ دم اپنے کرتے ہیں قربان یوں
دروں میں بروں اور بروں میں دروں

۳۰ کئی رک کے ضبطِ غذائے بدن!
کریں پران پر پران اپنے ہون
انہیں یگ کے اسرار معلوم ہیں
وہ یگ کے سبب پاک معصوم ہیں

۳۱ وہ امرت کے لقمے جو یگ سے بچیں
انہیں کھانے والے خدا میں رچیں
ہے ارجن وہ محروم چھوڑے جو یگ
نہ یہ جگ ہی اس کا نہ اگلا ہی جگ

---

۲۹ دروں (اندر) جاتے ہوئے دم (سانس) کو پران اور بروں (باہر) جاتے ہوئے دم (سانس) کو اپان کہتے ہیں۔ حبسِ دوام۔ پرانایام۔ سانس روکنا یہ مشق خیال کو جمانے کے لیے کی جاتی ہے۔

۳۰ یگیہ کے ریاض کا مدعا تزکیہ نفس ہے۔ یعنی جذبات سفلی پر قابو پا کر جذبات عالیہ کو نمایاں کرنا اور جسمانی خوشی کو چھوڑ کر روحانی خوشی حاصل کرنا۔

۳۱ انسان کو چاہیئے پہلے دوسروں کو کھلائے پھر خود کھائے۔

۳۲ بہت یگ کے اعمال و دستور ہیں
جو برہم یعنی ویدوں میں مذکور ہیں

کہ یگ سارے کرموں کی اولاد ہیں
جو ایسا سمجھ لیں وہ آزاد ہیں!!

۳۳ کریں ساز و ساماں سے انساں یگ
مگر سب سے بہتر سمجھ گیان یگ!
سن ارجن اگر تجھ کو پہچان ہے

کہ ہر کرم کی انتہا گیان ہے
۳۴ جو گیانی ہیں تو ان کی تعظیم کر
حصول ان سے عرفان کی تعلیم کر
سمجھ ان سے سب کچھ بہ عجز و نیاز
تو کر ان کی سیوا تو سیکھ ان سے راز

---

۳۲ سنسار سے بچنے کیلئے اور نجات حاصل کرنے کیلئے یہ جاننا ضروری ہے کہ انسان خود کرم (عمل) نہیں کرتا بلکہ سب کام نیچر کرتی ہے روح پرسکون اور عمل سے فارغ ہے یگیہ بھی نیچر کا فعل ہے۔

۳۳ اس یگیہ سے جس میں اشیائے دنیوی سے کام لیا جائے۔ دنیوی فوائد حاصل ہونگے اور اس یگیہ سے جسمیں گیان (عرفان) سے کام لیا جائے نجات حاصل ہوگی۔ اسلئے گیان یگیہ افضل ہے۔

۳۴ (م) ریاضت کے اعمال سے دل کی پاکیزگی اور (عرفان) حاصل ہوتا ہے؛

۳۵ جو ارجن ملے گیان! اُلجھن ہو دور
تو ہو اس حقیقت کا تجھ پر ظہور
کہ سارا جہاں ہے تری ذات میں!

تری ذات یعنی مری ذات میں!

۳۶ جو فاسق ہے تو یا گنہگار ہے!
گنہگار بندوں کا سردار ہے
تو پھر گیان نیّا پہ ہو کے سوار
گناہوں کے ساگر سے کر جائے پار

۳۷ سُن ارجن جو انبار خاشاک ہو
لگے آگ اس میں تو سب خاک ہو

یونہی گیان اگنی سے جاتے ہیں جل
بُرے ہوں عمل یا بھلے ہوں عمل

(۳۶-۳۷) اِن شلوکوں میں آتما اور پرماتما کی وحدت کا سبق دیا گیا ہے اور یہی توحید اور تصوف کی جان ہے۔ جب تک انسان میں اہنکار (خودی) موجود ہے۔ وہ خود کو افعال و اعمال کا فاعل سمجھتے ہوئے ان کے ثمر کا خواہاں ہے اور نیک و بد کا ذمہ دار ہے۔ لیکن انسان کو جب یہ عرفان ہو جائے کہ فاعل حقیقی خدا کی قدرت ہے تو وہ اعمال کی جزا و سزا سے بے نیاز ہو جاتا ہے گویا عرفان کی آگ میں اس کے تمام اکرم جل جاتے ہیں۔

۳۸ نہیں شے جہاں میں کوئی گیان سی
کرے پاک فطرت جو انسان کی!
اگر بھگتی یوگ میں پائے گا!
تو خود گیان بھی اس کو ہو جائے گا

۳۹ وہ گیانی ہے جس کو ہو پختہ یقیں
جو اِندریاں اپنے رکھے جو زیرِ نگیں!
اسے گیان حاصل ہو انجام کار
وہ پائے خدائی سکون و قرار

۴۰ وہ جاہل، نہیں جس کو دل کا یقیں
تذبذب سے پہنچے فنا کے قریں
نہ سکھ اس کو دنیا میں ہو شادیاں!
یہ دنیا ہے اس کی نہ اگلا جہاں

۳۸ (۲) برہم گیان (یعنی خدا عرفانی) انسان کے دل کو پاک صاف کر کے اسے متبرک کر دیتا ہے ؛

۳۸ (۴) وہ کرم یوگی اور دھیان یوگ میں لگ کر آتما کا گیان حاصل کر لیتا ہے
۴۰ (۱) جس کو اپنی آتما۔ شاستروں اور گورو پر یقین نہیں ؛

۴۱ گیا یوگ سے جس نے ترکِ عمل !
کٹے گیان سے جس کے وہم و خلل !
وہی آتما کا جسے گیان ہے !
کہاں اس کو کرموں سے نقصان ہے

۴۲ جہالت سے پیدا ہوئے ہیں جو شک
مٹا گیان کی تیغ سے یک بیک !
اٹھ اے بھارت اور چھوڑ سب وہم خام
تو رکھ یوگ میں دل کو قائم مدام

گیان یوگ نامی چوتھا ادھیائے ختم ہوا

۴۲ جو شکوک و شبہات جہالت سے پیدا ہوئے ہیں۔ وہ عرفان کے نور سے دور ہو جاتے ہیں ان آخری شلوکوں میں بتایا گیا ہے کہ نجات صرف حسن اعمال یا محض عرفان سے نہیں مل سکتی بلکہ دونوں کے ملاپ سے حاصل ہوتی ہے اگر گیان حاصل نہ ہو تو کرموں کا بندھن نہیں ٹوٹتا اور محض کرم یوگ عرفان کے بغیر ناکافی ہے *

پانچواں ادھیائے

ارجن نے کہا

۱ کبھی کرم یوگ آپ اچھا بتائیں
کبھی کرم سنیاس کے گن سنائیں
ہے بھگوان کون ان میں محبوب تر
عمل ہے کہ ترکِ عمل خوب تر

شری بھگوان کا جواب

کرم سنیاس - ترکِ عمل ؛

پچھلے گفتگوؤں میں جہاں ایک طرف سانکھیہ فلاسفی کے م
ترکِ عمل کے گن بتائے گئے ہیں وہاں کرم یوگ (فلسفہ عمل) کی خوبیاں ب
کی گئی تھیں۔ عمل یعنی توکل اور ترکِ عمل کے متعلق جو فلسفہ بیان کیا گیا ہے ارجن اس کی مزید تشریح

۲ کہی سن کے بھگوان نے پھر یہ بات
ہیں ترک اور عمل دونوں راہِ نجات
فضیلت میں لیکن ہے بڑھ کر عمل
کہ ترکِ عمل سے ہے بہتر عمل

۳ سدا سنیاسی اسے جانیئے!
ہو نفرت کسی سے نہ رغبت جسے
مقید نہ پابند اضداد ہے
سن ارجن وہی مردِ آزاد ہے

۴ وہ ہیں طفلِ ناداں جہالت میں غرق
جو سنیاس اور یوگ میں پائیں فرق
جو دونوں سے اک میں بھی کامل ہوا
تو پھل اس کو دونوں کا حاصل ہوا

---

۳ اسے سنیاسی نہ سمجھنا چاہیئے جو دنیا سے بیزار ہوکر جہالت سستی یا ناکامی کی وجہ سے تارک ہو جائے۔ کیونکہ ایسا کرنا بزدلی اور بھاگنا تقیت ہے سچا سنیاسی وہ ہے جو اعمال میں مشغول رہتے ہوئے بے لوث راہِ عمل اختیار کرنے اور دل کو سکھ دکھ نفع نقصان ہار جیت وغیرہ سے آزاد رکھے۔

۵ تجھے سانکھ سے جو ملے گا مقام
وہی یوگ سے پائے گا لاکلام!
ذرا دیکھ رکھنا اگر آنکھ ہے
وہی یوگ ہے اور وہی سانکھ ہے

۶ رہ یوگ سے جو کنارہ کرے
تو مشکل ہے سنیاس پانا اسے
منی یوگ ہی میں جو کامل ہوا!
وصالِ خدا اس کو حاصل ہوا!

۷ جو سرشار ہے یوگ میں مستقل
حواس اس کے بس میں ہیں وہ صاف دل
جسے جان اپنی سی ہر جان ہے
کہاں اس کو کرموں سے نقصان ہے

---

۵ تارک الدنیا لوگ جو گیان لوگ یا ویدانت کے عامل ہیں سانکھیہ کہلاتے ہیں وہ نجات حاصل کرنے کے لیے ذکر فکر مراقبہ وغیرہ میں مشغول رہتے ہیں اسی طرح کرم یوگی جو کام کے پھل سے بے نیاز ہو کر تمام اعمال خدا کیلئے کرتے ہیں وہ بھی دل کی پاکیزگی کی وجہ سے نجات حاصل کرتے ہیں۔ اسلئے سانکھیہ اور کرم یوگ کی منزل مقصود ایک ہی ہے۔ یعنی موکش (نجات)

۶ (۳) منی گیان میں مصروف رہنے والا۔ عارف ۔

۸ حقیقت کا ہے جس کو علم و یقین
سمجھتا ہے "میں کچھ بھی کرتا نہیں"
سُنے دیکھ چھو لے کبھی سونگھ لے
وہ کھائے پھرے سانس لے اونگھ لے

۹ وہ دے اور وہ لے اور وہ بولے کبھی
کبھی آنکھ مونڈے تو کھولے کبھی
مگر وہ ہمیشہ یہ کرلے قیاس
کہ "محسوس کی سیر دیکھیں حواس"

۱۰ رہے بے تعلق کرے جب عمل
خدا ہی کی خاطر کرے سب عمل
خطا سے ہمیشہ رہے گا بری
کنول کے نہ پتے یہ ٹھیرے تری

---

۹ لغایت ۹: ایسا آدمی عمل ہی میں ترکِ عمل مشاہدہ کرتا ہے۔ اور کہتا ہے "میں نہیں دیکھتا بلکہ آنکھیں دیکھتی ہیں۔ میں نہیں سنتا بلکہ کان سنتے ہیں۔ میں نہیں سونگھتا بلکہ ناک سونگھتی ہے وغیرہ۔ میری آتما عمل سے بالا ہے۔"

۱۰۔ اس کے تمام اعمال عرفان کی آگ میں سوخت ہو چکے ہیں وہ ظاہر طور پر نہیں بلکہ دل سے ترکِ عمل کر چکا ہے اسکو نہ کام کے ثمر سے پرواہ ہے نہ نجات کی فکر۔ وہ سنسار کے چکر سے آزاد ہے۔

۱۱ جو یوگی ہیں کرتے ہیں نشکام کام
نہیں کام ہیں کچھ لگاوٹ کا نام !
لگائیں وہ تن من خبر وادر حواس
کر دل کی صفائی سے ہوں روشناس

۱۲ جو یوگی ہے سرشار چھوڑے کا پھل
سکونِ ابد لائیں اس کے عمل !
جو یوگی نہیں وہ ہوس کا فقیر
رہے پھل کی خواہش میں ہر دم اسیر

۱۳ یہ نو در کی اک راجدھانی ہے تن
رہے چین سے جس میں شاہ بدن !
کرے خود لیے نہ اوروں سے لے کوئی کام
کرے ترکِ اعمال دل سے مدام

(۱) ۱۱ نشکام کام۔ وہ کام جس میں پھل کی خواہش نہ ہو۔ بے غرض کام ہے

(۱) ۱۲ یوگ میں سرشار۔ یوگ نِشٹ۔ یوگ میں منہمک (۲) سکون۔ چونکہ وہ کام خدا کے لئے کرتا اور شر سے بے نیاز ہے۔ اسلئے ناکامی میں مایوس نہیں ہوتا اور پُرسکون رہتا ہے۔

(۳) راجدھانی دارالسلطنت :۔ نو در سے مراد جسم کے نو سوراخ ہیں۔ شاہ بدن آتما جو پُرسکون ہے کیونکہ کام سب پرکرتی ہے جس میں اعضا حواس دل اور عقل شامل ہیں۔

۱۴ وہ مالک عمل اور نہ عامل بنائے
نہ کرموں کو کرموں کے پھل سے ملائے
یہ مایا کی ہیں کارفرمائیاں
یہ مایا ہی کرتی ہے سب کچھ عیاں

۱۵ نہ لے گا کسی سے بھی پرماتما
کسی کی نکوئی کسی کی خطا
جہالت سے ہے عرفاں پہ چھائی ہوئی
تو دنیا ہے چکر میں آئی ہوئی!

۱۶ مگر جن کو حاصل ہے عرفاں کا نور
کرے گیان ان کی جہالت کو دور
کہ سورج ہو جب گیان کا ضوفشاں
تو پرماتما کی ہو صورت عیاں!

---

۱۴ (۱) وہ مالک - یہ کہو:- سانکھیہ فلاسفی والے دو ابدی ہستیوں پرش اور پرکرتی (فطرت) کو مانتے ہیں جنمیں سے فاعل صرف پرکرتی ہے ویدانت اور گیتا وحدت الوجود کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک خدا جو نرگن (بے صفات) ہے پرسکون ناظر اور شاہد ہے۔ حرکت اور عمل خدا کی مایا سے ہوتے ہیں جو ایک فریب نظر ہے۔

۱۵ ۱- اگر تم خود کو پرکرتی کا جزو سمجھتے ہو تو کرموں کے بندھن میں پھنسے ہوئے ہو۔ اگر تم خود کو آتما سمجھتے تو آزاد ہو

۱۷ جو دیں روح اور عقل اس میں لگا
اسی میں ہوں قایم اسی پر فدا
پہنچ جائیں اس تک تو واپس نہ آئیں
کرے گیان دور ان کی ساری خطائیں

۱۸ جو گیانی ہے یکساں نظر اس کو آئے
وہ ہاتھی ہو کتا ہو یا کوئی گائے
وہ ہو برہمن عالم و بُردبار
کہ چنڈال ناپاک مردار خور

۱۹ مساوات میں دل لگائے ہوئے
جنم پر وہ قابو ہے پائے ہوئے
ہے بے عیب و یکساں جو ذاتِ خدا
رہے ذات میں اس کی قائم سدا

---

۱۷ نام اور روپ کی دنیا کا خیال چھوڑ کر خدا میں انہماک حاصل کرنیوالے گناہوں سے بری اور سنسار کے چکر سے پار ہو جاتے ہیں۔

۱۸ گیانی تمام جاندار اشیاء اور تمام انسانوں پر یکساں طور سے مہربان ہوتا ہے وہ ان سب میں وہی آتما دیکھتا ہے اور ان کے اجسام کو خدائی پرکرتی کا مظہر سمجھتا ہے۔ ۱۹۔ مساوات۔ سب کو برابر سمجھنا۔

۲۰ وہ عارف خدا میں رہے استوار
نہ الجھن اُسے ہو نہ دل بے قرار
مسرت جو پائے تو شاداں نہ ہو
مصرت جو پہنچے پشیماں نہ ہو!

۲۱ نہ اشیائے ظاہر سے اس کو لگن
ہے آنند سے آتما میں مگن
جو برہم یوگ ہی سے سروکار ہے
دوامی مسرت میں سرشار ہے

۲۲ تعلق سے پیدا جو ہوتا ہے سکھ
اسی سے نمایاں ہو آخر میں دُکھ!
جو سکھ کا بھی آغاز و انجام ہے
تو دانا کہاں اس سے خوش کام ہے

۲۰، ۲۱ ان میں جیون مکت کے اوصاف بیان کیے گئے ہیں یعنی اس شخص کے جس کی آتما جسم میں آزاد ہو
۲۱ حواس فانی اشیائے محسوس فانی، فانی کے فانی سے ملاپ سے جو خوشی کا احساس ہوتا ہے وہ بھی فانی۔ آتما لازوال ہے اس میں سرشار رہنے سے جو آنند حاصل ہوتا ہے وہ بھی لازوال ہے۔
۲۲ اشیائے محسوس سے متعلق سے جو خوشی ہوتی ہے ایسی جاتے رہنے پر وہی غم میں تبدیل ہو جاتی ہے

۲۳ نہ چھوڑا ابھی جس نے تن کا قفس
مگر کر لیے زیر خواہش و ہوس
اسیر بدن رہ کے آزاد ہے
تو انساں وہ یوگی ہے دل شاد ہے

۲۴ وہ یوگی رہے جس کے من میں سرور
مسرت ہو دل میں تو سینے میں نور
سمجھ لیجئے حق سے واصل اُسے!
کہ ہو برہم نروان حاصل اُسے

۲۵ رشی مٹ چکے جن کے جرم و قصور
جنہیں خود پہ قابو دوئی سے جو دور
جو سب کی بھلائی کے خواہاں رہیں
ملے برہم نروان آخر انہیں

۲۳ دنیا میں اسی انسان کو آنند حاصل ہوتا ہے۔ جو کام اور کرودھ پر قابو پالے۔
اگر ایسا نہیں تو دولت حکومت ملک اولاد ان سب سے راحت کی بجائے رنج و الم حاصل ہوتا ہے۔
۲۴، ۲۵ برہم نروان وصال خدا۔ یوگی اپنی ذات کو خدا کی ذات میں محو کر کے واصل بحق ہو جاتا ہے۔

۲۶ نہ غصہ ہے جن میں نہ رنگ ہوس

خیال و طبیعت پہ ہے جن کا بس!

ملا آتما کا جنھیں گیان ہے!

انھیں ہر طرف برہم نرواں ہے

۲۷ منی جو نہ محسوس سے دل لگائے

میان دو ابرو نظر کو جمائے

بروں اور دروں کے برابر ہوں دم

مساوی چلے ناک سے زیر و بم

۲۸ حواس و دل و عقل کر لے جو رام!

تلاش نجات اس کا دن رات کام

نہ ڈر ہے نہ غصہ نہ لالچ کہیں

نجات اس منی کو ملی بالیقیں!

۲۶ کرم یوگی پہلے اپنے من کو صاف کرتا ہے، پھر عرفان حاصل کرتا ہے پھر کاموں کا پھل چھوڑتے ہوئے ترک عمل کا درجہ پالیتا ہے اور آخر میں اسے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ ہر طرف سے مراد ہے مرنے سے پہلے اور مرنے کے بعد بھی ؛

۲۷، ۲۸ شلوک میں دھیان یوگ کا ذکر ہے جس پر عمل کرنے سے انسان جیون مکت کرم یوگی ہو جاتا ہے ؛

۲۹ مجھے شاہ ارض و سما جو کہے!
جو سمجھے ہیں یگ تپ مرے ہی لئے
جو مانے مجھے خلق کا غمگسار
اسی کو ملے گا سکون و قرار

سنیاس یوگ نامی پانچواں ادھیائے ختم ہوا

نوٹ

پانچویں ادھیائے میں کرم سنیاس اور کرم یوگ میں فرق بتایا گیا ہے دونوں کا مقصد نجات ہے کرم سنیاس پر سب لوگ عامل نہیں ہوسکتے کیونکہ انہیں دنیا کو ترک کر کے صرف گیان میں مصروف رہنا ہوتا ہے۔ کرم یوگ پر سب عامل ہوسکتے ہیں۔ یہ فرائض کو اس طور پر سر انجام دینے کا نام ہے کہ انسان جو کام بھی کرے۔ وہ بے تعلق ہو کر پھل کی خواہش کو دور کر کے سکھ دکھ سے بے نیاز ہو کر اور ہر کام کو خدا کا حکم سمجھ کر سر انجام دے۔ اسی سے برہم نروان (وصال باری) ملے

---

۲۹ کرم مارگ یعنی راہ حسن عمل کی منزل مقصود بھی یہی ہے کہ انسان خدا کو پہچانے اور اسی سے واصل ہو۔ انسان کی ریاضت اور قربانیاں خدا ہی کے لئے ہونی چاہئیں۔ کیونکہ وہی سب جہانوں کا مالک اور تمام مخلوق کا رب ہے

چھٹا ادھیائے

شری بھگوان نے فرمایا

سن ارجن جو انسان کرے سب عمل
فرائض بجا لائے ڈھونڈے نہ پھل
وہ یوگی ہے اور سنیاسی ضرور
نہ وہ جو رہے آگ کریا سے دور

---

(۱) آگ سے مراد یگیہ کی آگ اور کریا سے مراد کرم کانڈ یا دوسرے اعمال ہیں تارک الدنیا سنیاسی کرم مثلاً یگیہ کے اعمال چھوڑ دیتا ہے لیکن یگیہ کی آگ روشن نہ رکھنے یا ترک عمل سے سنیاس حاصل نہیں ہو سکتا۔ اصل ترک دل کا ترک ہے جب کہ انسان فرائض پورے کرتا رہے لیکن ان کے ثمرے کو دل میں جگہ نہ دے۔

کام کرنے والے کو یوگ اور سنیاس دونوں کے مدارج حاصل ہو جاتے ہیں۔

۲ وہی جس کو سنیاسی کہتے ہیں لوگ

سن ارجن وہی ہے وہی خاص یوگ

کہ خود یوگ میں مرد کامل نہیں

جو چھوڑے نہ فکر جہان و جنیں

۳ مُنی وہ جسے یوگ درکار ہے!

عمل ہی عمل اس کا ہتھیار ہے

مگر یوگ سے جب وہ ہو کامگار

تو ہتھیار ہیں پھر سکون و قرار

۴ نہ محسوس اشیا سے جس کو لگن

عمل سے لگاوٹ نہ اس میں لگن

نہیں جس کو فکر جہان و جنیں!

کہیں یوگ کا اس کو مسند نشیں

نوٹ (۱) فکر جہان جنیں یعنی سنکلپ آئندہ کے لئے تجاویز اور ان کے نتائج کے متعلق تفکرات

نوٹ (۴) جب نشکام کرم کرنے سے انسان یوگ میں کمال حاصل کر لیتا ہے تو اپنے من کا مالک ہو کر سکون قلب کے ذریعہ آتما میں مگن اور خدا کے خیال میں سرشار رہنے لگتا ہے وہ سنی یعنی خدا رسیدہ بن جاتا ہے۔

۵ مناسب نہیں خود کو انساں گرائے
وہ خود کو ابھارے وہ خود کو اٹھائے
کہ انساں خود اپنا ہی غمخوار ہے
وہ خود اپنا ہی بدخواہ غدار ہے

۶ کرے نفس کو اپنے زیر نگیں
تو خود اپنا غمخوار ہے بالیقیں!
مگر جس کو قابو نہیں نفس پر
وہ دشمن ہے اپنے لئے سربسر

۷ جسے نفس پر اپنے ہے اختیار
اسی کو ہو پرماتما میں قرار
ہو گرمی کہ سردی ہو غم یا خوشی
ہو عزت کہ ذلت میں یکساں سبھی

۵، ۶ ان شلوکوں میں انسان کا فعل مختار ہونا بیان کیا گیا ہے یعنی اسکو نیک و بد افعال اختیار کرنے پر قدرت حاصل ہے۔ اور وہ فطرت (پرکرتی) پر قابو پا سکتا ہے۔
جب تک آتما پرکرتی (فطرت) گنوں (سکھ دکھ وغیرہ) میں گھری رہتی ہے تبھی جیو آتما یا کھیتر گیہ کہتے ہیں (جسم کھیت ہے اور روح کھیت کو جاننے والی ہے اس لئے اس کو کھیتر گیہ کہتے ہیں) اور جب یہ ان گنوں سے آزاد ہو جاتی ہے تو یہی آتما پرماتما ہو جاتی ہے۔

۸ وہ سرشار یوگی رہے استوار!

ملے علم و عرفان میں جس کو قرار
حواس اس کے ہیں زیر مضبوط دل
ہیں یکساں اسے زر ہو مٹی کہ سل

۹ وہ یوگی ہے افضل جسے ہوں سب ایک
سگے، دوست، بے لاگ، احباب نیک
ہوں ثالث کہ دشمن دلآزار ہوں
وہ دھرماتما ہوں کہ بدکار ہوں

۱۰ جو یوگی ہے وہ یوگ تپسیا کمائے
الگ رہ کے دل آتما میں لگائے
رہے اس کے قابو میں تن ہو کہ من
امید و ہوس سے نہ ہو کچھ لگن!

---

۸ علم و گیان۔ سائنس۔ عرفان۔ گیان۔ روحانی علم۔ کثرت میں وحدت کی تلاش۔ یہ گا

۱۰ یوگ کے طالب کو کام لوبھ اور آشا سب ترک کر دینے چاہئیں۔ اس سے من شانت ہو
جب من پر قابو پا کر تنہائی میں یوگ کی مشق کرے اگر من اور حواس پر قابو نہیں تو گپھا میں
بیٹھ کر بھی ہوائی قلعے بناتا رہے گا۔ دنیا دار کو بھی کچھ وقت گوشہ نشینی اور
غور و فکر کے لئے بدلنا چاہئیے۔

۱۱ کشا گھاس پہ مرگ چھالا بچھائے!
پھر اس مرگ چھالا پہ کپڑا لگائے
جما اس پہ آسن کرے اعتکاف!
نہ اونچی نہ نیچی جگہ پاک صاف!

۱۲ سکوں چت کو دے لو مجھی سے لگائے
حواس و تخیل کو قابو میں لائے!
جمے اپنے آسن پہ وہ مستقل
کرے یوگ کو سادہ کر پاک دل

۱۳ سر و پشت و گردن جھکائے نہ وہ
بدن کو ہلائے جلائے نہ وہ!
جمائے نظر ناک کی نوک پر
نگاہیں نہ بھٹکیں ادھر اور ادھر

۱۱ مرگ چھالا۔ ہرن کی کھال۔ اعتکاف۔ عبادت کے لئے گوشہ نشینی۔
۱۲ من کی کرنیں جو ہر طرف بکھری ہوئی ہیں۔ ان کو ایک نقطے پر جمع کرے۔ جب جسم فانی بھیڑ جائیگا تو جسم فنا اور تغیر کے اعتبار میں غائب ہوتا ہوا نظر آئے گا اور سوا آتما کے جو باقی اور لازوال ہے کچھ باقی نہ رہے گا۔ پہلے خیالات منتشر پریشاں کریں گے۔ لیکن مشق سے جلدی ہی یکسوئی ہونے لگ جائے گی۔

۱۳ اپنے جسم، سر اور گردن کو سیدھا رکھے۔

۱۴ رہے پُر سکوں بے خطر مستقل!
تجرّد پہ قائم ہو قابو میں دل!
مری ذات سے لو لگائے ہوئے
مرے دھیان میں دِل جمائے ہوئے

۱۵ اگر یوگ وہ یوں کماتا رہے
تو من اس کا قابو میں آتا رہے
سکوں آتما میں سما جائے گا
وہی میرا نِروان پا جائے گا

۱۶ نہ حاصل کرے یوگ بسیار خوار
نہ وہ جس کا ہو بھوک سے حال زار
بہت سونے والا بھی پائے نہ یوگ
بہت جاگنے سے بھی آئے نہ یوگ

۱۴ تجرّد۔ برہمچاریہ یعنی مجرّد (عورت سے علیحدہ) رہنے کا عہدہ ۱۵ (الم) نِروان نجات۔

۱۵ پرکرتی (مادہ۔ تغیر) اور پرماتما میں سے ایک ہستی کو اپنے لئے چن لو۔ اگر پرماتما کو لیتے ہو تو حواس اور من پہ قابو پاکر پرماتما کے دھیان میں لگو اور یہاں تک پرماتما میں دھیان لگاؤ کہ خود پرماتما سے واصل ہو جاؤ یہی نروان اور نجات ہے۔

۱۶ بسیار خوار۔ بہت کھانے والا۔

۱۷ ہو یوگی کے ہر کام میں اعتدال!
غذا اور آرام میں اعتدال!
مناسب ہی جاگ اور مناسب ہی خواب
مٹاتا ہے یوگ اس کے درد و عذاب

۱۸ اگر اس کے قابو میں دائم ہو من!
فقط آتما ہی میں قائم ہو من!
رہے لذتِ نفس سے دُور دُور
وہ سرشار ہے یوگ میں بالضرور

۱۹ ہوا کی نہ ہو موجِ جنباں کی رَو
تو لرزے کہاں شمع روشن کی لَو
یہی ہوگا یوگی کو حاصل ثبات
خیال اُس کے بس میں ہیں تو مَن محوِ ذات

---

۱۸ (۲۳) وہ یوگ یکت ہے یعنی یوگ میں منہمک اور سرشار
۱۹ انسان کا من شمع کی طرح ہے اور نفسانی خواہشات ہوا کی طرح ہیں۔ جب تک ہوا چلتی رہے گی۔ شمع اپنا دھنتی رہے گی جب تک ہوس غالب ہے دل کو سکون و قرار کہاں؟
۱۸ تا ۲۰ میں لفظ یکت ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے جو من کا وہ حصہ ہے جہاں پہلے پہلے خیال پیدا ہو

۲۰ جہاں من کو آئے سکون و قرار
ریاضت کرے دل کا دور انتشار!
جہاں من میں ہو آتما کا ظہور!
کرے مطمئن آتما کا سرور

۲۱ جہاں بے نہایت ہو راحت نصیب
حسوں سے بعید اور خرد کے قریب
جہاں ہو حقیقت سے انساں نہ دور
رہے آتما میں قیام و سرور

۲۲ جہاں اس کو ملنے سے آئے یقیں
کہ دولت کوئی اس سے بڑھ کر نہیں
جہاں اس میں جم کر وہ پائے سکھ
کہ جنبش نہ دے اس کو دنیا کا دکھ

---

۲۰ سے ۲۳ تک کے شلوک اکٹھے پڑھے جائیں یہ حل کر دیتا ہے ہیں کہ لوگ کیا ہیں جب حواس پر قابو پا کر محسوسات کو من تک نہ پہونچنے دیا جائے تو من کو سکون و قرار حاصل ہو جاتا ہے اور یوگی آتما کا سرور حاصل ہو جاتا ہے اور وہ ہر طرف آتما ہی کا ظہور دیکھتا ہے۔

۲۱ بے نہایت۔ بے انت جو ختم نہ ہو۔ ایسی راحت جو اس سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ تمیز سے:

۲۳ جہاں غم ہے باقی نہ کچھ سوگ ہے
یہی یوگ ہے ہاں یہی یوگ ہے!
اسی یوگ میں دل یقیں سے جماؤ
اسی یوگ سے تم عقیدت دکھاؤ

۲۴ خیالوں کی اولاد حرص و ہوا
انھیں یک قلم دور کرتا ہوا!
حواس اپنے ہر سمت سے گھیر کر
دلِ ضبط سے ان کا رخ پھیر کر!

۲۵ جسے عقل پر اپنی ہو اختیار
وہ حاصل کرے رفتہ رفتہ قرار
کرے اس کا من آتما میں قیام
نہ اس کو خیال دوئی سے ہو کام

---

۲۴ حرص و ہوا۔ محض فکر و خیال (سنکلپ) سے پیدا ہوتے ہیں۔ انھیں قطعی طور پر دور کر دینا اور شائبہ تک دل میں چھپا کر نہ رکھنا چاہیئے۔

۲۵ جس قدر مشق بڑھے گی۔ اسی قدر دل کو سکون حاصل ہوگا۔

۲۶ من انسان کا چنچل ہے اور بیقرار

رہے دوڑتا بھاگتا بار بار!

وہ بھاگے تو باگ اس کی جھٹ موڑ دے

حفاظت میں پھر روح کی چھوڑ دے

۲۷ وہ یوگی جسے من میں آئے سکوں!

رجوگن سے دل جس کا پائے سکوں

خدا سے ہو واصل گناہوں سے دور

اسی کو میسّر ہو اعلیٰ سرور!

۲۸ جو یوگی رہے یوگ میں استوار!

گناہوں سے دامن نہ ہو داغدار

اسی کو ملے نعمتِ بیکراں!

کہ پائے وصالِ خدائے جہاں

---

۲۶ انسان کا دل حواس کی لذت کی طرف بھاگتا ہے۔ اگر تم اس کو قابو میں رکھ اور روحانیت کی چاٹ لگا دو تو وہ اس کے عارضی مزے چھوڑ کر روح کے لافانی مزے لینے لگے گا۔ اور اس کی بیتابی دور ہو جائے گی۔

۲۷، ۲۸۔ ایسا یوگی جیون مکت ہو جاتا ہے یعنی اسے جیتے جی نجات مل جاتی ہے

۲۹ اگر یوگ میں نفس سرشار ہے
تو پھر یہ حقیقت نمودار ہے
کہ ہر شے میں ہے آتما کی نمود
تو ہر شے کا ہے آتما میں وجود

۳۰ جو ہر سمت پاتا ہے میرا ہی نور
مجھی میں جو ہر شے کا دیکھے ظہور
کبھی مجھ سے منہ موڑ سکتا نہیں
کبھی میں اسے چھوڑ سکتا نہیں

۳۱ جو کثرت میں وحدت کا دیکھے سماں
جو پوجے مجھے ہوں جو سب میں عیاں
وہ یوگی رہے گو کسی ڈھنگ میں
مجھی سے ہو واصل وہ ہر رنگ میں

---

۲۹ یوگی ظاہر کی آنکھ سے نہیں بلکہ دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے ہر چیز میں ایک ہی آتما کا ظہور پاتا ہے۔ اور محسوس کرتا ہے "جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے"۔

۳۰ میں ہر وقت اس کے سامنے ہوں۔ اور وہ ہر وقت میرے سامنے ہے۔

۳۲ سکھ اوروں کا سمجھے جو اپنا ہی سکھ
دکھ اوروں کا سمجھے جو اپنا ہی دکھ
جو سب کو کرے اپنے جیسا خیال
سن ارجن کہ یوگی ہے وہ باکمال

ارجن کا سوال

۳۳ سکون کا جو مجھ کو سکھایا ہے یوگ
مرے دل کو بھگوان بھایا ہے یوگ
بنا اس کی لیکن نہیں مستقل
کہ چنچل ہے چنچل ہے چنچل ہے دل

۳۴ یہ بھگوان! بے کل ہے پرشور دل
کہ سرکش ہے ضدی ہے منہ زور دل

۳۳، ۳۴ - کوئی ریاضت مفید نہیں ہو سکتی - جب تک حضور قلب سے دل کو ایک مرکز پر جما نہ لیا جائے لیکن انسان کا من چنچل ہے کوشش کرکے دیکھو خیال چلا آتا ہے اور ایک نقطہ پر دل کو جمانا مشکل ہوتا ہے من نہ فقط چنچل ہے بلکہ سرکش اور ضدی بھی ہے اس کو قابو میں رکھنا آسان کام نہیں۔

نہ قابو میں آئے کسی حال میں!

ہوا بند ہوتی نہیں جال میں!

شری بھگوان کا ارشاد

۳۵ کہا سن کے بھگوان نے اے قوی

دل انساں کا پر شور چنچل سہی!

ہے ویراگ اور مشق میں یہ کمال

دل آجائے قابو میں کنتی کے لال!

۳۶ اگر نفس پر ضبط کامل نہیں

تو پھر یوگ انساں کو حاصل نہیں

مگر نفس پر ہو جسے اختیار!

مناسب وسائل سے ہو کامگار!

---

۳۵ و ۳۶ ویراگ۔ راگ یعنی لگاؤ کا نہ ہونا، خواہش کا نہ ہونا۔ محسوسات سے بے نیاز ہونا اور صرف آتما میں دھیان رکھنا۔

جب حواس کے ذریعے محسوسات کا اثر دل تک پہنچتا ہے تو وہاں خواہش بے چینی اور اضطراب پیدا ہو جاتے ہیں۔ ویراگ سے محسوسات کی طرف بے توجہی ہونے سے دل میں سکون پیدا ہو جاتا ہے۔

ارجن کا سوال

۳۷ پھر ارجن نے پوچھا بھٹکتا ہے جو
اسی راہ میں سر پٹکتا ہے جو!

عقیدت تو ہے جانفشانی نہیں
عقیدت سے پہنچے گا وہ بھی کہیں

۳۸ قوی دوست! جو موہ میں پھنس گیا
رہِ حق میں جو ڈگمگاتا رہا!!

تو کیا وہ یہاں اور وہاں سے گیا
جو بادل پھٹا آسماں سے گیا

۳۹ کریں میرے اس شک کو بھگوان دور
طبیعت کو حاصل ہو عرفاں کا نور

---

۳۷ یہ سوال اس شخص کے متعلق کیا گیا ہے جو یوگ کو مانتا ہے لیکن موت اور من پر قابو نہیں پا سکتا؛ اسلئے ایک جنم میں یوگ حاصل کرنے میں ناکام رہتا ہے۔ عقیدت سے مراد ہے اعتقاد بھروسہ یا شردھا (۳۸) اعمال اگر امید ثمر سے کئے جائیں تو ان کی جزا جنت کی صورت میں ملیگی۔ اور اگر ثمر اور جزا کا خیال ترک کر کے کئے جائیں تو نجات یعنی خدا کا وصال ملیگا۔ ارجن پوچھتا ہے کہ کیا موہ (فریب) میں پھنسنے والا ان دونوں صورتوں سے خالی رہا ہے؟

کوئی دوسرا ہے جہاں میں کہاں
کرے دور میرے جو وہم و گماں

شری بھگوان نے فرمایا

۴۰ سن اے پیارے ارجن وہ انساں کبھی
نہ دونوں جہانوں میں فنا ہو کبھی
کہ دنیا میں جو نیک کردار ہے
تباہی میں کب وہ گرفتار ہے

۴۱ یہ سچ ہے اسے یوگ حاصل نہیں
ہو نیکوں کی دنیا میں جا کر مکیں
بہت مدتوں میں وہ لے پھر جنم
وہاں، ہوں جہاں نیکی و زر بہم

---

۴۰ تا ۴۴ شلوکوں میں لکھا ہے کہ جو شخص ایک جنم میں یوگ میں کمال حاصل نہیں کرتا اس کی کوشش رائیگاں نہیں جاتی۔ وہ اگلے جنم میں اسی وجہ سے شروع کرتا ہے جس کو وہ حاصل کر چکا ہے اور مزید ریاضت سے آگے ترقی کرتا ہے۔

۴۱ (۴۲) جس گھرانے میں نیکی اور دولت اکٹھے ہوں۔

۴۲ وہ ہو ورنہ ایسے گھرانے کا لال

ہوں یوگی جہاں عاقل و باکمال!

جنم ایسا مشکل ملے اے حبیب!

سعادت یہ ہوتا ہو نادر نصیب

۴۳ وہ دُنیا میں پائے جو تازہ حیات

ہوں سب اس میں پچھلے جنم کے صفات

کرے بڑھ کے پہلے سے کسبِ کمال

کہ تکمیل حاصل ہو جائے زوال

۴۴ ابھی سابقہ مشق کے زور سے

وہ مقصود کی سمت بہتا چلے!

ہو ایوگ کا علم جس کو پسند!

وہ نکلے سے دیدوں سے جائے بلند

۴۳، ۴۴ تناسخ کے عقائد کے مطابق انسان کا کوئی فعل رائیگاں نہیں جاتا۔ یوگ کی راہ میں سعی و کوشش سے جس قدر مدارج وہ حاصل کر لیتا ہے۔ اگلے جنم میں ان ہی سے آگے وہ ترقی کرتا ہے۔

۴۴ (۴۴) لفظی ترجمہ وہ "شبد برہمن سے آگے چلا جاتا ہے"۔ شبد برہمن سے مراد ویدوں کی الہامی ہے

۴۵م کیے جبار ہے جو یوگی جتن!!
پاپوں سے ہو پاک صاف اس کا من
جنم بر جنم کے پائے کمال!
حاصل ہو آخر خدا کا وصال!

۴۶م تپسوی سے اعلیٰ ہے یوگی کی شان
بڑی اس کی گیانی سے بھی آن بان
ہیں کم اس سے جو کرم کانڈی ہیں لوگ
پھر ارجن ہے کیا دیر لے تو بھی یوگ

۴۷م وہ یوگی یقینی جو مجھ پر جما ہے
مجھی میں فقط آتما کو لگائے
جو میری پرستش میں شاغل رہے
وہ سب یوگ والوں میں کامل رہے

دھیان یوگ نامی چھٹا ادھیائے ختم ہوا

۴۶م - اس اشلوک میں کرم یوگی کو تپسوی سے (جو ریاضت سے جسم کو اذیت پہنچاتا ہے) اور گیانی سے (جو کہ فلاسفی اور دیگر علوم سے موزوں ہے) اور کرم کانڈی سے (جو مہاتماؤں کے شرم [illegible] کرتا ہے) افضل بتایا گیا ہے۔ ایسا یوگی خدا کی بھگت ہے جو سب میں ایک پرماتما ہی کا ظہور دیکھتا ہے اور اسے [illegible]

ساتواں ادھیائے

شری بھگوان نے فرمایا

۱ سن ارجن! اماں مجھ میں پائے ہوئے

مری ذات میں لو لگائے ہوئے!

تجھے یوگ کی مشق کا دھیان ہو!

تو سن کس طرح میری پہچان ہو!

اس ادھیائے کا عنوان ہے "گیان وگیان یوگ" یعنی عرفان کا یوگ اسمیں ذات باری تعالیٰ کا علم بذریعہ شہود یعنی عالم محسوس اور بذریعہ بطون یعنی عالم غیر محسوس حاصل کرنیکا سبق دیا گیا ہے: گیان علم روحانی علم معرفت عرفان: وگیان تجربی علوم (طبیعت وغیرہ) وگیان سے وحدت میں کثرت کا ظہور دیکھا جاتا ہے اور گیان سے "کثرت میں وحدت" کا جلوہ نظر آتا ہے نیچر خدا کی ادنیٰ فطرت ہے روح جسکی مظہر حیات ہے خدا کی اعلیٰ فطرت ہے تمام اشیا خدا کی مالا میں پروئی ہوئی ہیں یعنی اسی کے سہارے سے قائم ہیں اشیاء کے خواص بھی سب خدا کا مظہر ہیں لیکن خدا خود ان خواص اور صفات سے بالا ہے۔ نیچر ایک طرح کا پردہ ہے خدا اور انسان کے مابین حائل ہے۔ اسی دوئی کے پردے کو دور کرنے سے عرفان کا درجہ حاصل ہوتا ہے:

۲ میں کرتا ہوں وہ رازِ کامل بیاں
کرے علم و عرفاں جو تجھ پر عیاں
یہ پہچان کر سب کو پہچان لے !!
جو ہے جاننے کا وہ سب جان لے

۳ ہزاروں میں ہوگا کوئی خال خال
کہ ہے جس کو فکر حصولِ کمال !
ہو اِن باکمالوں میں کوئی بشر
جو میری حقیقت سے پائے خبر

۴ یہ مٹی یہ پانی یہ آگ اور ہوا
یہ آکاش دنیا پہ چھایا ہوا
یہ دانش یہ دل یہ خیالِ خودی
ہے ان آٹھ حصوں میں فطرت مری

---

۴ یہ پرمیشور کا ظہور دو قسم سے ہے۔ پہلی قسم کو اپرا پرکرتی (ادنیٰ فطرت) کہتے ہیں۔ اس کے آٹھ عناصر حسب ذیل ہیں: (۱) مہان یا مہلت (ادراک) (۲) اہنکار (یعنی خودی) (۳) پانچ تن ماترا (عناصر خمسہ) مٹی پانی آگ ہوا اور آکاش (۴) من۔ جو دوسری قسم کو پرا پرکرتی (اعلیٰ فطرت) کہا گیا جس کو جیو یا روح یا پرش کہتے ہیں۔

۵ یہ فطرت تو ادنیٰ ہے سن او قوی

مگر میری فطرت ہے اِک اور بھی

یہ فطرت ہے اعلیٰ ہنے جو حیات

اسی سے تو قائم ہے کُل کائنات

---

۶ انہی فطرتوں سے ہے سب ہست و بود

انہی کے شکم سے ہوئے سب وجود

سو مجھ سے ہے آغازِ عالم تمام

مری ذات میں سب کا ہو اختتام

۷ سُن ارجن نہیں کچھ بھی میرے سوا

نہ ہے مجھ سے بڑھ کر کوئی دوسرا

پرو دیا ہے سب کچھ مرے تار میں

کہ ہیرے ہوں جیسے کسی ہار میں

۶۔ انہی سے مراد ادنیٰ اور اعلیٰ دونوں قسم کی پرکرتی سے ہے چونکہ ہر دو قسم کی پرکرتیوں (فطرتوں) کا منبع ذات باری تعالیٰ ہے۔ اس لئے اگرچہ بظاہر ہر اجسام کی بود و نبود عناصر کے اجتماع و افتراق سے ہوتی ہے مگر درحقیقت آغاز بھی خدا سے ہے اور انجام بھی اسی میں ہے یعنی اگرچہ فطرت کے تعلق سے حواس دل ناشی مادہ حیات وغیرہ کا ظہور ہوتا ہے مگر ان سب کا خالق حقیقی وہی پرماتما ہے نیز سورج چاند ستارے وغیرہ سب خدا ہی کے سہارے قائم ہیں۔

۸ میں پانی میں رس چاند سورج میں نور
میں ہوں اوم وید میں حس کا ظہور
صدا مجھ کو آکاش میں کر خیال!
میں مردوں میں مردمی ہوں گنتی کے لال

۹ میں مٹی کے اندر ہوں خوشبوئے پاک
میں ہوں آگ میں شعلۂ تابناک
میں جیوں جہاں جانداروں میں ہوں
ریاضت عبادت گزاروں میں ہوں

۱۰ سن ارجن میں ہوں بیج ہر ہست کا
میں وہ بیج ہوں جو نہ ہوگا فنا
میں دانش ہوں ان کی جو ہیں ہوشیار
میں تابش ہوں ان کی جو ہیں تابدار

---

۸ ویں سے ۱۲ ویں شلوک تک میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ نہ فقط عناصری ذاتِ باری کا مظہر ہیں بلکہ ان کی صفات بھی اسی سے ہیں۔ یعنی ذائقہ، نور، صورت، مردمی، خوشبو، چمک، جان، ریاضت، دانش، تابش، قوت، خواہش وغیرہ سب کا مبدا وہی ذاتِ باری ہے۔

۱۰ (۲) جب درخت اگتا ہے تو اس کا بیج فنا ہو جاتا ہے میں ایسا بیج ہوں کہ دنیا کے پیدا ہو جانے پر بھی فنا نہیں ہوتا۔

۱۱ میں ہوں قوت و زورِ مردِ جری !

مگر ہوں ہوا و ہوس سے بری

سُن ارجن میں خواہش ہوں انساں کی

جو دشمن نہ ہو دھرم ایمان کی

۱۲ مجھی سے ہے فطرت ستو گُن کہیں

مجھی سے رجو گن تمو گن کہیں

مگر میں بری ان سے ہوں بالیقیں

یہ مجھ سے ہیں لیکن میں ان سے نہیں

۱۳ گنوں سے ہوئے وصف تینوں عیاں

ہوئے جن سے گمراہ اہل جہاں !

سمجھتے نہیں لوگ میرا کمال !

کہ بالا ہوں میں ان سے اور بے زوال

---

۱۲ (ہ) اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ پرمیشور نہ فقط ان تمام اشیاء پر حاوی ہے جنکا اوپر ذکر ہوا ہے بلکہ ان سے وسیع تر ہے اس کی ذات محسوسات تک محدود نہیں بلکہ ان سے ماورا بھی ہے یا یہ کہ اگرچہ ان گنوں والی دنیا کی مختلف شکلیں پرمیشور ہی سے پیدا ہوئیں مگر اسی کی نرگن ذات میں کوئی اختلاف نہیں وہ گنوں کے حادث اثرات سے بالا ہے۔

۱۴ گنوں سے جو مایا ہوئی آشکار!

یہ مایا ہے یا فطرت کردگار!!

کہاں اس سے انساں کبھی پار ہوں

فقط پار میرے پرستار ہوں

۱۵ جو گمراہ بدکن ہیں اور پرخطا

کرے گیان گن ان کے مایا فنا

پسند ان کو سیرت ہے شیطان کی

مرے پاس آتے نہیں وہ کبھی!

۱۶ سن ارجن ہیں میرے پرستار چار

طلب گار میرے نکوکار چار

دکھی[۱] شخص یا علم[۲] کی جس کو دھن

طلب زر[۳] کی یا حسن[۴] میں ہوں گیا گن[۵]

---

۱۵ (۳) شیطان ۔ آسُر بدی کی وہ طاقتیں جو دیوتاؤں سے برسرپیکار رہتی ہیں بدطینت لوگ مایا کے فریب میں آکر خدا کو بھلا دیتے ہیں اور ان میں حق و باطل کی تمیز نہیں رہتی وہ جسمانی عیش و آرام کیلیے چوری ڈاکہ زنی قتل و خون وغیرہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔

۱۶ خدا ان کو یاد آتا ہے جو مصیبت میں مبتلا ہوں یا طالب حق ہوں یا جن کو زر و مال کی طلب ہو یا عارف حقیقی ہوں۔ ان سب میں عارف کو فوقیت حاصل ہے۔

۱۷ جو گیانی ہے چاروں میں گھر دار ہے
مجھی میں وہ یکدل ہے سرشار ہے
کرے ذات یکتا کی بھگتی سدا
میں پیارا ہوں اس کا وہ پیارا مرا

۱۸ پرستار ہر ایک گو نیک ہے!
جو گیانی ہے مجھ سے مگر ایک ہے
وہ یکدل ہے اور اس سے یکدل ہوں میں
وہ قائم ہے اور اس کی منزل ہوں میں

۱۹ جنم پر جنم لے کے گیانی ضرور!
پہنچ جائے آخر کو میرے حضور
وہ جانے کہ "سب کچھ ہے جانِ جہاں"
مہا آتما ایسا ہوگا کہاں!!

۱۸ (۳) یکدل - یکت چت،

۱۹ (۳) جانِ جہاں - واسدیو - وہ قوت جو عام کے اندر والوو (مکیں) ہے:

۱۹ عادت مختلف جنموں میں یوگ کی مشق اور نشکام کام کرتا ہوا خدا کی عبادت اور اس کے ذکر و فکر میں مشغول ہو کر بالآخر مجھ تک جو اس کے باطن کی روح در رواں ہوں پہنچ جاتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہے میں ہی ہوں:

۲۰ ہوا و ہوس سے جو مجبور ہیں!
ہوئے گیان سے ان کے دل دور ہیں
کریں دوسرے دیوتاؤں سے پریت
نکالیں طبیعت سے پوجا کی ریت!

۲۱ کسی روپ کا بھی پرستار ہو!
یقیں سے عبادت میں سرشار ہو
پرستار ایسا بھٹکتا نہیں
میں کرتا ہوں مضبوط اس کا یقیں

۲۲ پرستش وہ ذوقِ یقیں سے کرے
جسے دیوتا مان لے نیک
وہ پاتا ہے زورِ یقیں سے مراد
جو در اصل ہوتی ہے میری ہی داد

۲۲ تمام عبادات کا اجر دینے والا وہی خدا بالا و برتر ہے۔ بعض لوگ دولت صحت وغیرہ کیلئے مختلف دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں۔ ایسی عبادت مستقل اجر سے خالی ہوتی ہے ز دید یقین ہو تو خدا ہی انکی حاجتیں پوری کر دیتا ہے اگرچہ وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے دیوتاؤں کو سنا کر ان سے فائدہ اٹھایا ہے۔ حالانکہ خیر در حقیقت خدا برتر ہی سے حاصل ہوتی ہے اور بس۔

۲۳ جو ناداں نہیں گیان میں ہوشیار
پرستش سے پھل پائیں ناپائدار

جو دیوؤں کو پوجیں وہ دیوکو پائیں
پرستار میرے مرے پاس آئیں

۲۴ میں چشم جہاں سے نہاں ہوں نہاں
مگر مجھ کو ناداں سمجھ لیں عیاں
وہ مجھ کو نہیں جانتے بے مثال
مری ذات عالی ہے اور بے زوال

۲۵ میں میں یوگ مایا سے مستور ہوں
جہاں کی نظر سے بہت دور ہوں
یہ مورکھ زمانہ نہیں جانتا
کہ میرا جنم ہے نہ مجھ کو فنا

۲۳ دیوتاؤں کو پوجنے والوں کا روحانی عروج دیوتاؤں سے آگے نہیں جا سکتا۔ لیکن دیوتا صرف خدا کا مظہر ہیں اور ان کو خدا کی سی بقا قیام اور قدرت حاصل نہیں اسلئے دیوتاؤں کے پجاری عبادت کا اجر تو پاتے ہیں مگر وہ مستقل لازوال اور پائدار نہیں ہوتا۔ یہ مرتبہ خالص خدا ہی کے دلدادہ حاصل کر سکتے ہیں؛

۲۶ جو گزری ہوئی ہستیاں ہیں سبھی
جو موجود ہیں اب کہ ہوں گی ابھی
سُن ارجن میں ان سب سے ہوں باخبر
کسی کو نہیں علم میرا مگر!

۲۷ یہ دھوکے کی ٹٹی ہیں اضداد سب
یہ ہیں شوق و نفرت کی اولاد سب
انہی سے تو ارجن یہ خلقت تمام
پراگندہ رہتی ہے یوں صبح و شام

۲۸ وہ انسان بھلے جن کے اعمال ہیں
گناہوں سے جو فارغ البال ہیں
نہ اضداد سے ان کو دھوکا نہ غم
مری بندگی میں ہیں ثابت قدم

۲۷ اگر انسان کا نقطہ نظر بلند ہو جائے اور وہ اشیائے عالم کو علوی العظمیٰ نظر سے دیکھے تو سکھ دکھ، رنج و راحت، ہار جیت وغیرہ کے اضداد اس کے لیے سب یکساں ہو جاتے ہیں اور ان کا تضاد جاتا رہتا ہے ؎

"حقیقت ذرا ہوشمندی سے دیکھ
برابر ہیں سب گھر بلندی سے دیکھ"

۲۹ مجھی کو سمجھ کر جو اُمید گاہ!
بڑھاپے سے اور موت سے لیں پناہ
انہیں برہم کی خوب پہچان ہے
پھر ادھیاتم اور کرم کا گیان
۳۰ ادھی بھوت جو لوگ مانیں مجھے
ادھی دیو ادھی یگ بھی جانیں مجھے
وہ یکدل ہیں چت ان کے ہموار ہیں
دمِ نزع بھی مجھ سے سرشار ہیں

گیان وگیان نامی ساتواں ادھیائے ختم ہوا

۲۹ ادھیاتم ۔ روح کی حقیقت ÷ کرم ۔ اعمال کی حقیقت ÷

۳۰ ادھی بھوت ۔ اجسام کی حقیقت ÷ ادھی دیو ۔ دیوتاؤں کی حقیقت ÷
ادھی یگیہ قربانیوں کی حقیقت ۔ دمِ نزع ۔ مرتے وقت"
مراد یہ ہے کہ ان حقائق کا لب لباب میری ذات کو سمجھتے ہیں اور مجھی کو ا[illegible]
ملجا اور ماوا مانتے ہیں ÷

آٹھواں ادھیائے

ارجن کا سوال

۱ پھر ارجن نے پوچھا۔ یہ بھگوان سے
کہ پرشوتم اب مجھ سے فرمائیے
ہے برہم ادھیاتم سے کیا مدعا
ہیں کرم اور ادھی بھوت ادھی دیو کیا

---

۱ (۲) پرشوتم۔ اتم پرش۔ افضل ترین ذات، افضل ترین ہستی۔

(۳،۴) برہم، ادھیاتم، کرم، ادھی بھوت، ادھی دیو کے معانی صفحہ ۱۰۸ پر ملاحظہ ہوں۔

آٹھویں ادھیائے میں سات باتوں کا ذکر ہے (۱) خدا (۲) روح (۳) کرم یعنی افعال و اعمال (۴) مادی دنیا (۵) دیوتا (۶) عبادت (۷) موت کے وقت خدا کی یاد۔ عرفان کے لئے ان سب کا جاننا ضروری ہے۔ ضمناً ان چاروں جگوں کا بھی ذکر آیا ہے جس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہزاروں جگ برہما کے ایک دن کے برابر ہیں انسانی زندگی کی سو برس بھلا ایک لمحہ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے اس لمحہ کو خدا کے دھیان ہی میں صرف کرنا انسان کی زندگی

۲ ادھی یگ ہے کیا چیز بتلائیے

مکیں تن میں ہے کون فرمائیے

جسے دل پہ قابو ہے، مرتے ہوئے

مدھوگش یقیں کیسے پہچان لے

شری بھگوان نے فرمایا

۳ ہے برہم ہستی عالی و بے زوال

تو ادھیاتم اشیا کی فطرت کا حال

وہ قدرت ہوئی جس سے مخلوق سب

وہ ہے کرم خلقِ جہاں کا سبب!

۲ آدھی یگ دیکھو جت۔ مدھوکش۔ مدھوسودن۔ مدھو جو ایک اسر (شیطان) تھا

مار دینے والا۔ مطلب یہ ہے کہ میرے شلوک کے مدھو کو بھی میرے راستے سے (دل

۳۔ برہم لازوال خدا۔ آتما بھی ہستی لازوالی ہے۔ اسلئے برہم کیلئے عالی کا لفظ

کہا گیا ہے ۳، ۴ شلوکوں کی لوگوں نے مختلف توجیہات کی ہیں۔ گیتا کے مفسر عظیم تلک کے

تشریح اس طرح ہو سکتی ہے تخلیق عالم کے متعلق لوگوں کے نظریئے طرح طرح کے

۴ ادھی بھوت فانی وجودِ جہاں
پُرش ہے ادھی دیو (روحِ رواں)
ادھی یگ سن اے فخرِ اہلِ وجود
میں خود ہوں کہ میری ہے تن من نمود

بعض سمجھتے ہیں اشیاء عناصر (مہابھوت) سے پیدا ہوئیں اس نظریئے کو ادھی بھوت کا نظریہ کہیں گے دوسرے کہتے ہیں کہ دنیا ایک بہت بڑا یگیہ ہے اس لئے پرمیشور کو یگیہ نارائن کہتے ہیں اور یگیہ ہی سے اس کی عبادت کرتے ہیں۔ اس نظریہ کو ادھی یگیہ کا نظریہ کہیں گے۔ تیسری قسم کے لوگ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہو رہا ہے اسکا سبب مادی اشیاء نہیں بلکہ وہ پرش یا دیوتا ہے جو ہر شے کے اندر موجود ہے۔ اور جو اس کا حقیقی فاعل ہے مثلاً مادی سورج کے کرے کی روحِ رواں ایک دیوتا ہے جس کا نام سورج دیوتا ہے یہ نظریہ ادھی دیو کا نظریہ کہلائیگا۔ چوتھی قسم کے لوگ کہتے ہیں کہ ہر چیز کے اندر دیوتا نہیں بلکہ جس طرح انسان کے اندر روح ہے اسی طرح ہر چیز میں الگ آتما ہے۔ اور وہی آتما ہے اسی چیز کی اصل ذات (حقیقت) ہے اس نظریئے کو ادھی آتمک نظریہ کہیں گے۔ پانچویں قسم کے لوگوں کا خیال ہے کہ یہ نام اور روپ کی دنیا کرم (فعل اور حرکت) سے رونما ہوتی ہے کیونکہ جب تک کوئی عمل (کرم) صادر نہ ہو کوئی غیر محسوس صورت میں ظاہر نہیں ہوتی یہ کرم کا نظریہ ہے اس تیسرے اور چوتھے شلوک سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے کہ خواہ آپ یگیہ کا نظریہ لیں خواہ دیوتاؤں کا خواہ عناصر کا خواہ ارواح خواہ کرم کا سب میں اصل حقیقت وہی ذاتِ خدا ہے اور اسی کا سب ظہور ہے۔

۵ جب انساں جہاں سے گزرتا ہوا
مری ہی کرے یاد مرتا ہوا!
تو پھر اس میں شک کا نہیں احتمال
اسے مر کے حاصل ہو میرا وصال

۶ جب انساں بدن کو کہے خیر باد
کرے آخری وقت جس شئے کو یاد
تو ارجن اسی شئے سے واصل ہو وہ
لگا ہی تھی لو جس سے حاصل ہو وہ

۷ مجھے یاد ارجن ہر رنگ کر!
لئے جا مرا نام اور جنگ کر!
فدا مجھ پہ کر دانش و دل مدام
مرا وصل پائے گا تو لاکلام

۵ انسان کا موجودہ جنم اس کے سابقہ اعمال سے تشکیل ہوا ہے اور آئندہ جنم اس کی موجودہ بندش [illegible] سے موت صرف تبدیلی کا نام ہے جسم چھوٹ جاتا ہے مگر جیو آتما اپنی متاع دل لئے کرنے میں [illegible] رہتی ہے زندگی بھر جیسے خیال اور عمل ہونگے ویسے ہی مرتے وقت دل پر حاوی ہوں گے اور مرنے کے بعد آتما ویسی ہی صورت اختیار کرتی ہے اس سے صاف ظاہر ہوا کہ بد اعمالیوں کے بعد صرف آخری وقت کی توبہ یا کسی تیرتھ استھان [illegible] میں جا کر جان تیاگنے سے نجات نہیں [illegible]

۸ اگر یوگ کی مشق ہو مستقل!
کسی غیر کا جب ہو خواہاں نہ دل
ہو پرم اُتم عظیم پرش کا خیال
تو حاصل اسی سے ہو ارجن وصال

۹ جو کرتا ہے یاد خدائے علیم
پناہ جہاں بادشاہِ قدیم
جو سورج سا پُر نور ظلمت سے دور
خفی سے خفی ماورائے شعور!

۱۰ جو بھگتی کرے یوگ سے مستقل
جو مرنے پہ رکھتا ہے مضبوط دل
پران اپنے دو ابرووں میں جمائے
تو پرم نور عالی پرش کو پائے!

۸۔۹۔۱۰ پرم پرش دیو۔ نور ہستی بالا و برتر۔ ۹ اتم۔ سرب گیانی۔ عالم الغیب۔ ظلمت۔ تاریکی (جہالت کی)۔ خفی سے خفی۔ باریک ذرہ سے بھی باریک۔ [illegible] ماورائے شعور۔ اچنت روپ۔ بعید از فہم۔ سمجھ سے باہر۔
۱۰ من کو یکسو کر کے پران کو نچلے چکروں میں اجمائے پھر دل کے کنول پر [illegible] سے لیجا کر ام الدماغ قائم کرے۔

۱۱ سن اب مختصر مجھ سے وہ راہ یوگ!
مجرد رہیں شوق میں جس کے لوگ!
جہاں بے غرض اہل سنیاس جائیں
جسے ویدداں غیر فانی بتائیں

۱۲ بدن کے اگر بند سب در کرے
جو من ہے اسے دل کے اندر کرے
جمے اس طرح یوگ سے اس کا دھیان
کہ انساں کے بس میں رہیں اس کے پران

۱۳ جسے آدم کہتے ہیں نام خدا!
وہ اک رکن کا حرف جیسا ہوا!
مرے دھیان میں جس کا ہو اختتام
ملے اس کو مرتے ہی اعلےٰ مقام

۱۱، ۱۲، ۱۳۔ بدن کے دروازے بند کر کے (یعنی حواس کو قابو میں کر کے) من کو بھٹکنے نہ دے اور [illegible] ہردے کنول پر جما کر پران کے اوپر لیجا کر اور آتما میں قائم کرے اور منہ سے خدا کا نام لیتا ہے۔ اور خدا ہی کے دھیان میں جان دے دے یوگی کے پران تیاگ [illegible] یعنی اپنی جان آفریں کے سپرد کرنے کا طریق بتایا گیا ہے:

۱۴ سو امیر اپریم جسے دھیان ہے

تو پانا مرا اس کو آسان ہے

مجھے دل سے ارجن بھلاتا نہیں

کسی غیر سے دل لگاتا نہیں

۱۵ مہا آتما مجھ سے پاکر وصال

رہیں پر سکوں لے کے اوج کمال

حلول و تناسخ نہ دورِ حیات

فنا و مصیبت سے پائیں نجات

۱۶ کہ برہما کی دنیا تک اہل جہاں

تناسخ کے چکر میں ہیں بے گمان

مگر جس کو حاصل ہو مجھ سے وصال

بری ہے تناسخ سے کنتی کے لال

ویدوں کے مطابق دنیا کے تین اور پرانوں کے مطابق چودہ طبق ہیں سب سے بالائی جو برہما لوک ہے جو یوگ یگ پن اور پاپ کی خاطر کرم (عمل) کرتے ہیں مرنے پر اسی کے متعلق درجہ پاتے ہیں لیکن سب سے بڑے برہما کے درجے پر بھی پہنچکر جب ان کے پن کا پھل ختم ہو جاتا ہے تو وہ پھر دنیا میں آ کر جنم لیتے ہیں اور دوبارہ تناسخ کے چکر میں مبتلا ہو جاتے ہیں لیکن جو مہاتما اپنی زندگی خدا کیلئے وقف کر دیتے ہیں اور جزا و سزا سے بے نیاز ہو کر نشکام کرم کرتا ہے وہ خدا سے واصل ہو کر تناسخ کے چکر سے نکل جاتا ہے۔

۱۷ جو ہیں واقف رازِ لیل و نہار
کریں وقت برہما کا ایسے شمار
ہزار اپنے جگ ہوں تو ایک اس کا دن
ہزار اپنے جگ کی پھر اک رات گن

۱۷ برہما ہندو عقیدہ کے مطابق سب سے پہلا دیوتا جس کو برہم (خدا) نے پیدا کیا وہ برہما ہے
برہما نے دنیا کو پیدا کیا۔ برہما کا وقت: دنیا کا دن اسکے ظہور اور ارتقا کا زمانہ ہے دنیا کی
اسکی فنا اور انقباض کا زمانہ ہے جسے پرلے کہتے ہیں۔ دنیا زمانی قید و بند میں جکڑی ہوئی
اسلئے بار بار پیدا ہوتی ہے اور بار بار فنا ہوتی ہے پرانوں کے مطابق وقت کا شمار یوں

کلجگ کا زمانہ	۴۳۲۰۰۰ سال
دواپر جگ کا زمانہ	۸۶۴۰۰۰ "
ترتیا جگ کا زمانہ	۱۲۹۶۰۰۰ "
ست جگ کا زمانہ	۱۷۲۸۰۰۰ "
میزان	۴۳۲۰۰۰۰ "

یہ ایک مہا جگ ہوا۔ ۱۷ویں شلوک میں جگ سے مراد مہا جگ ہے ایسے
۷۱ جگ کا ایک منو منتر ہے۔ اور ۱۴ منو نتروں کا کلپ ہوتا ہے۔ انکے ۱۴
سندھیا ملا کر ایک کلپ کا زمانہ ... ... ۴۳۲ لکھ و چار ارب ۳۲ کروڑ
یعنی ایک ہزار مہا جگ کے برابر ہو۔ یہ برہما کا ایک دن ہوا۔ پھر اتنا ہی عرصہ
رات ہوتی ہے۔ ایسے ۳۶۰ دن اور رات گزریں تو برہما کا ایک سال ہوتا
ہمارے ۳۱ کھرب ۱۰ ارب ۴۰ کروڑ سال کا۔

۱۸ ہو برہما کے دن جب سحر کی نمود

تو باطن سے ظاہر ہو بزم شہود

مگر جس گھڑی آئے برہما کی رات

تو باطن میں چھپ جائے کل کائنات

---

۱۸ برہما دن کو جاگتا اور رات کو سوتا ہے جب برہما کا دن ہو تو دنیا پیدا ہو کر اپنے ارتقائی منازل طے کرتی ہے جب برہما کی رات ہو تو دنیا پرے (فنا) ہو کر غائب ہو جاتی ہے برہما کی عمر ۱۰۰ سال کی بیان کی جاتی ہے۔ ایک برہما کے مرنے پر دوسرا برہما اسکی جگہ لے لیتا ہے اور دنیا کی حیات و ممات کا یہ لاانتہائی سلسلہ جاری رہتا ہے دنیا مول پرکرتی (اصل و فطرت) سے بنی ہے۔ ارتقا کے وقت اس کا رجوع وحدت سے کثرت کیطرف اور انقباض کیوقت کثرت سے وحدت کیطرف ہوتا ہے لیکن پرکرتی بغیر ارادے کے کوئی کام نہیں کر سکتی۔ وہ ہستی جس کے ارادے سے یہ سب کچھ بنتا اور بگڑتا ہے جیسے ۲۰ اور ۲۱ ویں شلوکوں میں ظاہر کیا گیا ہے باطن سے مراد اویکت (غیر محسوس) پرکرتی ہے۔ اگرچہ اچھے اعمال سے انسان برہم لوک (بہشت بریں) میں بھی پہنچ جائے لیکن چونکہ پرے پر برہم لوک بھی ختم ہو جاتا ہے اسلئے دنیا کے دوبارہ ظہور پر وہ پھر جنم لیکر تناسخ کے ارتقائی مراحل طے کرنے پر مجبور رہتا ہے جب تک واصل بحق ہو کر نجات کامل حاصل نہ کرے ٭

۱۹ یہ مخلوق پیدا جو ہو بار بار!

ہو گم رات پڑنے پہ بے اختیار

سُن ارجن جو برہما کا دن ہو عیاں

ہو پھر موجِ ہستی کا دریا رواں

۲۰ پرے غیب سے بھی ہے اک ذات غیب

وہ ہستی فنا کا نہیں جس میں عیب!

کِسی کی نہ کچھ بات باقی رہے!

فقط اک وہی ذات باقی رہے!

۲۱ وہ ہستی جو باطن ہے اور بے زوال

کریں اس کی منزل کو اعلیٰ خیال

پہنچ کر جہاں ہے نہ لوٹیں مدام

وہی ہے وہی میرا اعلیٰ مقام

سانکھیہ کے مطابق پرکرتی غیر محسوس اور لازوال ہے خدا کی ہستی بھی باطن و
لازوال ہے لیکن وہ پرکرتی سے بھی پرے ہے خدا خواس کو محسوس نہیں ہوتا نہ ۲۱
زماں کی قید ہے جو شخص خدا سے واصل ہو جاتا ہے اسے ابدی نجات مل جاتی ہے اور
لوٹ کر دنیا میں واپس نہیں آتا دنیا کے وجود میں آنے اور اسکے پردے ہونے کا ذات پاک پر کو

۲۲ یہ دنیا ہے جس کی بسائی ہوئی !

ہر اک شے ہے جس میں سمائی ہوئی

اگر چاہے تو اس خدا کا وصال

رکھ اس کی محبت کا دل میں خیال

۲۳ سن ! اے نسل بھارت کے سرتاج سن

بتاتا ہوں اب وقت کے تجھ کو گن

کہ کب مر کے لوٹ آتے یوگی ہیں

وہ کب مر کے قالب بدلتے نہیں

۲۴ اگر دن ہو یا موسم نار و نور

اجالے کی راتیں ہوں مہ کا ظہور

ہو شش ماہہ سورج کا دور شمال

مرے ان میں عارف تو پائے وصال

---

۲۴ ویں اور ۲۵ ویں شلوکوں کی تشریح میں اختلاف ہے بعض شارحین آگ، نور، دن، شکل، پکش، کرشن پکش، اترائن یا دکھنائن کے مہینوں سے مراد ان کے متعلقہ دیوتاؤں سے لیتے ہیں جو روح کو دیو یان یا پتریان (راستوں میں سے ایک پر لیجاتے ہیں) بعض سمجھتے ہیں کہ آریہ لوگ شروع میں قطب شمالی کے قریب رہتے تھے جہاں چھ مہینے دن اور چھ مہینے رات ہوتی ہے یہ اعتقادات اسی وقت سے چلے آتے ہیں اور انکو فقط عہد پارینہ کی یادہی سمجھنا چاہیئے بعض کا خیال ہے کہ یہ الفاظ بطور استعارہ استعمال ہوئے ہیں (ملاحظہ ہو صفحہ ۱۸۲)

۲۵ اندھیرا ہو یا کھ اور دھندلکا ہو خوب

ہوشش ماہ ہو سورج کا دکھن جنوب

کہ ہو رات کا وقت جب جان جائے

تو یوگی ہیں چاند سے لوٹ آئے

۲۶ اندھیرا کبھی ہو اُجالا کبھی!

سدا سے جگت کے ہیں رستے یہی

اُجالے میں جب جائے واپس نہ آئے

اندھیرے میں جاتا ہوا لوٹ جائے

۲۷ جو ان راستوں سے نہ انجان ہو

وہ یوگی پریشاں نہ حیران ہو

سن ارجن یہ جب تک تِرے دم میں دم

تو رہ یوگ میں اپنے ثابت قدم

لہٰذا ان کو استعارہ ہی سمجھنا چاہیئے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ جتنے لوگ دن کو یا شکل پکھش یا اترائن میں خواہ کیسے ہی بداعمال ہوں۔ وہ سب ناجی اور واصل بخدا ہونگے اور باقی کتنے ہی عابد و زاہد کیوں نہ ہوں مر کر جنم مرن کے چکر میں آجائیں گے ان کے خیال کے مطابق ان شلوکوں میں عرفان ذات کو دن یا شعلہ دن، شکل پکش اور اترائن کے الفاظ سے بطور استعارہ بیان کیا گیا ہے اور اسی طرح جہل کیلیے دھواں رات کرشن پکش اور دکھنائن کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں

۲۸ پڑھے وید کے پاٹھ کرنے سے پن

ہیں بے شک بہت دان یگ تپ کے گُن

مگر ان سے بالا ہے یوگی کی بات

ازل سے وہ پائے مقامِ نجات

اکشر برہم یوگ نامی آٹھواں ادھیائے ختم ہوا!

۲۸ لوگ عبادت سخاوت ریاضت وغیرہ کے اعمال اس غرض سے کرتے ہیں کہ اس سے پاکیزگی نفس حصولِ دولت یا حصولِ جنت نصیب ہو وہ محنت کرتے ہیں اور مزدوری کے طالب ہوتے ہیں ان کو اجر ضرور ملتا ہے۔ لیکن عارف اپنی ہستی کو خدا کیلئے نثار کر چکا ہے اس کو جزا و ثواب کے حصول کا خیال تک نہیں آتا۔ وہ عالم زاہدوں سے بلند ہوتا ہے وہ جو کچھ کرتا ہے محض خدا کیلئے۔ اسکی ساری زندگی ایک مسلسل قربانی ہوتی ہے۔ اور وہی داصل بحق ہو کر دائمی نجات حاصل کرتا ہے۔

نوٹ:۔ آٹھویں ادھیائے کا مضمون سانکھیہ فلاسفی کے نظریہ تخلیقِ عالم کے مطابق ہے اسمیں کائنات کے ارتقاء اور انقباض کے مسلسل دور کا بیان ہے۔ نیز روح جسمِ انسانی سے رخصت ہو کر جو راستہ اختیار کرتی ہے ان ہر دو راستوں کا ذکر ہے آگے چلکر نویں ادھیائے میں خدا کی عظمت اور صفتوں کا بیان ہوگا۔

نواں ادھیائے

شری بھگوان نے فرمایا

۱ تو از حد نہیں عیب جو نکتہ چیں
کر اب مجھ سے راز خفی دل نشیں
ملے گا یہیں علم و عرفاں کا نور
اسے جان جائے تو ہوں پاپ دور

نویں ادھیائے میں خدائے پاک کی شان بالا و برتر کا ذکر ہے۔ اوتاروں کے انسانی لباس میں ظہور کا بیان ہے۔ مہاتماؤں کے خواص بتائے گئے ہیں اور بھگتی کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔

ا۔ راز خفی ۔ پوشیدہ راز

علم و عرفاں ۔ وگیان اور گیان ۔ دیکھو تشریح صفحہ ۱۶۴

مرید یا ارادت کیش کا سب سے ضروری وصف یہ ہونا چاہیئے کہ وہ عیب جوئی اور بے معنی اعتراضات سے پرہیز کرے۔ حسد اور تعصب سے پاک ہو۔ دوسروں پر تہمت اور طعن و تشنیع سے باز رہے اور جس میں راستی، ضبط، تحمل اور سلامتی طبع کے جوہر موجود ہوں۔

۲ یہ علم شہی ہے یہ راز شہی!
کرے پاک ہر شے سے بڑھ کر یہی
عیاں خود بخود ہو کہ آساں ہے یہ
فنا سے بری علن ایماں ہے یہ

۳ جو اس دھرم پر دل لگاتے نہیں
وہ ارجن کبھی مجھ کو پاتے نہیں
نہ واصل ہوں مجھ سے وہ مجھ تک نہ آئیں
جہانِ فنا کی طرف لوٹ جائیں!

۴ خفی سے خفی ہے مری ہست و بود
مگر ہے مجھی سے جہاں کی نمود!
مجھی میں ہے مخلوق ساری مکیں
مگر میں مکیں خود کسی میں نہیں!

---

۲ علم شہی - راج ودیا۔ راز شہی - راج گوہیہ
(نواں ادھیائے میں بھگتی مارگ کا بیان ہے یعنی ذات باری تعالیٰ کے ساتھ عشق رکھتے ہوئے خلوص محبت سے اس کی عبادت کرنا۔ مجاز میں بھی محبوب حقیقی کے جمال کو دیکھنا اور اسی کو پوجنا اور سوا ذات مطلق حق سبحانہ کے قابل پرستش اور قابل محبت نہ سمجھنا۔

۵ نہ لوگوں میں ہوں میں نہ مجھ میں ہیں لوگ
ذرا دیکھنا یہ مرا راج یوگ ؎

مری آتما باعث خاص و عام
نہیں میرا لیکن کسی میں قیام

۶ ہوا گو چلے زور سے سر بسر
ادھر سے اُدھر یا اُدھر سے ادھر

وہ آکاش سے جائے باہر کہاں
سمجھ لو یونہی میرے اندر جہاں

۷ جب اک دور ہو ختم کنتی کے لال
تو ہو میری مایا میں سب کا وصال

نئے دور کی ہو جو پھر سے نمود
کروں میں ہی پیدا سب اہل وجود

---

۵ ذات مطلق کا نام، روپ اور گن کی دنیا سے کوئی تعلق اس خالق نے تمام خلقت کو پیدا کیا۔ مگر وہ ان سے بے نیاز ہے۔ دنیا کی حرکات اور انقلابات اس کی وجہ سے سرزد ہوتے ہیں مگر اس پر ان کا کوئی اثر نہیں۔ ہر چیز کا سہارا دینے والا ہے لیکن خود اس کو کسی سہارے کی ضرورت نہیں؛

۷ دور کلپ دیکھو نوٹ صفحہ ۱۸۰ ایضاً؛

مایا پرکرتی (فطرت ۔ نیچر)

۸　اسی اپنی مایا سے لیتا ہوں کام

میں کرتا ہوں چاند اور پیدا تمام

چلیں جوق در جوق سب بار بار

کہ مایا کے ہاتھوں ہیں بے اختیار

۹　سن اے ارجن اے صاحبِ سیم و زر

نہیں ایسے کرموں کا مجھ پر اثر

کہ رہتا ہوں میں بے غرض سرفراز

ان افعال و اعمال سے بے نیاز

۱۰　میں ناظر ہوں اس کا یہ کرتی ہے کام

ہوں مایا سے سیارہ و ثابت تمام

سمجھ لے اسی طور کنتی کے لال

ہے چکر ہی چکر میں دنیا کا حال

۸　مایا ۔ پرکرتی ۔ (نیچر ۔ فطرت)

۱۰　سیارہ و ثابت ۔ حرکت کرنیوالے اور ساکن اجسام ۔ تشریح کیلئے دیکھو آٹھویں ادھیائے کا ۱۰ واں شلوک ۔ مکرر عالم کا سبب اولین خدا ہی کی ذات ہے اسی سے فطرت حرکت میں آتی ہے ۔ اور تمام مخلوقات عالم پیدا ہوتی ہے ۔ لیکن خدا خود [illegible] اور عالم کے ظہور و فنا سے متاثر نہیں ہوتا۔

۱۱ جب آتا ہوں انساں کا پہنے لباس
نہیں کرتے پروا مری ناشناس
مری شانِ عالی نہیں جانتے
شہنشاہِ مجھ کو نہیں مانتے!

۱۲ عبث ہیں امیدیں عبث ہیں عمل
عبث علم ان کا سمجھ میں خلل!
طبیعت میں دھوکا بھی وحشت بھی ہے
بھری شیطنت بھی خباثت بھی ہے

۱۳ وہ انسان جو خصلت میں ہیں دیوتا
جو ہیں نیک فطرت مہا آتما
کریں قلب یکسو سے پوجا مری
میں ہوں لافنا منبعِ زندگی!

۱۱ ناشناس۔ مورکھ بے سمجھ لوگ: ظاہر میں آنکھیں صرف بیرونی صورت کو دیکھتی ہیں۔ مورکھ لوگ اوتاروں کو بھی معمولی انسانوں کی طرح خیال کرتے ہیں۔ اور یہ نہیں سمجھتے کہ اس بھیس میں میں خود جلوہ نما ہو کر دنیا کو ہدایت دے رہا ہوں:

عبث، بیکار۔ شیطنت۔ آسری خصلتیں:
خباثت، راکھشی خصلتیں:

۱۴ ہمیشہ وہ گُن میرے گاتے رہیں
وہ عہد اپنا جی سے نبھاتے رہیں
عبادت کریں محنت اور شوق سے
کریں مجھ کو سجدے دلی ذوق سے

۱۵ کئی رُوپ دیکھیں مرے بے شمار
وہ ہوں گیان یگ سے عبادت گزار
ہو وحدت کہ کثرت ہر آہنگ میں
مجھے پوجتے ہیں وہ ہر رنگ میں

۱۶ تو یگ اور پوجا مجھی کو سمجھ
شرادھوں کا غلہ مجھی کو سمجھ
میں بوٹی ہوں منتر ہوں اگنی ہوں گھی
ہیں یگ بھی ہوں اور ان کے اعمال بھی

---

۱۴ عہد جیسے برہم چریہ کا عہد - اہنسا کا عہد ان پر پختگی سے قائم رہتے ہیں۔

۱۵ گیان یگیہ۔ وہ روحانی یگیہ جس کا مقصد ذات مطلق کا عرفان حاصل کرنا ہے یہ یگیہ عقل کی مدد سے کیا جاتا ہے اور مال و دولت کی قربانی سے افضل ہے۔ اس میں عرفان کی آگ میں دنیا و مافیہا کو ہون کر دیا جاتا ہے اور اسی سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

۱۶ پوجا سے مراد کرتو یعنی شرتی کرم ہے۔

۱۷ میں سارے جہاں کا ہوں ماتا پتا!
میں دادا ہوں سب کا میں ہوں آسرا
سزاوارِ عرفاں ہوں پاکیزہ بھید
میں ہوں اوم میں رگ یجر سام وید

۱۸ میں آقا ہوں والی سبھی میں گواہ
میں منزل ہوں مسکن ہوں جائے پناہ
میں آغاز و انجام و گنج و مقام
میں وہ بیج ہوں جو رہے گا مدام

۱۹ مجھی سے تپش بھی کنتی کے لال
کبھی خشک سالی کبھی برشکال
فنا و بقا ہی مجھی سے نمود!
مجھی سے ہے ست اور است کا وجود

---

۱۷ سزاوارِ عرفاں۔ جاننے کے قابل۔ گواہ: اسی ادھیائے کے دسویں شلوک میں خدا کی ناظر کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ سب کام پرکرتی ہے لیکن خدا کی رہنمائی میں۔ ذاتِ مطلق پر ان افعال کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

۱۹ ست اور است۔ ست سے مراد باقی است سے مراد فانی۔ ست سے مراد خیر است سے مراد شر۔ ست سے مراد ظاہر است سے مراد باطن۔ ست سے مراد پاربرہم است سے مراد فانی دنیا۔

۲۰ جنھیں تینوں ویدوں میں ہے دسترس
وہ جنت کے طالب ہیں سوم رس

پرستار میرے یہ معصوم لوگ
ملے ان کو جنت میں دیوؤں کا بھوگ

۲۱ فضاؤں میں جنت کی خوشیاں منائیں
مگر ہو کے خالی ہیں لوٹ آئیں

مراد اپنی ویدوں سے پاتے رہیں
وہ آتے رہیں اور جاتے رہیں

۲۲ جو کرتے ہیں خالص عبادت مری
جو یکدل ہوں جی میں نہ رکھیں دوئی

کروں حاجتیں ان کی پوری تمام
وہ میری حفاظت میں ہوں صبح و شام

---

۲۰ تا ۲۲ ویں شلوک میں ویدوں پر چلنے والوں کا ذکر ہے اور ۲۲ ویں میں دیوا ستھ کے ماننے والوں کا۔ جو لوگ دلمیں جنت کی تمنا رکھتے ہوئے اور ریاضت کرتے ہیں وہ بہشت میں تو ضرور پہنچ جاتے ہیں لیکن جب ان کا اعمال کا اجر و ثواب ختم ہو جاتا ہے تو پھر دنیا جہاں فنا میں آکر دوبارہ جنم لیتے ہیں لیکن اجر و ثواب سے بے نیاز ہو کر خلوص سے پرستش کرنیوالوں کی بہبود کا خود ضامن ہے۔

۲۰ سوم ایک پودے کا نام ہے جس کا رس یگیہ کے وقت پیا جاتا ہے۔ معصوم = بےگناہ

۲۳ صنم دوسرے جو مناتے رہیں
دل ان پر یقیں سے لگاتے رہیں
کریں وہ نہ گو حسب دستور کام
پرستار وہ بھی ہیں میرے تمام

۲۴ کہ یگ جتنے کرتے ہیں دنیا میں لوگ
میں ہوں ان کا مالک میں کھاتا ہوں بھوگ
نہ جانیں وہ میری حقیقت کا حال
اسی واسطے پائیں آخر زوال!

۲۵ منائیں جو پتروں کو پتروں تک آئیں
جو بھوتوں کو پوجیں وہ بھوتوں کو پائیں
صنم کے پجاری صنم سے ملیں
ہمارے پرستار ہم سے ملیں!

۲۳، ۲۵ صنم۔ بت۔ یہاں دیوتاؤں سے مراد ہے۔ ۲۴ تمام نذر و نیاز خواہ وہ کسی کے نام پر دکیا جائے اسی کا قبول کرنے والا اس کا اجر دینے والا خدا ہے کیونکہ دیوتا وغیرہ سب مظہر ہیں۔
۲۵ (۱) پتروں کی پوجا سے مراد ہے اپنے آبا و اجداد کے شرادھ وغیرہ۔
۲۵ (۴) جو خالص میری پرستش کرتے ہیں وہ میری ذات میں واصل ہو کر ہمیشہ کے لئے نجات حاصل کر لیتے ہیں۔

۲۶ مری نذر دیتا ہے جو شوق سے
دل پاک سے، چاہ سے، ذوق سے
میں نذر اس کی کرتا ہوں بیشک قبول
وہ پھل ہو کہ پانی کہ پتی کہ پھول

۲۷ فقط میری خاطر تو ہر کام کر
ہوَن ڈال دے سب مرے نام پر
ترا کھانا پینا ہو میرے لئے
ترا تپ سے جینا ہو میرے لئے

۲۸ کٹیں گے یہ کرموں کے بندھن تمام
نہ ہوگا بُرے یا بھلے پھل سے کام
جو تو پاک دل ہو کے سنیاس پائے
تو آزاد ہو کر مرے پاس آئے

---

۲۷ نتائج کے چکر اور کرموں کے بندھن سے نجات پانیکا واحد طریق یہی ہے کہ انسان اپنی زندگی موت کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا غرض سب کچھ خدا کے لئے وقف کردے۔ اس کے سب کام خدا کے لئے ہوں۔ اس کے قوائے ظاہری و باطنی و حواس و دل کے سب خیال خدا کی خوشنودی کیلئے ہوں۔ خدا ہی کا کام سمجھ کر کرے۔ پھر اسکو عذاب ثواب کا نہ سزا و جزا۔ نجات حاصل ہو جاتی ہے۔

۲۹ مرے واسطے خلق یکساں ہے سب
نہ اس سے محبت نہ اس سے غضب
وہ پوجیں مجھی کو بہ صدق و یقیں
میں ان میں ہوں اور وہ ہیں مجھ میں مکیں

۳۰ کوئی آدمی گرچہ بدکار ہے
مگر میرا دل سے پرستار ہے
اسے بھی سمجھ لے کہ سادھو ہے وہ
ارادے میں نیکی کے یکسو ہے وہ

۳۱ وہ دھرماتما جلد ہو جائے گا
قرار و سکون دائمی پائے گا!
سمجھ لے مرا بھگت کنتی کے لال
نہ ہوگا فنا اور نہ پائے زوال

۲۹ اپنی خودی کی عدم گی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھا لے اور اپنی زندگی کو خدا کیلئے وقف کر دینے سے روح کے سب دروازے کھل جاتے ہیں۔ انسان خدا کا ہو جاتا ہے اور خدا انسان کو اپنا لیتا ہے۔ تب سفلی طبع علوی میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ عابد و زاہد قدم قدم اس منزل کو پہنچتے ہیں لیکن عاشق صادق جو جذب حقیقی سے اپنے دل و جان پیش کر دیتا ہے وہ بلا تامل فائز المرام ہو جاتا ہے۔

۳۲ بشر پاپ کے پیٹ سے ہو کوئی

وہ ہو شودر یا ویش یا استری

مجھے آسرا جب بنائے گا وہ!

تو اعلیٰ منازل پہ جائے گا وہ

۳۳ مقدس برہمن کا رتبہ نہ پوچھ

رشی راج بھگتوں کا درجہ نہ پوچھ

تجھے دُکھ کی دنیائے فانی مِلی

تو کر سچے دِل سے پرستش مری

۳۴ جما دھیان مجھ میں ہو مجھ پر فدا

تو کر یگ تو میرے لئے سر جھُکا

اگر یوگ میں دِل لگائے گا تو!

میں مقصود ہوں مجھ کو پائے گا تو

راج ودہ راج گوہیہ نامی نواں ادھیائے ختم ہوا

---

۳۲ سابقہ زمانے میں عورتوں اور شودروں کو وید کے مطالعہ کی ممانعت تھی۔ یہاں فرمایا ہے کہ پاپ کے پیٹ سے پیدا ہونے والا چنڈال ہو، ویش ہو شودر ہو یا عورت ہو اگر وہ مجھ پر بھروسہ کرتے ہوئے میری طرف آئے تو اسے اعلیٰ ترین درجے حاصل ہو جائیں گے۔

دسواں ادھیائے

شری بھگوان کا ارشاد

۱ سخن سنج بھگوان پھر یوں ہوئے
کہ سن اے قوی دست پیارے مرے
یہ اعلیٰ سخن پھر بتاتا ہوں میں
بھلائی کا رستہ دکھاتا ہوں میں

دسویں ادھیائے میں مظاہر جمالی وجلالی ربانی کا ذکر ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ جہاں جہاں قوت اور جلالی نظر آئے سمجھ لو کہ وہ خدائے پاک ہی کی قوت اور جلال کا ادنیٰ سا ظہور ہے چاند سورج ستارے انسان اور دیوتاؤں غرض سب میں تمام خوبیاں اسی کی وجہ سے ہیں اور اسی کی خوبیاں ہیں بلکہ یوں سمجھ کہ سارا جہاں نور خداوندی کی جھلک ہے اور اسی ایک جھلک سے زمین و آسمان معمور ہیں۔

:۔ قوی دست۔ مہا باہو۔ بڑے بازوؤں والا، مراد ارجن ؛

اس ادھیائے کا نام وبھوتی یوگ ہے۔ یعنی مظاہر الٰہی پر غور کرنے سے تلاش وصال ؛

۲ ہوئے دیوتا مہرشی جس قدر!

مری ابتدا سے ہیں سب بے خبر

مجھی سے ہے سب دیوتاؤں کی بود

ملا مجھ سے ہر مہرشی کو وجود

۳ سمجھتا ہے مجھ کو جو بے ابتدا

جنم سے بری شاہِ ارض و سما

فریبِ نظر سے وہی پاک ہے

گناہوں سے آزاد و بیباک ہے

۴ مجھی سے ہے سکھ دکھ دلیری ہراس

خرد علم قلب حقیقت شناس

صداقت سکوں ضبط عفو و کرم

مجھی سے وجود اور مجھی سے عدم

---

۲ مہرشی۔ بڑے رشی :

۳ جو شخص اپنی آتما اور پرماتما کی وحدت کا قائل ہے اور دونوں کو ایک سمجھتا ہے وہی حقیقت سے آگاہ اور دھوکے سے پاک ہے برہم گیانی جب اگیان (جہالت) کے پردوں کو دور کر کے آتما کا عرفان حاصل کر لیتا ہے تو اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا کیونکہ گناہوں کی بنیاد یہی اگیان ہے جو دور ہو جاتا ہے :

۵ اہنسا قناعت دل پرسکوں!
ریاضت و سخا نام نیک و زبوں۔
غرض جانداروں میں جو ہیں صفات
ہے ان سب کا منبع مری ذات پاک
۶ وہ ساتوں معزز رشی نامدار
منو اور وہ چاروں قدیمی کمار
جہاں والے سب جن سے پیدا ہوئے
وہ میرے ہی من سے ہویدا ہوئے

---

۵ اہنسا۔ خیال زبان یا عمل سے کسی جاندار کو اذیت نہ دینا۔ ریاضت۔ تپ محنت۔

۶ برہم کی ہستی مطلق ابدالآباد سے ہے سب سے پہلے من یا خیال ظاہر ہوا اور برہم کے من ہی سے سات رشی بھرگو وسشٹ وغیرہ پیدا ہوئے۔ من ہی سے چاروں کمار ہوئے جو پیدائش ہی سے برہمچاری تھے۔ اور صرف برہم کے گیان دھیان میں لگے رہتے تھے۔ اسی طرح برہم کے من ہی سے منو پیدا ہوئے۔ ان کی پیدائش والدین کے ملاپ سے نہیں ہوتی۔ ہر منونتر کے شروع میں سب سے پہلا انسان جو ظاہر ہوتا ہے اسے منو کہتے ہیں۔ منونتر کا ذکر آٹھویں ادھیائے کے ۱۷ ویں شلوک کی شرح میں آچکا ہے۔ ایک کلپ میں ۱۴ منونتر ہوتے ہیں۔ اسی طرح ۱۴ منو۔

۷ جو قوت مرے یوگ کی جان لے
حقیقت مظاہر کی پہچان لے
وہ قائم رہے یوگ پر بالیقیں
توازن ہے اس میں تزلزل نہیں

۸ مری ذات ہے منبع کائنات
مجھی سے ہوا ارتقائے حیات
یقیں اس پہ رکھتے ہیں جو اہل ہوش
کریں میری بھگتی بجوش و خروش

۹ مجھی میں ہیں من کو جمائے ہوئے
ہیں پران اپنے مجھ میں لگائے ہوئے
وہ کرتے ہیں آپس میں پرنور دل
مرے ذکر سے شاد و مسرور دل

۱۷ (۱) خدائی یوگ سے مراد اسکی لامتناہی قوت اور اس کا عالم الغیب ہوتا ہے۔

۱۸ جس طرح سمندر میں گوناگوں لہریں اٹھتی ہیں طرح طرح کی شکلیں بناتی ہیں اور پھر سمندر ہی میں غائب ہو جاتی ہیں اسی طرح مول پرکرتی سے طرح طرح کی مخلوق پیدا ہو کر اسی میں مل جاتی ہے اسی لئے دانا آدمی موت اور فنا کو دیکھ کر غمگین نہیں ہوتے۔ مول پرکرتی خدا ہی کا روپ ہے۔ اسی لئے وہ قائم دائم خدا ہی کو ہر چیز کا منبع اور مرجع سمجھتے ہیں، اور اسی کی پرستش کرتے ہیں

۱۰ وہ رہتے ہیں یکدم مرے ذوق سے
وہ کرتے ہیں پوجا مری شوق سے
میں دیتا ہوں ان کو وہ دانش کا یوگ
کہ ہو جاتے ہیں مجھ سے واصل وہ لوگ

۱۱ جو رحم ان کی حالت پہ کھاتا ہوں میں
تو گھر ان کے دل میں بناتا ہوں میں
دکھاتا ہوں ان کو ہدایت کا نور
اندھیرا جہالت کا ہو جس سے دور

ارجن نے کہا

۱۲ تو عالی خدا تیرا عالی مقام
وہ ہستی ہے تو جس کی عظمت مدام

---

۱۰ (۳) دانش کا یوگ سے مراد بدھی یوگ ہے جس سے برہم گیان یعنی عرفان ذات حاصل ہوتا ہے۔ اسی عرفان سے دل کی آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں۔ اور انسان کو چراغ ہدایت کے نور میں صفائی قلب حاصل ہوتی ہے اور جہالت کا اندھیرا اس کے منظر کی تاریکی نہیں کر سکتا:

تو معبد اوّل تری پاک ذات

جنم سے بری مالکِ کائنات

۱۳ اسی طرح لیں آپ کے پاک نام

اَسِت دیاس دیول رشی بھی تمام

یہی دیو نارد بتائیں صفات

یہی آپ اپنی سنائیں صفات

۱۴ غرض آپ نے جو بتایا مجھے

یقیں کیشو بھگوان آیا مجھے

نہ سمجھا کوئی آپ کی شان کو

کوئی دیوتا ہو کہ شیطان ہو

۱۵ جگت کے پتی خالق وکبریا

سبھی دیوتاؤں کے ہو دیوتا

---

۱۳ (۲) رشی ۔ وہ مقدس انسان جس کو اپنے من اور حواس پر پوری قدرت حاصل ہے ۔ دیورشی وہ رشی ہیں جن کو اعلیٰ ترین درجہ حاصل ہوا ہے ۔

۱۳ (۳) دیورشی نارد ۔ سام وید اور وید کی موسیقی کے ماہر کامل کو برہما کا بیٹا سمجھا جاتا ہے ۔

پرشوتم اونچی ہے بات آپ کی
اگر بات جانے تو ذات آپ کی

۱۶ کریں آپ مجھ پر مکمل عیاں!
جلالِ مقدس کا واضح نشاں!
جہاں فیض سے جس کے معمور ہے
زمین و زماں جس سے پُر نور ہے

۱۷ بتا دیجیے میرے یوگی ذرا
ملے دھیان سے کیسے گیان آپ کا
کروں کن مظاہر میں جم کر خیال
کہ کھل جائے مجھ پر حقیقت کا حال

۱۸ ذرا یوگ اپنا بیاں کیجیے!
جلال اپنا بھگوان عیاں کیجیے

۱۷ وحدتِ وجود پر ایمان لانا اور اس پر یقینِ کامل کرنا آسان کام نہیں۔ انسانوں حیوانوں جمادات وغیرہ کو ایک ہی ذاتِ باری کا مظہر سمجھنا بظاہر مشکل ہے۔ اس کے لیے گہرے سوچ گیان دھیان اور خیالات کی یکسوئی اور دل کی ایک مرکز پر جمانے کی ضرورت ہے ارجن یہی سوال کرتا ہے کہ ایسے کون سے مرکز ہیں جو باری تعالیٰ کے خاص مظہر ہیں اور جن پر دھیان جمانے سے حقیقت روشن ہو سکتی ہے بھگوان۔ متن میں جنار دان ہے۔

کہ باتیں وہ امرت سی ہیں آپ کی
طبیعت نہیں سیر ہوتی کبھی!

شری بھگوان کا ارشاد

۱۹ ہوئے سن کے بھگوان یوں لب کشا
ہیں ارجن مرے وصف لاانتہا
جلال اپنا کچھ بتاتا ہوں میں
صفات نمایاں دکھاتا ہوں میں

۲۰ سن ارجن ہوں میں آتما بالیقیں
جو ہے جانداروں کے دل میں مکیں
میں ہوں مثلِ جاں اہلِ جاں میں نہاں
میں اوّل میں آخر میں ہوں درمیاں

---

۱۹ ارجن متن میں گوروسریشٹھ ہے یعنی کوروؤں میں سے بہترین شخص۔

۲۰ انسان کے غور و فکر کے لئے سب سے اوّل مظہر جلالِ الٰہی وہ آتما ہے جو سب جانداروں میں موجود ہے۔ اسی حقیقت کی نقاب کشائی عرفان کی منزل میں پہلا قدم

۲۱ ہے آدیتوں میں میرا وشنو خطاب
میں اشیائے پُر نور میں آفتاب
مریچی مردتوں کے اندر ہوں میں
منازل میں تاروں کی چندر ہوں میں

۲۲ سمجھ مجھ کو ویدوں میں تو وید سام
مرا دیوتاؤں میں واسو ہے نام
حسوں میں ہوں من مجھ کو پہچان تو
تو جاں اہل جاں کی مجھے جان تو

۲۳ میں رُودروں کے اندر ہوں شنکر دلیر
جو ہیں راکشس یکش ان میں کُوبیر
تو دسوؤں میں اگنی مجھے تو سمجھ
سب اونچے پہاڑوں میں میرو سمجھ

---

۲۱ آدتیہ۔ سورج۔ بارہ مہینوں کے مطابق بارہ آدتیہ مانے گئے ہیں۔ مروت ہوا۔ منازل نکشتر تاروں کی منازل۔ ۲۲ واسو سے مراد اندر ہے۔ ۲۳۔ رُودر۔ دس پران اور من مل کر رُودر کہلاتے ہیں۔ شنکر شوجی۔ راکشس یکش۔ جن بھوت۔ کُوبیر۔ دولت کا دیوتا۔ دسو۔ زمین میں پانی آگ وغیرہ کا دیوتا۔ میرو۔ وہ پہاڑ جس کے گرد دنیا چکر کھاتی ہے۔

۲۴ جو پروہت ہیں ان میں برہسپت ہوں میں

سن ارجن کہ سرکردہ پروہت ہوں میں

سکند اہل لشکر کے اندر کہو !!

تو جھیلوں کے اندر سمندر کہو!

۲۵ بھرگو یعنی رشیوں کا سردار ہوں

سخن میں سخن صرف اونکار ہوں!

یگوں میں ہوں جپ یگ نرالا ہوں میں

جو محکم ہیں ان میں ہمالا ہوں میں

۲۶ درختوں میں پیپل کا ہوں میں درخت

میں رشیوں میں نارد ہوں اے نیک بخت

ہوں گندھرب لوگوں میں چیتر رتھ میں

کپل ہوں منی ان میں جو سدھ ہیں

---

۲۴ برہسپتی۔ اندر دیوتا کا پروہت ۔ سکند۔ شو کا دوسرا بیٹا جو دیوتاؤں کے لشکر کا
کیا نذار تھا ۔

۲۵ بھرگو۔ برہما کا ذہنی فرزند۔ اونکار۔ اوم ۔ جپ یگیہ۔ سب سے بڑا یگیہ جس میں دیوتا کا
دھیان کر کے منتر پڑھے جاتے ہیں ۔

۲۶ گندھرب۔ طرب۔ آسمانی (گویئے) ۔ سدھ۔ ولی کامل ۔

۲۷ میں گھوڑوں میں اِندر کا ہوں اسپ نر
جو امرت کے منتھن سے آیا نظر!
میں فیلوں کے اندر ہوں اِندر کا فیل
جو انسان ہیں ان میں شہ بے عدیل

۲۸ میں آلاتِ جنگی میں برقِ تپاں!
میں گایوں میں ہوں کامدھک بیگماں
شہنشاہ ناگوں کا میں واسکی!
ہوں کندرپ جس سے ہوں پیدا سبھی

۲۹ میں ناگوں میں ہوں شیش لاانتہا
میں جل باسیوں میں ورن دیوتا
میں پتروں میں ہوں ادیماذی حشم
میں دنیا کے فرمانرواؤں میں یم

۲۷ امرت - دیوتاؤں اور شیاطین نے مل کر سمندر کو بلویا تا کہ اس میں سے امرت یعنی آبِ حیات حاصل ہو۔ آبِ حیات کے علاوہ بہت سی اور چیزیں بھی سمندر سے نکلیں۔ جن میں سے اندر کا گھوڑا بھی نکلا تھا۔

۲۸ کندرپ - کام دیو۔ ۲۹ - ورن - پانی کے دیوتاؤں کا راجہ۔ اریما پتروں کا راجہ۔ یم

۳۰ میں ہوں دیتیاؤں میں پرھلاد سن
میں وقت ان میں رکھیں جو گنتی کا گن
میں شیر ببر سب درندوں میں ہوں
تو وشنو کا شاہیں پرندوں میں ہوں

۳۱ میں صرصر ہوں ان میں جو ہیں تیز گام
میں ہوں تیغ و شمشیر والوں میں رام
مجھے مچھلیوں میں مکر جان تو!
تو نہروں میں گنگا مجھے مان تو!

۳۲ مجھے آغاز و انجام اہل جہاں
جو کچھ درمیاں ہے تو میں درمیاں
میں علموں میں ہوں علم جان اے عقیل
دلیلوں میں ارجن میں حق کی دلیل

---

۳۰ (ا) دیتیا ایک بدکردار قبیلہ کا نام ہے۔ پرہلاد وشنو کا بھگت تھا جو اپنے باپ کی مرضی کے خلاف وشنو کی پرستش کرتا تھا۔
۳۰ (ب) گرڑ جس پر وشنو سواری کرتا ہے۔
۳۱ مکر۔ مگرمچھ یا دسواں برج۔

۳۳ لفظ ہوں سخن جو کرے ابتدا
میں ہوں عطف لفظوں کو دے جو ملا
میں ہوں وہ وقت جس کو فنا ہی نہیں
محافظ ہوں وہ جس کا رُخ ہر کہیں

۳۴ قضا ہوں جو کرتی ہے سب کو فنا!
نئی زندگی کی ہوں میں ابتدا!
ہیں جن میں صفت نازک میں اقبال و نام
سخن، حافظہ، عفو، عقل و قیام

۳۵ میں سر ملوں میں برہت سام اے ہوشمند
تو چھندوں میں گایتری کا ہوں میں چھند
مہینوں میں مجھ کو اگھن کر شمار
بہاروں میں پھولوں کی ہوں میں بہار

---

۳۳ (۱) عطف ـ جس کو سنسکرت گرامر میں دوند کہتے ہیں۔
۳۴ (۲) اقبال و نام وغیرہ دیویوں کے نام ہیں جن کا دھرم کے ساتھ بیاہ ہوا اور دھرم پتنیاں کہلائیں۔ ۳۵ برہت سام: گایتری رگ وید کا مشہور منتر۔ اگھن: ۱۵ نومبر تا ۱۵ دسمبر تک کا مہینہ جس میں موسم معتدل رہتا ہے۔

۳۶ جوا ہوں میں ان میں جو چلتے ہیں چالیں
جلال ان کا جن میں ہے جاہ و جلال
ارادہ بھی میں فتح و نصرت بھی میں
جو صادق ہیں ان کی صداقت بھی میں

۳۷ میں برشنوں میں ہوں واسد یو امشیر
قبیلے میں پانڈو کے ارجن امیر
میں ہوں و یاس ان میں ہیں جتنے منی
جو شاعر ہیں ان میں ہوں اشنا کوی

۳۸ جو حاکم ہیں میں ان کی تعزیر ہوں
جو فاتح ہیں ان کی تدبیر ہوں
میں رازوں میں ہوں خامشی پردہ پوش
میں ہوں گیان ان کا جو ہیں علم کوش

۳۷ برشنی یادو کی اولاد برشنی کہلاتی ہے۔ شری کرشن جی برشنی ہی سے تھے۔ ان کے باپ کا نام وسودیو تھا۔ منی وہ لوگ جو منن سے سوچ بچار غور مراقبہ وغیرہ کرتے ہیں۔ اشنا سمبر گورشی کا بیٹا جو دیتیاؤں کا پروہت تھا۔ دیاس وہ رشی جس نے ویدوں کو مرتب کیا۔

۳۹ کروں خلق عالم ترویج ہیں

ہوں ارجن ہر اک چیز کا بیج ہیں

ہے ساکن کوئی یا کہ سیّار ہے

مگر مجھ سے باہر نہ زنہار ہے

۴۰ پرنتپ یہاں غور کرلے ذرا

مرے پاک جلوے ہیں لاانتہا

جو تھوڑا سا تم سے بیاں کر دیا

نمونہ سا گویا عیاں کر دیا

۴۱ نظر آئے قوت کہیں یا جلال!

شکوہ و تجمل کہ حسن و جمال!

سمجھ لے کہ اس میں ہے جلوہ فگن

مرے بیکراں نور کی اک کرن!

---

۴۰ پرنتپ۔ دشمنوں کو جلا دینے والا۔ وہ جو شہوت، غضب، لالچ، موہ وغیرہ کو تباہ کر دے۔

۴۲ بہ تفصیل میں جا کے الجھن بڑھا
کہ کثرت سے ارجن تجھے کام کیا؟
ہر اک شمہ ہمارا ہے عیاں !!
اسی سے ہے معمور سارا جہاں

وبھوتی یوگ نامی دسواں ادھیائے ختم ہوا

۴۲ خدا لامحدود اور لاانتہا ہے جہاں محدود اور متناہی ہے۔ جس طرح مکان کے اندر خلا موجود ہے اور ساری خلا کا محض ایک شمہ ہے۔ اسی طرح یہ بھی خدا سے معمور ہے مگر اس میں محض خدا کا ایک شمہ نظر آ رہا ہے۔ جہاں کے حدود خدا کو محدود نہیں کر سکتے۔ وہ زمان و مکان کی قید سے بالا اور تجزیہ اور تقسیم سے مبرا ہے اور یہ سارا عالم اس کا محض ایک چھوٹا سا کرشمہ ہے۔

گیارھواں ادھیائے

گیارھواں ادھیائے کا نام وشو روپ درشن ہے ارجن کو بصارت اور بصیرت دونوں سے دکھایا گیا ہے کہ دنیا و مافیہا سب خدا ہی کا ظہور ہے۔ ان سب کی ہستی اس کی شان جلالی و جمالی کے اندر ممکن ہے جو صورت ہے اسی کی صورت ہے جو رنگ ہے اسی کا روپ ہے۔ ساکن و سیار، انسان، حیوان، فرشتے، دیوتا، سورج چاند تارے سب اسی مجسم قدرت کے اندر موجود ہیں۔ اس ادھیائے کے آخر میں بتایا گیا ہے کہ اگر اس ہستی کا صحیح عرفان ہو جائے اور انسان حقیقت کو سمجھ لے اور یقین کر لے کہ اس دنیا کا حاکم، اس سلطنت کو چلانے والا خود خدا ہے تو اس کا اپنا فرض صرف یہ رہ جاتا ہے کہ وہ خود کو نائب اور اسی کا مقرر کردہ عامل سمجھ کر کام کرے۔ دوسروں کو بھی اسی کا نائب اور عامل سمجھ کر ان سے حسن و سلوک سے کام لے کسی سے لگاؤ یا کسی سے دشمنی نہ ہو صرف خدا ہی کو اپنا مقصود سمجھے۔ ایسا ہی شخص آخر میں وصال باری

گیارھواں ادھیائے

ارجن نے کہا

۱ کہا پھر یہ ارجن نے اے محترم
کیا آپ نے مجھ پہ لطف و کرم!
بتایا خفی ادھیاتم کا راز!
گیا موہ آنکھیں ہوئیں دل کی باز

---

۱ ادھیاتم۔ روح کی حقیقت دیکھو ۔

موہ۔ فریب نظر۔ جہالت ۔ باز ہونا۔ کھلنا ۔

ہر انسان کے دل میں قدرتی خواہش ہے کہ اسے دیدار الٰہی نصیب ہو۔ ارجن بھی اسی خواہش کا اظہار کرتا ہے کہ آپ نے از راہ کرم مجھے روحانیت کا اپدیش (راز) بتا دیا ہے اور جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اس سے میرا وہم دور ہو گیا ہے لیکن مجھے آپ کی ایشوری صورت دیکھنے کا کمال اشتیاق ہے اگر ممکن ہو سکے تو میں آپ کا دیدار کر لوں حکم ہوتا ہے کہ ان خاکی آنکھوں سے نہیں بلکہ دل کی آنکھوں سے بصیرت کی نظر سے میرا دیدار ممکن ہے اور بصیرت اسی کی عطا کی جاتی ہے تا کہ وہ دیدار خداوندی دیکھ سکے ۔

۲ کنول نین میں نے سنا آپ سے
کہ اجسام کس طرح پیدا ہوئے
جو پیدا ہوئے ہوں گے کیونکر فنا
تمھیں کو ہے عظمت تمھیں کو بقا

۳ کیا آپ نے حال جو کچھ بیاں
وہی سچ ہے پرمیشور بے گماں
ہے پرشوتم اب اشتیاق اسقدر
کہ دیدارِ حق دیکھ لوں اِک نظر

۴ پربھو آپ کا ہو اگر یہ خیال
کہ درشن کی ہے مجھ کو تاب و مجال
تو یوگ المیشور لطف فرمائیے
مجھے لافنا روپ دکھلائیے!

۲ کنول نین۔ کٹورا سی آنکھوں والا:

۴ یوگ المیشور۔ یوگ کے مالک:

شری بھگوان نے فرمایا

۵ کر ارجن نظر دیکھ میرے سروپ
مرے سیکڑوں اور ہزاروں ہیں روپ
مری پاک ہستی کے بیرنگ دیکھ
نئے روپ دیکھ اور نئے ڈھنگ دیکھ
۶ وِشو رُور آدِتیہ کی صورتیں
دو اشون بھی مارت کی بھی مورتیں
تو بھارت کے فرزند سب دیکھ لے
جو دیکھا نہیں تو نے اب دیکھ لے
۷ جو کچھ چاہے تو دیکھ تن من مرے
جہاں سب ہے ارجن بدن میں مرے

---

۶ دیکھو ادھیائے دسواں شلوک ۲۱، ۲۳۔
دو اشون - بُرج جوزا۔

یہیں سارا عالم نمودار دیکھ!
تو ساکن بھی دیکھ اور سیّار دیکھ!

۸ مری دید گر تجھ کو منظور ہے
تری آنکھ کا کب یہ مقدور ہے
میں دیتا ہوں تجھ کو خدائی بصر
مرے اس شبھ یوگ پر کر نظر

سنجے کا بیان

۹ مہاراج! ارجن سے کہہ کر یہ بات
ہری یعنی یوگ ایشور پاک ذات
دکھانے لگے شان عالی کا روپ
تو ارجن نے دیکھا خدائی سروپ

۸ انسانی نگاہ صرف ظاہر بین واقع ہوئی ہے۔ نور معرفت کیلئے بصیرت یعنی دل کی آنکھ کی ضرورت ہے۔

۹ ہری وشنو کا نام ہے یعنی کرشن۔

۱۰ انیک اس کی آنکھیں تو چہرے انیک
نگاہیں انیک ان میں جلوے انیک
انیک اس کے پُر نور زیور سجے
خدائی وہ ہتھیار اُبھرے ہوئے
۱۱ خدائی وہ کنٹھے، خدائی لباس
خدائی اُبٹنے، خدائی وہ باس
وہ لا انتہائی کھڑی روبرو
جو رخ اس کا دیکھو تو رخ چار سو
۱۲ فلک پر نکل آئیں سورج ہزار
بہ یک وقت مل کر ہوں سب نور بار
تو دھندلی سی سمجھو تم اسکی مثال
مہا آتما کا تھا اینتا جلال!

---

۱۰ انیک ۔ بے شمار ۔ اَن گنت ۔

۱۱ اُبٹنا ۔ مالش کے لئے خوشبو دار گلگونہ ۔ باس ۔ خوشبو ۔

۱۳ جو ارجن نے دیکھا کہ جلوہ نما!
ہے سب دیوتاؤں کا وہ دیوتا
اسی کے تن پاک میں ہے عیاں
گروہوں میں غولوں میں سارا جہاں

۱۴ تو ارجن کو اس درجہ حیرت ہوئی
کہ سہما ذرا اور لگی کپکپی!!
حضورِ خداوند میں سر جھکا
وہ یوں جوڑ کر ہاتھ کہنے لگا!

---

۱۳ ارجن نے دیکھا کہ ہر شکل خدا ہی کی شکل ہے۔ ہر سر خدا ہی کا سر ہے۔ ہر آنکھ خدا ہی کی آنکھ ہے ہر ہاتھ اسی کا ہاتھ ہے۔ ہر پاؤں اسی کا پاؤں ہے ہر عضو اسی کا عضو ہے۔ غرض بمصداق جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے۔ گویا تمام عالم اس کے حصوں کے سب ایک وجود باری میں شامل ہے۔

ارجن کی مناجات

(۱)

۱۵ تمہارے پیکر میں اے بھگوان | یہ دیوتا سب سما رہے ہیں
انیک رنگوں میں جیو سارے | گروہ بن بن کے آ رہے ہیں
کنول کے آسن پہ آپ برہما | براجمان ہیں تمہارے اندر
رشی یا ناگ آسمانی! | سب اپنی صورت دکھا رہے ہیں

۱۶ انیک بازو انیک چہرے | شکم انیک اور انیک آنکھیں
اننت روپی تمہارے جلوے | وسوں دشاؤں میں چھا رہے ہیں
تمہارا اوّل ہے اور نہ آخر | نہ درمیاں ہے کوئی تمہارا
یہ وشو روپی جہاں کے مالک | تمہیں میں عالم سما رہے ہیں

---

۱۵ پیکر وجود۔ قالب ÷ برہما کو خالق مانا جاتا ہے اس کے چار منہ ہیں اور وہ میرو پہاڑ پر زمین کے کنول میں آسن جمائے تصور کیا جاتا ہے ÷ براجمان ہونا۔ رونق افروز ہونا ÷ آسمانی سناگ جیسے واسکی وغیرہ ÷

۱۶ اننت روپی۔ لا انتہا صورتوں والا ÷
دس دشائیں۔ دس طرفیں ÷
وشو روپی۔ عالمگیر صورت والا ÷

۱۷ مکٹ ہے پُرنور گرزپُرنور — اِس پہ چکر ہے شعلہ افشاں
چمک رہے ہیں دمک رہے ہیں — جہاں کو بھی جگمگا رہے ہیں
ہو جسطرح آگ شعلہ افشاں — ہو جیسے سورج کا روئے تاباں
وہ اپنی لا انتہا چمک سے — جہاں کو خیرہ بنا رہے ہیں

۱۸ تمھیں ہو برتر بھی لافنا بھی — تمھیں سزاوارِ علم و عرفاں
تمھیں ہو بے اختتام مخزن — جنہیں وہ عالم سما رہے ہیں
تمھیں قدیمی پرش ہو بھگون — پرش وہ جس کو فنا نہیں ہے
جو لافنا دھرم ہے اسے بھی — تمہارے احساں بچا رہے ہیں

۱۹ نہ ابتدا ہے نہ انتہا ہے — نہ وسط ہے واسطہ ہے تمکو
تمہارے لاانتہا ہیں بازو — جو زور و طاقت دکھا رہے ہیں
تمہاری آنکھیں ہیں چاند سورج — تمہارا چہرہ ہَون کی اگنی
تمہارے جلوے ہیں شعلہ افشاں — جو کل جہاں کو تپا رہے ہیں

---

۱۷ مکٹ۔ تاج کلغی۔ خیرہ ہونا۔ آنکھیں چندھیا جانا۔

۱۸ لافنا۔ اکشر۔ بے اختتام مخزن۔ کبھی نہ ختم ہونے والا خزانہ۔

۱۹ ہون کی اگنی۔ وہ آگ جو یگیہ کے وقت جلائی جاتی ہے۔

۲۰. زمیں میں جلوہ سما میں جلوہ
اور ان کے اندر خلا میں جلوہ
دسوں دشاؤں میں ابشور سب
تمہارے جلوے سمارہے ہیں
مہاتما ہے تمہاری صورت
وہ جس میں ہیبت ہے جلال وہیبت
کہ تینوں دنیا کے رہنے والے
لرز رہے ہیں تھرتھرا رہے ہیں
۲۱. یہ دیوتاؤں کے غول سارے
تمھیں میں سب ہو رہے ہیں داخل
تمام ہیبت سے ہاتھ باندھے
تمہارے گن گنگنا رہے ہیں!
تمہاری سوستی پکارتے ہیں
مہارشی اور سدھ مل کر
تمہاری تعریف گا رہے ہیں
تمہارے نغمے سنا رہے ہیں
۲۲. وہ ردر آدتیہ اور وسو سب
وہ سادھیہ وشودیو اشوانی
تمام مبہوت ہو رہے ہیں
نگہ کو حیرت میں لا رہے ہیں
گروہ پتروں کے اور مارت
وہ یکش گندھرب راکشش سب
گروہ سدھوں کے مل ملا کر
سبھی اچنبے میں آ رہے ہیں

۲۲ سوستی۔ خیرباد! بھلا ہو!
سادھیہ۔ دیوتاؤں کی ایک جماعت جن کے سردار یما ہیں۔
وشودیو۔ وہ دیوتا ہیں جن کو ویدوں کے زمانے میں انسانوں کا محافظ سمجھا جاتا تھا۔
مارت۔ ۴۹ قسم کی ہواؤں کے مطابق ۴۹ دیوتا مانے گئے ہیں۔

۲۳ ہزاروں چہرے ہزاروں آنکھیں ہزاروں بازو ہزاروں زانو
شکم ہزاروں قدم ہزاروں بلا کے دندان ڈرا رہے ہیں
تمہارا یہ اننت روپ وہ ہے کہ شہنشاہ زور و طاقت
میں خوف سے خود بھی کانپتا ہوں جہاں بھی سب تھرتھرا رہے ہیں

۲۴ تمہارا یہ پرجلال قامت جو آسماں سے لگا ہوا ہے
انیک رنگ اس پہ چھا رہے ہیں جو زیب و زینت بڑھا رہے ہیں
فراخ چہرہ کھلا ہوا منہ ! بڑی بڑی شعلہ بار آنکھیں
نہ مجھ میں طاقت نہ چین وشنو یہ میرے من کو ڈرا رہے ہیں

۲۵ تمہاری ڈاڑھیں بھری ہیں زہر کہ آگ محشر کی جل رہی ہے
فنا کے شعلے نکل رہے ہیں جو اک جہاں کو جلا رہے ہیں
مرا سہارا نہ ہے ٹھکانا کرم ہو مجھ پر کرم ہو مجھ پر
تمہارے سائے میں سارے عالم سروں کو اپنے چھپا رہے ہیں

---

۲۳ اننت ـ بے پایاں ۔

۲۶ وہ سارے دھرت راشٹر کے بیٹے — اور ان کے ساتھی جہاں کے راجہ
پتامہ بھیشم درونا چارج — وہ کرن رتھ بان آ رہے ہیں
ہماری جانب کے اونچے افسر — سپاہ سالار نام والے!
تمہارے قالب میں آ رہے ہیں — تمہارے تن میں سما رہے ہیں

۲۷ تمہارے خونخوار منہ کے اندر — ہیں جن پہ صف ہولناک ڈاڑھیں
میں دیکھتا ہوں کہ اہل عالم — سب اپنی ہستی مٹا رہے ہیں
پہنچ کے جبڑوں کی چکیوں میں — سرا نکے پس کر ہوئے ہیں چورن
خلا میں دانتوں کے ان میں اکثر — پھنسے ہوئے لڑکھڑا رہے ہیں

۲۸ دہن تمہارے چمک رہے ہیں — اور ان میں یوں کوندتے ہیں شعلے
جہاں کے سب شیر ببر خود کو — انہی کے اندر گرا رہے ہیں!
وہ اس طرح جا رہے ہیں سارے — کہ جیسے ندیوں کے تیز دھارے
کسی سمندر کے منہ کے اندر — سب اپنی ہستی مٹا رہے ہیں

اس نظارے میں ارجن دیکھتا ہے کہ وہ عزیز و اقارب جن پر وہ ادکرتے ہوئے وہ گھبرا رہا تھا۔ سب فنا ہو رہے ہیں گویا ختار مطلق ان کو پہلے ہی برباد کر چکا ہے۔ اسلئے اس کی رحم دلی بیکار محض ہے:

۲۹ تپش کے شعلوں میں کودتے ہیں — یہ تیز رفتار لوگ سارے
فدا ہیں تم پہ پتنگے جیسے — یہ موت کے منہ میں آ رہے ہیں
نہیں یہ انسان ہیں پتنگے — جو عشق و مستی میں ہیں لبالب
اجل کے شعلوں پہ اڑ رہے ہیں — فنا سے جو لو لگا رہے ہیں

۳۰ مزے سے لب اپنے چاٹتے ہو — تم اک جہاں کو نگل نگل کر
زبان سے شعلے نکل رہے ہیں — ہر اک کو لقمہ بنا رہے ہیں
تمہاری تاب و تپش سے وشنو — تمام آکاش ہے دہکتا
تمہاری کرنوں کی تیز جوتیں — زمانہ بھر کو جلا رہی ہیں

۳۱ ہو دیوتاؤں کے دیوتا تم — تمہیں نمسکار مجھ کو بتا دو
تمہاری اس پر جلال صورت — میں کس کے جلوے سما رہے ہیں
تمہاری ہستی ازل سے پہلے — بتا دو مجھ کو کہ کون ہو تم
یہ کیسے اسرار ہیں تمہارے — جو مجھ کو حیراں بنا رہے ہیں

۳۱ ارجن نے اس پیکر عظمت و جلال میں دونوں پہلو دیکھے ہیں۔ ایک شان دلفریب کیونکہ برہما (جسے خالق مانتے ہیں) وہ بھی ان دیوتاؤں میں ایک ہے جو اس پیکر میں نظر آئے۔ دوسری شان تخریب جس میں تمام ہستیوں کو فنا کیا جا رہا ہے۔ یہ معمہ اس کی سمجھ سے بالاتر تھا اس لئے یہ سوال کیا۔

شری بھگوان کا ارشاد!

۳۲ قضا ہوں میں قضا ہوں میں
کہ در پئے فنا ہوں میں
جہاں کی ہست بود کو
مٹانے آ رہا ہوں میں
یہ سور بیر لشکری
جو تل رہے ہیں جنگ پر
تو ہو نہ ہو یہ سب کے سب
ہلاک کر چکا ہوں میں

۳۳ تو ارجن اٹھ ہو نیک نام
دشمنوں کو گھیر کر
بزور چھین تاج و تخت
ہمسروں کو زیر کر
یہ مر چکے یہ مر چکے
فنا ہیں ان کو کر چکا
تو بائیں ہاتھ والے اٹھ
وسیلہ بن نہ دیر کر

---

۳۲ سور بیر جیسے کھشم، درون، کرن وغیرہ۔
تو ہو نہ ہو اگر چہ تو جنگ میں شریک نہ ہو۔

۳۳ بائیں ہاتھ والا کھیا ارجن جو بائیں ہاتھ سے ویسا ہی تیر چلا سکتا تھا جیسے دائیں ہاتھ سے۔

۳۴ میں کرن بھیشم اور دروں — انہیں ہلاک کر چکا!
جیدرتھ اور یہ جنگ جو — سمجھ ہر ایک مر چکا!
تو جیت جائے گا نہ ڈر — عدو سے اپنے جنگ کر
تو مار انہیں یہ مر چکے — سفر جہاں سے کر چکے

سنجے نے کہا

۳۵ سنی جب یہ گفتار بھگوان کی
لگی صاحب تاج کو کپکپی؛
زباں لڑکھڑائی گلا رک گیا
جھکا جوڑ کر ہاتھ کہنے لگا!

---

۳۴ ارجن سے فتح کا وعدہ کیا جا رہا ہے۔ اور اسے جنگ کا نتیجہ بتایا جاتا ہے!
لیکن اس کی ذاتی جدوجہد کے ثمر کے طور پر نہیں بلکہ اس لئے کہ قضا و قدر
یہی فیصلہ کر چکی ہے۔ اور ارجن محض قدرت کا آلہ کار ہے:

۳۵ متن میں کبیٹو کا لفظ ہے:

ارجن کی مناجات

(۲)

۳۶ زمانہ کرتا ہے اے رشی کیش — جس کی حمد و ثنا تمھیں ہو!
خوشی سے گن گاتے ہیں ہمارے — کہ سب کے پرماتما تمھیں ہو
تمھیں سے ڈر ڈر کے راکشس سب — دشوں دشاؤں میں بھاگتے ہیں
کریں نمسکار سدھ بن کر — جیسے وہ سب کے خدا تمھیں ہو

۳۷ بڑے ہو برہما سے تم بھی — کہ خود ہی برہما کے تم ہو موجب
کریں نمسکار کیوں نہ سارے — کہ ذات لا انتہا تمھیں ہو!
تمھیں ہو ست بھی تمھیں است بھی — تمھیں تت بھی تمھیں ہو اکشر
جگن نواس اور مہاتما — دیوتاؤں کے دیوتا تمھیں ہو

---

۳۷ ست (ویکت) جس کی ہستی ماضی حال اور مستقبل تینوں زمانوں میں ہے:
است (اویکت) جو ست نہیں جس کی ہستی عارضی ہے؛
اکشر۔ لافنا؛ تت۔ تتو۔ اصل اصول؛

۳۸ تمھیں ہو برتر خدائے اول | پُرش قدیمی پناہِ عالم!
تمھیں ہی منزل وادیٔ علم و عرفاں | علیم راز آشنا تمھیں ہو
تمھیں سے پھیلا جہاں سارا | تمھیں ہو سب کا مقام افضل
ہے جس سے بھرپور ساری دُنیا | اننت روپی خدا تمھیں ہو

۳۹ تمھیں جہاں کے ہو باپ دادا | تمھیں ہو برہما تمھیں ہو یم بھی
تمھیں ہو ورن ہو تمھیں ہو اگنی | تمھیں ہو چاند اور ہوا تمھیں ہو
تمھیں نمسکار پھر نمسکار | پھر نمسکار ہے ہزار بار دیتا
تمھیں نمسکار ہوں ہزاروں | خدائے عزّ و علا تمھیں ہو

۴۰ تمھیں نمسکار حاضرانہ | تمھیں نمسکار غائبانہ
تمھیں نمسکار ہر طرف ہے | کہ کُل میں جلوہ نما تمھیں ہو
تمہاری قوت کی کوئی حد ہے | نہ زور و طاقت کی انتہا ہے
تمھیں سے قائم ہے سارا عالم | نہیں کوئی دوسرا تمھیں ہو

---

۳۹ مریچی وغیرہ سات پرجاپتی برہما کے من سے پیدا ہوئے۔ انہی سے آگے مخلوقات پیدا ہوئی یہاں پرجاپتی سے مراد برہما لی گئی ہے۔

ورن — پانی کا دیوتا۔

۴۱ کبھی کہا میں نے کرشن تم کو — کبھی کہا میں نے دوست یا دو
میں بے تکلف یہی سمجھتا رہا — کہ یار آشنا تمھیں ہو!
اسے سمجھ لو مری محبت — اسے سمجھ لو مری جہالت
نہ پہلے افسوس میں نے سمجھا — کہ شاہِ ارض و سما تمھیں!

۴۲ جو بیٹھے اٹھے جو کھاتے پیتے — جو جاگتے سوتے جو کھیلتے ہیں
ہوئی ہوں گستاخیاں تو بخشو — کہ ذات لا انتہا تمھیں ہو
کبھی اکیلے کبھی سبھا میں — کہا ہو کچھ دل لگی سے تم کو
تو ہر خطا کی خطا کو بخشو — کہ ہستی بے خطا تمھیں ہو

۴۳ ہیں جتنے ثابت ہیں جتنے سیار — سب جہانوں کے بو پتا کو
تمھیں کو شایاں ہے ساری عزت — کہ مرشد و رہنما تمھیں ہو!
نہیں تمہاری مثال کوئی — کسے فضیلت ہے تم سے بڑھکر
نہ جس کی طاقت کا منتہی عالم — میں ہے کوئی دوسرا تمھیں ہو

۴۱ ارجن کرشن مہاراج کو انسانی روپ میں دیکھتا رہا اور انہیں یار دوست سمجھکر ہمجولیوں جیسا سلوک کرتا رہا ہے۔ اب مرعوب ہو کر معافی کا طالب ہے۔
یادو۔ کرشن جی کا خاندانی نام۔
۴۲ ہستی بے خطا۔ اچیت۔

۴۴ اسی لئے سجدہ کر رہا ہوں تمہارے آگے جھکا کے تن کو
کہ حسن کو زیبا ہے سجدہ کرنا فقط مرے کبریا تمہیں ہو
پدر نوازش کرے پسر پر سجن سجن پر پیا پیا پر
دیا کرو تم بھی مجھ پہ بھگوان کہ بحر لطف و عطا تمہیں ہو

۴۵ تمہارا میں نے وہ روپ دیکھا یہ جس کو دیکھا تھا میں نے پہلے
میں خوش ہوں اور میں غمزدہ بھی مقام بیم و رجا تمہیں ہو!
مجھے دکھا دو مجھے دکھا دو وہی وہ پہلی سی اپنی صورت
جگن نواس اب دیا ہو مجھ پر کہ دیوؤں کے دیوتا تمہیں ہو

۴۶ مکٹ لگایا ہو گرز اٹھایا ہو ہاتھ میں ہو تمہارے چکر
وہ روپ پہلا سا دیکھ لوں میں کہ دیر سے آشنا تمہیں ہو
دیا کرو مجھ پہ پھر دکھا دو وہ مورتی چار ہاتھوں والی
تمہارے ہیں گو ہزار بازو کہ وشو روپی خدا تمہیں ہو

---

۴۴ پانتی معشوق پر پیا پیا استری پر ؛
۴۵ بیم۔ خوف ؛ رجا۔ امید ؛ الایمان بین الخوف و الرجاء (حدیث)
جگن نواس۔ زمانے کی جائے پناہ ؛
۴۶ وشو روپی۔ عالمگیر صورت والے ؛

شری بھگوان نے فرمایا

۴۷ سن ارجن اب ہری دیا — یہ تجھ پہ بالضرور ہے
کہ میں نے اپنے یوگ سے — دکھا دیا ظہور ہے
نہ جس کو دیکھا آج تک — کسی نے بھی ترے سوا
وہ اوّلیں وہ دائمی — یہ وشوروپ نور ہے

۴۸ کروگے خواہ دان بھی — ملی ہے تجھ کو سروری
دکھایا تجھ کو اپنا روپ — ہے یہ بندہ پروری
نہ وید جپ سے مل سکے — نہ دان تپ سے مل سکے
نہ یگ نہ کرم کانڈ سے — دکھائی دے سکے ہری

۴۹ ہراس وقت چھوڑ دے — نہ زار ہو نزار ہو!
نہ ہولناک روپ سے — مرے تو بے قرار ہو

۴۸ وید جپ۔ ویدوں کے پڑھنے سے ؛ تپ۔ ریاضت ؛ دان۔ خیرات ؛ یگ۔ قربانیاں ؛ کرم کانڈ۔ کریا۔ اعمال مذہبی۔ مطلب یہ ہے کہ صرف ریاضت و عبادت سے خدا کا دیدار حاصل نہیں ہو سکتا جب تک اس کی مہربانی نہ ہو ؛

لے میری شکل دیکھ لے تو جس سے آشنا بھی ہے
یہ بیم و خوف دور کر خوشی سے ہمکنار ہو

سنجے نے کہا

۵۰ یہ کہہ کر مہا آتمانے ! ہیں
دکھا دی وہی پہلی صورت حسیں
گیا خوف سب آن کی آن میں
تسلی سے جان آگئی جان میں

ارجن کا قرار

۵۱ جو ارجن نے دیکھا تو بھگوان کی
وہی پہلی صورت تھی انسان کی !

۵۰۔ پہلی صورت۔ وہ شکل جس میں آپ واسدیو کے گھر پیدا ہوئے تھے۔
اور جس سے ارجن ہمیشہ مانوس تھا۔

کہا اب مرا دل ٹھکانے لگا !!
مجھے ہوش بھگوان آنے لگا !

شری بھگوان کا ارشاد

۵۲ پھر ارجن سے بھگوان کہنے لگے
کہ تو نے جو اب میرے درشن کئے
سدا دیوتاؤں کو آرماں رہا
یہ درشن کہاں ان کو حاصل ہوا
۵۳ مجھے تو نے دیکھا ہے جس طور سے
یہی طور ممکن نہیں اور سے !!
یہ دیدار یگ سے نہ تپ سے ملے
نہ دان اور نہ ویدوں کے جپ سے ملے

۵۴-۵۳ یہ دیدار عالم افروز ویدوں کے مطالعہ، ریاضت، دان دینے اور ہر قسم کے یگیہ سے بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔

۵۴ اگر میری بھگتی میں یکسو رہے!
مرا گیان ہو اور مجھے دیکھ لے
حقیقت کا عرفان بھی حاصل ہو پھر
مری ذاتِ عالی میں واصل ہو پھر

۵۵ مرا بھگت ہر کام میرا کرے
تعلق کسی سے نہ نفرت اُسے
کرے مجھ کو مقصود اپنا خیال
تو ارجن وہ پائے مجھ سے وصال

وشوروپ درشن یوگ نامی گیارھواں ادھیائے ختم ہوا

۵۵ اس شلوک میں گیتا کی تعلیم کا نچوڑ بیان کر دیا گیا ہے۔ جس کو وصالِ الٰہی مطلوب ہو۔ وہ ہر کام خدا کے لئے کرے۔ خدا ہی کو منزلِ مقصود سمجھے۔ خلقِ خدا سے نفرت نہ کرے۔ دنیوی تعلقات سے بے نیاز، ساری دنیا کو خدا ہی کا روپ سمجھے۔ ایسا ہی شخص آخر میں خدا سے واصل ہوگا۔

بارھواں ادھیائے

ارجن کا سوال

۱- جو اس طرح بھگتی میں سرشار ہیں
فقط آپ ہی کے پرستار ہیں!
وہ یوگی ہیں بہتر کہ باطن پرست
خفی لم یزل ذات عالی کے مست

بارھواں ادھیائے میں بھگتی مارگ کی عظمت بیان کی گئی ہے اور اس کے حصول کے طریق بتائے گئے ہیں اس میں سچے بھگت کے خصائل اور اسکی طرز زندگی کا ذکر ہے اور بتایا گیا ہے کہ خدا اپنے بھگتوں سے بے انتہا محبت کرتا ہے۔

۱- بعض لوگ ہر وقت خدا کا نام لیتے اسکی عبادت کرتے اور اسی سے دعائیں مانگتے رہتے ہیں وہ خدا ہی سے عشق و محبت کرتے ہیں۔ اسی کا نام بھگتی یوگ ہے۔ یہ لوگ عابد و زاہد ہیں۔ بعض لوگ خدا کو مکان زماں اور علائق سے مبرا سمجھتے ہوئے اس کو صفات و ظہور و بیان سے بالا سمجھتے ہیں اسی کا نام گیان یوگ ہے۔ یہی عارف ہیں۔ ارجن پوچھتا ہے عابد اچھے ہیں کہ عارف؟

اس طرح۔ جیسے گیارھویں ادھیائے کے شلوک نمبر ۵۵ میں بیان کیا گیا ہے:

۲- ہوئے سن کے بھگوان یوں گلفشاں
ہیں بہتر وہی یوگ میں بے گماں
یقیں سے جو بھگتی کریں مستقل!
مجھی سے جو اپنا لگاتے ہیں دل

۳ مگر وہ جو پوجیں خفی پاک ذات
جو قائم ہے دائم ہے اور پرثبات
خیال و ظہور و بیاں سے بلند
جو حاضر ہے ناظر ہے اور بے گزند

۴ حواس اپنے قابو میں رکھیں تمام
سکون و توازن ہو دل میں مدام
ہر ایک کی بھلائی سے مسرور ہوں
مجھی سے ہوں واصل نہ مہجور ہوں

---

۳ خفی۔ اویکت ؛ پرثبات۔ اٹل ؛ بے گزند۔ بے زوال ؛

۴۔ عارف ذات کا آخری درجہ وصال الٰہی ہے ؛

مہجور۔ علیحدہ۔ دور ؛

۵ جو ذاتِ خفی میں لگاتے ہیں دِل!
اٹھاتے ہیں تکلیف وہ متصل!
کہ ذاتِ خفی کا ہے مشکل شہود
خفی کو سمجھیں گے اہلِ وجود!!

۶ جو اعمال سب مجھ پہ قرباں کریں
پرستش مری یادل وجاں کریں
جو مقصودِ اعلیٰ مجھی کو بنائیں!
فقط میرے ہی دھیان میں دل لگائیں

۷ میں کرتا ہوں ارجن انھیں کا سنگار
تناسخ کے فانی سمندر سے پار
دِل اپنا جو مجھ میں لگاتے رہیں
مجھی سے نجات اپنی پاتے رہیں

۵ خدائے پرصفات (سگن) اور خدائے بے صفات (نرگن) کے پرستار دونوں کی منزل ایک ہی ہے لیکن انسان جب تک پابند وجود ہے۔ اس کے ذہن میں خدائے بےصفات (خفی نرگن) کا خیال جم نہیں سکتا ہے۔ اس لئے عارف کا راستہ عابد کے راستہ کی نسبت زیادہ مشکل ہے؛
شہود (ظہور، مشاہدہ)

۶۔ دیکھو گیارھواں ادھیائے کا اشلوک نمبر ۵۵؛

۸ لگائے تو مجھ میں دل اپنا لگا
مجھی میں تو کر محو عقل رسا
تو پھر اس میں ہرگز نہیں کچھ کلام
تو پائے گا مجھ میں قیام و دوام

۹ جو تاکہ نہ تو رکھ سکے مجھ میں دل
نہ یکسو ہے دھیان ہیں مستقل
تو ابھیاس سے کر تلاش کمال
اسی یوگ سے ڈھونڈ ارجن وصال

۱۰ تو ابھیاس کے ہو نہ قابل اگر!
تو پھر میری خاطر سب اعمال کر
میرے واسطے ہی جو عامل ہو تو
تو اعمال سے مردِ کامل ہو تو!

۹۔ ابھیاس: مشق۔ ریاضت: اپنے من کو حواس اور محسوسات سے روک کر صرف خدا کے دھیان میں مصروف کرنا اور بار بار اسی کی طرف لگانا یہی ریاضت اور ابھیاس ہے۔
۱۰۔ اعمال صالحہ کو خالص رضائے الٰہی کی خاطر کرنے سے بھی کمال حاصل ہوتا ہے۔

۱۱ ریاضت میں بھی گر تو ہیٹا رہا!
تو لے پھر مرے یوگ کا آسرا!
تو رکھ دل پہ قابو کیے جا عمل!
کیے جا عمل چھوڑ دے ان کا پھل

۱۲ کہ افضل ہے ابھیاس کرنے سے گیان
مگر گیان سے بڑھ کے ہوتا ہے دھیان
ہے ترکِ ثمر دھیان سے بھی فزوں
کہ ترکِ ثمر سے ہو فوراً سکوں

۱۳ وہ انساں جو سکھ دکھ میں ہموار ہے
جو ہر اک کا ہمدرد و غم خوار ہے!
کسی کا نہ بیری ہو بخشے قصور
خودی سے بھی دور اور تعلق سے دور

---

۱۲ مشق و مجاہدہ بغیر علم کے زیادہ مفید نہیں۔ علم و عرفان کا درجہ اس سے بہتر ہے۔ عرفان سے بھی غور و فکر کا درجہ بلند تر ہے اور غور و فکر سے بھی ایسا عمل افضل ہے جس میں ثمرے کی خواہش نہ ہو۔ کیونکہ اس سے طبیعت میں سکون و اطمینان پیدا ہو کر یکسوئی کی طرف رغبت ہو جاتی ہے۔ اور شانتی حاصل ہوتی ہے۔

۱۴ وہ یوگی جسے خود پہ ہے اختیار!

جو صابر ہے اور عزم میں استوار

دل و عقل جو مجھ پہ قربان کرے

وہی ہے مرا بھگت پیارا مجھے

۱۵ جو دنیا کو آزار دیتا نہیں

جو دنیا سے آزار لیتا نہیں

بری بغض و عیش و غم و خوف سے

وہی ہے مرا بھگت پیارا مجھے

۱۶ جو چوکس ہے بے لاگ اور بے نیاز

دکھوں سے مبرا ہے اور پاکباز

جو ترک جزا ابتدا سے کرے

وہی ہے مرا بھگت پیارا مجھے

---

۱۶ جو اپنے تمام افعال و اعمال کا سرچشمہ ذات باری کو مانتا ہوا ہر کام کو شروع ہی سے اس طرح کرے گویا خدا ہی اس کے ذریعہ سے وہ کام کر رہا ہے اور اس میں اپنی مرضی کوشش یا کمال کو دخل نہیں اور نہ اسکو اس کام کے ترک کی فکر نہ اسکے ثمر کی امید

۱۷. مسرّت سے جو دور نفرت سے دور
غم و خواہش و نیک و بد سے نفور
نہ جو کبھی بھگتی میں شاداں رہے
وہی ہے مرا بھگت پیارا مجھے

۱۸. برابر جسے دوست، دشمن تمام
نہ سکھ دکھ نہ عزت نہ ذلت سے کام
ہو گرمی کہ سردی جسے ایک سی
لگن ہو کسی سے نہ جس کی لگی!

۱۹. برابر ہوں جس کے لئے مدح و ذم
رہے گو نہ جس کو غم بیش و کم
تو ہی دل کا آزاد گھر بار سے
وہی ہے مرا بھگت پیارا مجھے

---

۱۸. دوستی، دشمنی، سکھ، دکھ، عزت، ذلت، گرمی، سردی وغیرہ متضاد خاصیتیں صدمہ کرتی ہیں عام دنیا کے آدمی نہیں ان سے متاثر ہوتے ہیں لیکن عاشقان الٰہی ان سے پاک اور علیحدہ ہیں۔

۱۹. مدح، ذم۔ تعریف اور بد تعریفی۔ آزاد گھر بار سے یعنی عالموں کے نزدیک اس سے مراد اپنے تن کی محبت سے بے نیاز ہو جانے کے ہیں۔

تیرھواں ادھیائے

شری بھگوان نے فرمایا

تجھے اب بتاتا ہوں کنتی کے لال
کہ یہ جسم اک کھیت کی ہے مثال
ہے اس کھیت کا راز جس پر عیاں
کہیں کھیترگ اس کو سب رازداں

ا۔ جسم کو کھیت اسلئے کہا گیا ہے کہ دیکھ سکیں کی فصل اُگتی ہوتی ا
تی ہے اس مادی بھوتی، عقلی، خیالی اور روحانی پانچوں قسم کے اج
سمجھنے چاہئیں۔ کھیترگیہ سے مراد کھیت کا جاننے والا ہے۔ موجودہ ادھ
اور پرکرتی کے فرق اور ان کے باہمی تعلق کا ذکر ہے۔ پرکرتی کو کھیتر کو
کھیترگیہ کو پرش یا خدا سمجھیے۔
یہاں کھیت کے گن بھی ملا بیان ہوا جو بیج اس میں بویا جاتا ہے ویسی ہی اُگتی
گندم جیسے جو سے جو، آم سے آم، املی سے املی۔ اسی طرح اگر من میں پریم کا
تو پریم ہی اُگے گا۔ نفرت کا بیج ہوتو نفرت۔ پھر ایک بیج کے بدلے ہزاروں بیج
اور بھلائی کے بیج دنیا میں نیکی اور بھلائی پھیلائے گا۔

۲ سمجھ کھیت کا راز داں ہوں تو میں

کہ ہر کھیت کے درمیاں ہوں تو میں

جو یہ کھیت اور کھیترگ کا ہے علم

مری رائے میں سب سے اعلیٰ ہے علم

۳ سن ارجن ہے کیا کھیت کیا اس کے گن

تغیر ہوں کیسے، کہاں سے ؟ یہ سن

ہے کون اور کیا توت راز داں

میں کرتا ہوں اب مختصر سا بیاں

۴ یہ رشیوں نے گا یا کئی رنگ سے

بہت میٹھے چھندوں کے آہنگ سے

یہ برھم سوتروں میں بھی مسطور ہے

یہی با دلیل ان میں مذکور ہے

---

۲ کھیت مختلف ہیں۔ کھیترگیہ ایک ہی ہے جو مختلف نظر آتے ہیں۔

پرماتما ایک ہی ہے۔ ۴۔ چھند۔ منتر۔

برہم سوتر۔ اپنشدوں کی عالمانہ تفسیر جس میں عرفانِ الٰہی کی تعلیم ہے۔

٥ عناصر، اہنکار، عقل محیط!
یہ دل دس حواس اور یہ فطرت بسیط
یہ کوائف ہیں ذائقہ رنگ باس
کریں جن کو محسوس پانچوں حواس

٦ یہ سکھ دکھ یہ نفرت بھی ترغیب بھی
خرد پائداری بھی ترکیب بھی!!
یہ ہیں کھیت اور ان کی تبدیلیاں
انہی کا ہے یہ مختصر سا بیاں!

٧ میں کرتا ہوں اب گیان کے گن شمار
یہ بے پندار ستی حلم عفو انکسار!
اخلاص بھی اور خدمت استاد کی
دلی پختگی ضبط پاکیزگی!

---

٥ اس شلوک میں ۲۴ تتو یا اصول سانکھیہ فلسفہ کے مطابق بیان کئے گئے ہیں۔ مول پرکرتی (فطرت بسیط)، مہان، اہنکار، پانچ تن ماترا، من، پانچ حواس، پانچ حواس عمل اور پانچ عناصر بسیط۔ پرش کو شامل کر کے کل ۲۵ تتو یا اصول ہوئے۔ ۷ تا ۱۱ شلوکوں میں عرفان کی خصوصیات کا ذکر ہے۔

نہ ہونا اسیر وکار لذات سے

کنارہ اہنکار کی بات سے ۸

غور کرنا کہ لیں گھیر دکھ

جنم، موت، پیری، مرض، درد و دکھ

نہ وابستگی رشتہ و بند سے ۹

نہ گھر سے نہ زن سے نہ فرزند سے

توازن سے ہونا سکون و قرار

گوارہ ہو صورت کہ ہو ناگوار

فقط دھارنا میری بھگتی کا یوگ ۱۰

دوئی کا نہ ہو ذرا دل میں روگ

الگ رہ کے محسوس کرنا سرور

ہجوم خلائق سے ہونا نفور

اہنکار۔ خودی۔ غرور۔ عارف کو لازم ہے کہ موت بڑھاپے بیماری اور دکھ کا احساس رہتا ہے۔ اور وہ کوشش کرتا ہے کہ وہ [illegible] حاصل کرے تناسخ کی مصیبت سے نجات پائے۔

---

۱۱ خیال ادھیاتم کا شام و سحر!
حقیقت کے مقصد پہ رکھنا نظر
یہ علموں کا ہے علم یہ گیان ہے
خلاف اس کے جو کچھ ہے اگیان ہے

۱۲ سزاوار عرفاں ہے وہ پاک ذات
کہ ہے علم ہی اس کا آب حیات
وہ بے ابتدا لم یزل، ذی حشم
نہ ست یا اَست کہہ سکیں جس کو ہم

۱۳ اسی کے ہیں سب دست و پا چار سُو
اسی کا ہے رخ رہنما چار سُو
اسی کی نظر، کان، سر ہر طرف
محیط جہاں سر بسر ہر طرف

۱۱ ادھیاتم: حقیقت روح۔ اگیان: جہالت۔

۱۲ سزاوار عرفاں: جاننے کے لائق۔ ست سے مراد عالم ظاہری اور اَست سے مراد عالم باطنی ہے جو محسوس نہیں ہو سکتا۔ اگر [illegible] کو ست مان لیا جائے تو اس کے مقابلے میں کسی اَست شے کا ماننا ضروری [illegible] ہے جس سے دوئی لازم آتی ہے۔ اسلئے وہ ذات پاک ست اور اَست دونوں سے پرے ہے۔

۱۴ بظاہر نہیں گرچہ اس کے حواس

درخشاں صفاتِ حواس اس کے پاس

وہ ہے بے تعلق مگر سب کا رب

گنوں سے بری اور گن اس میں سب

۱۵ کسی شے میں جنبش کسی میں سکون

وہ موجود سب میں درون اور برون

لطیف ایسا احساس معذور ہے

وہی ہے قریب اور وہی دور ہے

۱۶ محال اس کی تقسیم اے ذی شعور

مگر اس کا ہر شے میں حصہ ضرور

سزاوارِ عرفاں وہ پروردگار

فنا و لیتا کا اسی پر مدار ۱۱

---

۱۴ اس کی آنکھیں نہیں مگر ہر آنکھ سے وہی دیکھتا ہے اس کے کان نہیں مگر ہر کان سے وہی سنتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ؛

۱۵ اندر بھی وہی ہے۔ باہر بھی وہی۔ درمیان بھی وہی ہے اوپر بھی وہی ہے نیچے بھی وہی ہے بحر بھی وہی قطرہ بھی وہی ؛

۱۶ وہ یکتا ناقابل تقسیم ہے مگر ہر شے میں اسی کا ظہور ہے ؛

۱۷ وہی ذات نورِ اصلی نور ہے!!
جو تاریکیوں سے بہت دُور ہے!
وہ عرفاں کا حاصل بھی مقصود ہے
وہ عرفاں بھی ہر دل میں موجود ہے

۱۸ تجھے مختصر طور پر کہہ دیا!
کہ عرفان و مقصودِ عرفاں ہے کیا
بتایا تجھے کھیت کا میں نے حال
جو سمجھے مرا بھگت پائے وصال

۱۹ یہ مایا انادی ہے لا ابتدا!
اسی طرح لا ابتدا آتما!
گُن اشیاء کے اور انکی شکلیں انیک
یہ مایا سے ظاہر ہوئیں ایک ایک

---

۱۹ سانکھیہ فلسفی کے مطابق پرکرتی (مایا) اور پرش (آتما) دونوں انادی یعنی ازلی ایک دوسرے سے مستغنی اور غیر مخلوق ہیں۔ ویدانت کے مطابق پرکرتی (مایا) کا ظہور برہم سے ہوا۔ اسلئے وہ غیر مخلوق نہیں۔ لیکن چونکہ اس کی ابتدا کا وقت ہم متعین نہیں کر سکتے اسلئے وہ آنادی ہے۔ جیو آتما پرمیشور کا جزو قدیم ہے اس لئے وہ بھی انادی ہے۔

۲۰ حواس و بدن جو بھی پیدا ہوئے
مایا کے باعث ہویدا ہوئے
جو سکھ دکھ کا ہوتا ہے احساس سب
یہ احساس ہے آتما کے سبب

۲۱ کہ مایا میں جب آتما ہو مکیں!
گنوں سے ہو مایا کے لذت گزیں
گنوں سے جو آلودہ بیش و کم
بری یا بھلی جون میں لے جنم!

۲۲ مہا پرش تن میں جو ہے جلوہ گر
وہ پرماتما ہے مہا ایشور
وہ ناظر بھی ہے کارفرما بھی ہے
وہ لذت گزیں بھی سہارا بھی ہے

---

۲۰ (۱) بعض شارحین کے مطابق یہ مصرع یوں ہونا چاہیئے:
”جو علت سے معلول پیدا ہوئے!“
اس صورت میں علت سے مراد پرکرتی اور معلول سے مراد مہا تت
اہنکار پانچ تن ماترا وغیرہ وکار (تغیرات) لیے جائیں گے۔

۲۳ اگر آتما کو کوئی جان لے
گنوں اور مایا کو پہچان لے!!
رہے جیسے چاہے وہ جس حال میں
نہ آئے تناسخ کے جنجال میں

۲۴ کوئی دھیان سے من میں ڈالے نظر
تو دیکھے وہ خود آتما جلوہ گر!
کوئی سانکھ کے یوگ سے دیکھ لے
کوئی دیکھ لے یوگ سے کرم کے

۲۵ مگر ان سے ہیں بے خبر بھی کئی
کریں سن سنا کر جو پوجا مری
جو سن لیں اسی میں وہ سرشار ہوں
فنا کے سمندر سے بھی پار ہوں!!

---

۲۳ مایا اور آتما کا صحیح علم انسان کو معرفت خدا کی طرف لیجاتا ہے اور عرفان وہ آگ ہے جس سے تمام اعمال سوخت ہو جاتے ہیں اور انسان کرم پھل کی جکڑ بندھ سے آزاد رہتا ہے اور تناسخ کے چکر میں نہیں آتا۔

۲۶ ملے کھیت سے کھیت کا راز داں
تو ارجن اسی سے ہو سب کچھ عیاں
کسی میں ہے جنبش کسی میں قیام
اسی میل سے پائیں ہستی تمام

۲۷ جو ہے کچھ نظر تو اسی کی نظر
نظر میں رہے جس کی پرمیشور!
ہے سب جانداروں میں جانی وہی
کہ فانی میں ہے غیر فانی وہی!

۲۸ جو اِس ذاتِ مطلق پہ رکھتے یقیں
کہ ہر اک مکاں میں وہی ہے مکیں!
کرے خود نہ وہ آتما کو تباہ
کہ آتم گتی کی یہ اچھی ہے راہ!

---

۲۶ (۱) یعنی وجود اور آتما کا میل ہونے
(۲) جاہل آدمی خود کو وجود سے الگ نہیں سمجھتا۔ وہ اپنی آتما کو نہیں پہچانتا۔
اس لیے اس کا نظریہ درست نہیں۔ وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔ جیون مکت
کا حال اس کے بالکل برعکس ہے۔ آتم گتی ۔ اعلیٰ منزل ۔

۲۹ جو سمجھے کہ دنیا کی سب ریل پیل
ہے مایا کا کرتب ہے مایا کا کھیل
ہے خود آتما پرسکوں بے عمل
نظر ہے اسی کی نظر بے خلل!

۳۰ جسے آئے کثرت میں وحدت نظر
کہ ہر رنگ میں ہے وہی جلوہ گر
جو وحدت سے کثرت کا سمجھے ظہور
خدا سے ہو واصل وہی بالضرور

۳۱ مکیں تن کے اندر ہے پرماتما
انادی، گنوں سے بری ماورا
عمل سے وہ فارغ ہے کنتی کے لال
عمل سے نہ آلودہ ہو لایزال

۲۹ تا ۳۱- پرماتما پرکرتی سے بالا ہے۔ وہ انادی یعنی بے ابتدا ہے۔ پرکرتی کے گنوں کا اس پر کوئی اثر نہیں۔ وہ پرکرتی (مایا) کا تماشا دیکھتا ہے۔ لیکن اس سے آلودہ نہیں ہوتا۔

۳۲ ہے آکاس دنیا پہ جیسے محیط!
مگر لاشفا کہ ہے وہ لبیط
بدن میں یونہی آتما ہے مکیں
مگر اس سے آلودہ ہوتی نہیں

۳۳ ہو سورج سے جس طرح روشن جہاں
چمک اٹھیں بھارت زمیں آسماں
اسی طرح کھیتوں پہ چھا جائے نور
جو ہو کھیت کے رازداں کا ظہور

۳۴ جو چشم بصیرت سے کرتا ہے غور
کہ کھیت اور ہے رازداں اس کا اور
جو مایا سے دے ہستیوں کو نجات
بلندی میں حاصل کرے وصلِ ذات

کشیتر کشیتر گیہ یوگ نامی تیرھواں ادھیائے ختم ہوا

۳۳، ۳۴ کھیت کا مطلب جود اور کھیت کے رازداں کا مطلب آتما سمجھیے۔

چودھواں ادھیائے

شری بھگوان کا ارشاد

۱ پھر ارجن سے بھگوان بولے کہ سُن

جو گیانوں کا ہے گیان سن اس کے گُن

منی جس کو یہ گیان حاصل ہوا

کمالِ فضیلت سے واصل ہوا

تیرھویں ادھیائے کے ۲۱ ویں شلوک میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح جیو

گُنوں سے آلودہ ہو کر بُری بھلی جونیوں میں جنم لیتی ہے ؎

چودھویں ادھیائے میں پرکرتی (مایا) کے تینوں گُنوں کا بیان ہے۔ مایا تینوں

سے بنی ہے تینوں میں اعتدال ہو تو پرکرتی میں سکون ہوتا ہے جو گن غالب

مایا بھی وہی صورت اختیار کرے گی۔ انسان کی اخلاقی زندگی پر بھی گن

ستو گن کے غلبہ سے اس کے اخلاق بلند ہوں گے رجو گن کے غلبہ سے

حیات میں قوت ہمت کا مظاہرہ کرے گا۔ تمو گن کے غلبے سے وہ

جائیگا۔ مگر تینوں گنوں سے بلند ہو کر وہ اصلی حقیقی ہو جاتا

۲ جو لیتے ہیں اس گیان کا آسرا!

وہ یک رنگ ہو جائیں مجھ سے سدا

جو پیدا ہو دنیا تو آئیں نہ وہ

فنا ہو تو تکلیف پائیں نہ وہ!

۳ شکم ہے میری قدرت کاملہ

جو میں تخم ڈالوں تو ہو حاملہ!

یہی ہے مہا برہم اصل حیات

کہ بھارت اسی سے ہو کل کائنات

۴ کسی پیٹ سے کوئی پائے جنم

ہو ارجن کوئی شکل کوئی شکم!

شکم ہے مہا برہم میں باپ ہوں

کہ بیج اس میں میں ڈالتا آپ ہوں

---

۲ عارف کو عرفاں ہی سے تکمیل و بقا کا درجہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اور واصل بحق ہو کر فنا اور موت کو فتح کر لیتا ہے۔

۳ قدرت کاملہ اور مہا برہم سے مراد عظیم الشان پرکرتی ہے جس سے عالم کا ظہور ہوا ہے لیکن جس طرح مٹی خود بخود برتن کی شکل میں نہیں ہو جاتی۔ اسی طرح فطرت سے عالم کا ظہور خدا کے حکم سے ہوا ہے۔

۵ نمودار مایا سے ہوں تین گن !

ستوگن رجوگن تموگن یہ سن !

جو ہے لافنا روح تن میں مکیں

یہ گن قید کرتے ہیں اس کو وہیں !

۶ ستوگن کی فطرت ہے پاکیزہ نور

نہ عیب اس میں ارجن نہ کوئی قصور

کرے روح کو شوقِ راحت سے قید

کرے روح کو ذوقِ دانش کا صید

۷ رجوگن کی فطرت ہے جذبات کی

ہے سنگت کا شوق اس کی اور تشنگی

یہ ذوقِ عمل کا بچھاتی ہے جال

کرے روح کو قید کنتی کے لال !

---

۵ گن کا ترجمہ صفات کیا جاتا ہے۔ لیکن دراصل گنوں سے مراد فطرت کے عناصر حقیقی ہیں۔ ستوگن۔ صفاتِ علوی جو بلندی کی طرف لیجاتے ہیں۔ رجوگن صفاتِ انفعالی جو دنیا کی طرف لیجاتے ہیں۔
صفات سفلی جو پستی کی طرف لے جاتے ہیں۔

ہر عمل اور راحت کی تلاش، اگر وصالِ الٰہی یا مکتی حاصل نہ ہو تو روح کیلئے ایک قسم کی قید ہے۔

۸ تموگن جہالت کی اولاد ہے!!
کب اس سے مکیں تن کا آزاد ہے
کرے قید دھوکے سے بھارت اسے
کرے خواب غفلت سے غارت اسے

۹ ستوگن کا رہتا ہے سُکھ سے لگاؤ
رجوگن کا شوق عمل سے سبھاؤ!
تموگن کا پردہ پڑے گیان پر
تو غفلت مسلّط ہو انسان پر!

۱۰ ستوگن کا جس وقت بالا ہو دست
رجوگن تموگن رہیں اس سے پست
رجس سے ستوگن تموگن دبے
تمس سے ستوگن رجوگن گھٹے

---

۸ تموگن سے جہالت۔ نیند۔ موہ اور غفلت کا غلبہ ہوتا ہے۔ انسان کے اعمال و افعال عقل کے تابع نہیں رہتے۔ وہ باقی اور فانی میں تمیز نہیں کرتا۔ اس کا ضمیر اس کو ملامت نہیں کرتا اور وہ غافلانہ زندگی بسر کرتا ہے۔

۱۰ رجس۔ رجوگن۔ تمس۔ تموگن۔

۱۱ بدن ہے مکاں اور حواس اس کے در
اگر در ہے روشن تو روشن ہے گھر

اگر گیان کا نور ہو ضوفشاں
ستوگن کے غلبے کا ہے یہ نشاں

۱۲ رجوگن کا غلبہ ہو ارجن اگر
تو ہو جائیں حرص و ہوا زور پر

تمنا ہو جوشش ہو اور پیچ و تاب
رہے شوق کردار میں اضطراب

۱۳ تموگن جب انساں میں ہو زور پر
تو ہو وہ غالب کرو کے پسر!

اندھیرا طبیعت پہ چھا جائے گا
تمو اس کو غافل بنا جائے گا

---

۱۱ ستوگن کا غلبہ انسان نے ہوش [illegible] رہتا ہے، اس کی عقل اس کے خیالات کی پاکیزگی [illegible] اس کے علم و خیال میں [illegible] ہر بات میں غلبہ رہے گا۔

۱۲ رجوگن [illegible] اور حرص و ہوا [illegible] اور دیگر دنیوی [illegible] روحانی ترقی [illegible]

۱۴ ستوگن جو غالب ہو انسان پر
اسی حال میں موت آئے اگر
مکیں تن کا پائے پوتر مقام
وہ سِدھوں کی دنیا میں جائے مدام

۱۵ رجوگن میں انسان اگر جان دے
جنم اہل کردار میں آکے لے
تموگن میں مر کر جو زندوں میں آئے
درندوں پرندوں چرندوں میں آئے

۱۶ جو کرتا ہے انساں ستوگن عمل
تو پاتا ہے پاکیزہ اور نیک پھل
رجوگن عمل سے ملے پیچ و تاب
تموگن عمل میں جہالت کا باب

---

۱۴ سِدھوں کی دنیا۔ وہ بے عیب دنیا جس میں عالمان ننم (مہا) دِسِدھ) آتے ہیں پاک لوگوں کی بہشت ہے۔

۱۶ جہالت کا باب۔ جہالت کا دروازہ جس سے علم و عرفان سے دور کی ہوجاتی اور روح تاریکی میں داخل ہوجاتی ہے۔

۱۷ ستوگن سے عرفاں کا پیدا ہو نور
رجوگن سے حرص و ہوا کا ظہور
تموگن سے دھوکا بھی غفلت بھی ہو
طبیعت پہ غالب جہالت بھی ہو

۱۸ ستوگن سے جائیں سوئے آسماں
رجوگن سے لٹکے رہیں درمیاں
تموگن کا گن ہے جو سب سے رذیل
یہ پستی میں ڈالے یہ کر دے ذلیل

۱۹ جو اہلِ بصیرت ہیں اہلِ نظر!
گنوں کو سمجھتے ہیں جو کارگر!!
تجھے مانتے ہیں گنوں سے بلند
تو واصل مجھی سے ہوں وہ ارجمند

---

۱۹ اہلِ بصیرت - دل کی آنکھیں رکھنے والے ؛

اہلِ نظر - ہوشیار ؛

گنوں سے بلند - گنوں کا تعلق پرکرتی سے ہے پرماتما سے ؛

۲۰ بدن کا ہے تینوں گنوں پر مدار !
مکیں بدن گر کرے ان کو پار !
وہ چکھتا ہے امرت وہ پاتا ہے سُکھ
نہ جینا نہ مرنا نہ پیری نہ دُکھ

ارجن کا سوال

۲۱ پھر ارجن نے پوچھا کہ اے کردگار
وہ انساں جو تینوں سے پار !
چلن کیا ہے اس کا علامات کیا
وہ تینوں گنوں سے ہو کیونکر رہا

شری بھگوان کا ارشاد

۲۰ اس تینوں گنوں والی پرکرتی (فطرت) کا نام مایا ہے۔ جو شخص مایا کے فریب کو چھوڑ کر پار برہم کا گیان حاصل کر لیتا ہے۔ اسے حیاتِ ابدی حاصل ہو جاتی ہے اور وہ جنم مرن کی مصیبت سے نجات (موکش) پا جاتا ہے ؛

۲۲ سُن ارجن! ستو گن سے حاصل ہو نور
یوگن سے قوت، تمس سے فتور!
ہے کامل جسے ان کی چاہت نہیں!
جو ہوں تو اسے ان سے نفرت نہیں

۲۳ جو انساں گنوں سے رہے بے غرض
نہ بے کل ہو ان سے نہ رکھے غرض
جو سمجھے کہ کرتے ہیں گن ہی یہ کام!
رہے پُرسکوں خود میں قائم مدام

۲۴ جو سکھ دُکھ میں یکساں جو ہے مستقل
برابر جسے زر ہو مٹی کہ سِل!
مساوی پسندیدہ و ناپسند
ہوں جس کو نفرت و مدح سے بلند

۲۳ اس شلوک میں اس جیون مکت کامل شخص کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔ جو گنوں سے پار ہو جاتا ہے۔ اس کے نزدیک ان گنوں کا ہونا نہ ہونا برابر ہے:

۲۵ نہ ذلت کی پروا نہ عزت کی بھوک
کرے دوست دشمن سے یکساں سلوک
غرض تیاگ دے مجھ پہ سب کاروبار
سمجھ لو گنوں سے وہ ہوتا ہے پار

۲۶ جو خادم مرا ہی پرستار ہے
جو میری ہی بھگتی میں سرشار ہے
ہو تینوں گنوں سے نہ کیوں پار وہ
ہے وصل خدا کا سزاوار وہ

۲۷ مری ذات ہی برہم کا ہے مقام
ثبات و بقا کا مجھی میں قیام!
میں دین ازل کا بھی ہوں آسرا
مری ذاتِ عالی میں راحت سدا

گن ترے وبھاگ یوگ نامی چودھواں ادھیائے ختم ہوا

۲۷ خدائے بالا و برتر کی شان ملاحظہ ہو کہ ست چت آنند یا برہم جو لافانی اور بے تغیر ہے (اکا) کا مسکن بھی خدا کے لقائی ہی کے لفظوں میں ظاہر کیا گیا ہے یعنی خدا کی عظمت کے متعلق جہاں تک انسان کا ذہن جاتا ہے فی الحقیقت اس سے بھی بالاتر ہے؟

پندرھواں ادھیائے

شری بھگوان نے فرمایا

۱ سن اب ایسے پیپل کا ارجن بیاں
جڑیں جس کی اوپر تلے ڈالیاں!
شجر لافنا جس کے پتے ہیں وید
وہ ہے وید داں پائے جو اس کا بھید

دنیا (سنسار) کو بطور استعارہ ایک پیپل کا درخت بیان کیا گیا ہے ۔

پرانوں میں لکھا ہے اسکی جڑیں برہم ہیں ۔ عقل اس کا تنا ہے جو اس اس کے سوراخ ہیں عناصر اسکی شاخیں ۔ اشیائے محسوس اسکے پتے ۔ دھرم اور ادھرم اس کے پھول سکھ اور دکھ اس کے پھل ہیں ۔

تیرھویں ادھیائے میں روح کا تعلق خدا اور نیچر سے بیان کیا گیا تھا چودھویں میں مادہ اور قوت کے الہی خواص کا ذکر تھا ۔ اور بتایا گیا تھا کہ پرکرتی کے گن او روح کو کیسے مقید کرتے ہیں اور ان سے کیسے نجات حاصل ہو سکتی ہے ۔ پندرھویں ادھیائے میں واضح کیا گیا ہے کہ مادی دنیا اور جیو آتما دونوں خدا کے آسرے ہیں اور اسی پر منحصر ہیں ۔

۲ گنوں سے بڑھیں ڈالیاں لاکلام
ہیں اشیائے محسوس غنچے تمام
جڑیں اس کی انساں کی دنیا تک آئیں
جکڑ کر اسے کرم سے باندھ جائیں

۳ تصور میں شکل اس کی آئے کہاں
نہ اول نہ آخر نہ جبڑ کا نشاں
جڑیں اس کی مضبوط ہیں چار سو
یہ شمشیر تجرید سے کاٹ لو

۴ انھیں کاٹ کر ڈھونڈ پھر وہ مقام
جہاں جاکے تو پھر نہ لوٹے مدام
تو کہہ دو مجھ کو پرمیشور کی اماں
کیا جس نے ہستی کا دریا رواں"

۳۔ تجرید ۔ اسنگ ۔ تعلقات دنیوی سے علیحدگی ۔

۵ فریب و تکبر سے پا کر نجات

ہوس چھوڑ کر جو رہیں محوِ ذات

تعلق نہ سکھ دکھ کے اضداد ہوں

مقامِ ابد پا کے دل شاد ہوں

۶ جلے مہر و مہ کی نہ مشعل وہاں

نہ ہو اس جگہ آگ شعلہ فشاں

مقامِ معلّے مرا ہے وہی

پہنچ کر جہاں سے نہ لوٹے کوئی

۷ - مری آتما ہی کا جزوِ قدیم

بنے روح ہر اہلِ جہاں میں مقیم

جو مایا میں لپٹے ہیں من اور حواس

یہی روح کھینچے انھیں اپنے پاس

---

۷ جیو آتما پرماتما ہی کی ایک کرن ہے پرماتما ناقابلِ تقسیم ہے۔ لیکن ہر جاندار میں اسی کا پرتو کام کر رہا ہے جسے جیو آتما روح کہا جاتا ہے۔ جب روح پرکرتی میں آتی ہے تو وہ من اور حواس اپنے گرد جمع کر کے زندگی کا لطف اٹھانے لگتی ہے اس کی وجہ سے روح خود کو فاعل سمجھنے لگتی ہے۔ لیکن اودیا دور ہونے پر آتما اور پرماتما اور پرماتما میں دوئی نہیں رہتی۔

۸ جہاں ایشور یعنی جیو آتما!
ہو اک تن میں داخل اور اک سے جدا
تو ساتھ اپنے لے جائے من اور حواس
صبا جیسے لے جائے پھولوں کی باس

۹ زباں کان مس آنکھ اور ناک سے
انھیں پانچ اور من کے ادراک سے
یہی روح لذت اڑاتی رہے!
سدا لطف محسوس پاتی رہے!

۱۰ مسافر جو آیا جو آ کر گیا
جو لطف ان گنوں کا اٹھا کر گیا
نہیں اس کو گمراہ پہچانتے
ہیں اہل بصیرت فقط جانتے

---

۸ دل اور حواس روح کے آتے ہی یہ کام شروع کر دیتے اور روح کے جاتے ہی کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ گویا روح کے ساتھ ہی ہوا ہو جاتے ہیں۔

۱۱ جو یوگی ریاضت میں کوشاں رہے
تو وہ بھی اسے روح میں دیکھ لے
وہ مورکھ ہیں کمزور جن کے شعور
کریں لاکھ کوشش نہ پائیں وہ نور

۱۲ یہ سورج کی تابش مرا نور ہے
جہاں جس کے جلووں سے معمور ہے
ہے چاند رخشاں مرے نور سے
تو آتش درخشاں مرے نور سے

۱۳ زمیں میں جو کرتا ہوں خود کو نہاں
تو قوت سے میری ملے قوتِ جہاں
بنوں نورِ مہتاب کی آب میں
تو کرتا ہوں پودوں کو شاداب میں

۱۳ قوت سے مراد ہے خوراک۔ روزی۔ مطلب یہ ہے کہ اناج اور پھلوں میں جو انسان کی زندگی قائم رکھنے کی خاصیت ہے وہ خدا ہی کی قوت ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ پودوں میں رس چاند کی روشنی کی تاثیر سے پیدا ہوتا ہے لیکن چاند کی روشنی اور اس کی یہ تاثیر خدا ہی کی عطا کردہ ہے۔

۱۴ حرارت ہوں میں ہی شکم میں نہاں
میں ہوں جان والوں کے تن میں تواں

درون و برون دم میں آتا ہوں میں
تو چاروں غذائیں پچاتا ہوں میں

۱۵ ہر انسان کے دل میں پنہاں بھی میں
کہ ہوں حافظہ، علم، نسیاں بھی میں!

میں دانا ہوں، روشن ہیں سب مجھ پہ وید
ہے ویدانت مجھ سے میں ویدوں کا بھید

۱۶ جہاں میں ہیں دو طرح کی ہستیاں
ہے فانی کوئی اور کوئی جاوداں

جہاں کی ہے مخلوق فانی تمام
ازل سے جو باقی ہے اس کو دوام

---

۱۴ اصل شلوک میں "ویشی ونار" کا لفظ ہے۔ اس سے مراد وہ آگ ہے جس سے معدہ گرم رہتا ہے۔ "درون برون دم" سے مراد پران اور اپان ہے جن کی مدد سے چاروں قسم کی غذائیں ہضم ہوتی ہیں۔ چاروں غذاؤں سے بعض لوگ چبانے چوسنے چاٹنے اور نگلنے والی غذائیں مراد لیتے ہیں۔

۱۷ وہ پرمیشور ہے وہ پرماتما !!

جو ہے سب پہ چھایا ہوا لافنا !

ہے باقی و فانی سے بالا وہ حق

کہ قائم ہوئے جس سے تینوں طبق

۱۸ جو فانی ہیں ذات ان سے میری بلند

جو باقی ہیں بات ان سے میری بلند

ہے پرشوتم اپنا زمانے میں نام

یہی نام لیں وید داں اور عوام

۱۹ جو پرشوتم اس طرح جانے مجھے !

دل حق نگر سے جو مانے مجھے !

تو بھارت سمجھ باخبر ہے وہی

وہ تن من سے کرتا ہے بھگتی مری

---

۱۷ تینوں طبق مراد تینوں دنیائیں ہیں یعنی عالم علوی، عالم سفلی اور عالم وسطی (زمین و آسمان اور پاتال)

۱۸ پرشوتم (اتم پرش) ہستی اعلیٰ :

۲۰ سکھایا تجھے بھارت اے پاکباز
یہ علموں کا علم اور راز دلا کا راز
جو سمجھے اسے صاحب ہوش ہو
فرائض سے اپنے سبکدوش ہو

پرشوتم یوگ نامی پندرھواں ادھیائے ختم ہوا

۲۰ انسان کا سب سے بڑا فرض علم الٰہی حاصل کرنا ہے جس نے یہ علم حاصل کیا۔ وہ سب فرائض سے سبکدوش ہو گیا۔ تعلیم اخلاق کی بنیاد کن اصولوں پر قائم ہو سکتی ہے؟ بعض فلاسفر کے نزدیک یہ بنیاد محض سماجی زندگی کی تنظیم اور امداد باہمی پر قائم ہونی چاہیئے لیکن یہ نظریہ افراد اور اقوام ذاتی اغراض پر منحصر ہے اور اس کے نتیجہ کے طور پر باہمی مناقشت اور جنگ و جدال ظہور میں آتے ہیں۔ لیکن علما کے مذاہب اخلاق کی بنیاد احکام پر رکھتے ہیں۔ یہی گیتا کا نظریہ ہے۔ مثلاً اگر سب انسانوں کی آتما یکساں ہے تو رنگ اور نسل کی تمیز دور کر کے ہمارے باہمی اعمال مساواتِ انسانی پر قائم ہونے چاہئیں۔ تمام اخلاق کا دار و مدار مادہ، روح اور خدا کی حقیقت سمجھنے پر ہے۔ تن اور من کی دنیا کا حاکم پرشوتم ہے۔ اور یہی دھرم کا بنیادی اصول ہے اسی کا عرفان فلسفہ کا منتہائے نظر ہے اور

سولھواں ادھیائے

شری بھگوان نے فرمایا

: سن ارجن ہیں کیا دیوتائی صفات
دلیری و علم و عمل میں ثبات!
سخا، ضبط، یگ، دل کی پاکیزگی
تلاوت، ریاضت، سلامت روی

سولھویں ادھیائے میں پہلے دو قسم کے افراد کے خصائل بیان کئے گئے ہیں۔ اول وہ جو فرشتہ خصائل ہیں اور فطرت سے ان کی طبیعت میں خوبیاں موجود ہیں یا اچھے لوگوں کی صحبت اور تعلیم سے وہ اپنی طبیعت کو سدھار لیتے ہیں۔ دوسرے وہ جو رذیل خصائل اور شیطانی خصلت کے لوگ ہیں:

پہلے تین شلوکوں میں وہ ملکوتی صفات (دیوی سمپدا) بیان کئے گئے ہیں۔ جو انسان کو نجات کی طرف لیجاتے ہیں۔ (۱) بےخوفی (۲) دل کی پاکیزگی (۳) گیان اور یوگ میں مستقل (۴) خیرات (۵) حواس پر ضبط (۶) یگیہ (قربانی) (۷) شاستروں کا مطالعہ (۸) ریاضت (۹) سلامت روی (۱۰) اہنسا۔ خیالات، الفاظ یا افعال سے کسی کو ایذا نہ دینا (۱۱) صداقت سچائی:

---

۲ اہنسا - صداقت - کرم - ترکِ عیش
نہ فطرت کا چنچل پنا اور نہ طیش
دِل بے ہوس، پُرسکوں، طبع نرم
نہ دِل تنگ ہونا، نگاہوں میں شرم

۳ صبوری صفا، زور، عفوِ خطا!
حد سے تکبّر سے رہنا جدا
جب اِن نیک وصفوں پہ مائل ہے وہ
تو انساں فرشتہ خصائل ہے وہ

---

۲ و ۳ ان شلوکوں میں ۲۶ مزید دَیوی صفات بیان کیے گئے ہیں۔
(۲) اکرودھ - غصّہ اور طیش نہ ہونا۔
(۳) تیاگ - لذات اور کاموں کے پھل چھوڑ دینا - اور اپنے کرتاپن کا خیال ترک کر دینا۔
(۴) شانتی - طبیعت میں قرار و سکون ہونا۔
(۵) تنگدل نہ ہونا۔
(۶) دَیا - لطف و کرم۔
(۷) ہوس و ترغیب و طمع نہ ہونا۔
(۸) نرمی۔
(۹) شرم و حیا۔
(۱۰) چنچل پن سے رکنا
(۱۱) تیج - زور و طاقت
(۱۲) سب قصور معاف کر دینا۔
(۲۳) دھرتی مصیبتوں پر صبر اور ضبط۔
(۲۴) دل کی صفائی۔
(۲۵) ورودھ - حسد نہ کرنا۔
(۲۶) تکبّر اور غرور نہ کرنا۔

۴ دورنگی، غرور و نمائش غضب
سخن تلخ باتیں جہالت کی سب !!
انہی سے اس انساں کی پہچان ہے
سدا سے جو فطرت کا شیطان ہے

۵ ہیں نیکو خصائل رہائی پسند !
شیاطین کی خصلت سے ہو قید و بند
تجھے رنج و غم کیا ہے پانڈو کے لال
کہ فطرت سے تو ہے فرشتہ خصال

۶ زمانے میں جتنے بھی انساں ہوئے
فرشتے کوئی کوئی شیطان ہوئے !
سنا ہے مفصل فرشتوں کا حال
جو شیطاں ہیں سن ان کا اب حال چال

---

۴ اس بند میں آسری یعنی شیطان صفات کا ذکر ہے۔
(۱) منافقت۔ دورنگی۔ (۴) غضب یعنی غصہ۔
(۲) غرور۔ (۵) درشت کلامی۔
(۳) خود پسندی (۶) اگیان۔ جہالت۔

۷ خباثت کے پتلے، انہیں کیا تمیز
یہ کرنے کی ہے وہ نہ کرنے کی چیز
نہ ست ان کے اندر نہ پاکیزہ ہیں
ستھرا ہے شائستگی سے چلن!

۸ وہ کہتے ہیں جھوٹا ہے سنسار سب
نہ اس کی ہے بنیاد کوئی نہ رب
کریں مرد و زن مل کے جب مستیاں
انہی مستیوں سے ہیں سب ہستیاں

---

۷ جن لوگوں کی فطرتِ شیطانی ہوتی ہے۔ وہ امر اور نہی کی شناخت نہیں کرتے۔ ان کے اندر سچائی اور پاکیزگی نہیں رہتی اور اسی لئے ان کا چلن بہت ذلیل رہتا ہے۔

۸ یہ دہریوں اور منکرانِ خدا کے خیالات ہیں ان کے نزدیک کوئی خدا نہیں۔ وہ دنیا کو بے بنیاد تصور کرتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں یہ دنیا ذروں کے میل سے پیدا ہوئی ہے اور ذروں کا میل باہمی کشش سے ہے۔ جس کو ایک قسم کی مستی سمجھنا چاہیئے۔

بعض شارحین کے نزدیک اس شلوک کا آخری حصہ یوں ہونا چاہیئے:

"باہم میل ہو جب بڑھیں مستیاں انہی مستیوں سے ہوں سب ہستیاں"

۹ جو ہیں ان خیالوں کے بد کُن بشر
وہ خونخوار بے روح کوتہ نظر
عدو ہیں کہ دنیا میں آتے رہیں
جہاں میں تباہی مچاتے رہیں!

۱۰ تکبر ریا اور بناوٹ سے کام
وہ تسکیں نہ پائیں ہوس کے غلام
وہ کھائیں فریبِ خیالاتِ بد
بدی میں دکھائیں سدا شدومد

۱۱ غم بے حساب ان کو دن ہو کہ رات
ملے فکرِ دنیا سے مر کر نجات
ہے مقصود ان کا ہوس رانیاں
ہیں مدِ نظر عیش سامانیاں

۹ بے روح جنکی آتما نشٹ ہو چکی ہے ؛ کوتہ نظر جنکی نظر تنگ ہے۔ وہ صرف اپنے جسم ہی کو اپنی کل کائنات سمجھتے ہیں ؛ عدو۔ دشمن ؛

۱۱ مدِ نظر۔ وہ اپنا مدعا کے زندگی اور منزل مقصود صرف عیش اور ہوس رانی کو سمجھتے ہیں ؛

۱۲ امیدوں کے پھندوں میں اٹکے ہوئے
غضب اور شہوت میں لٹکے ہوئے
بدی سے وہ دولت کماتے رہیں
جو عیش و طرب میں گنواتے رہیں

۱۳ وہ کہتا ہے آج ایک پائی مراد!
تو کل دوسری ہاتھ آئی مراد
یہ دولت مری ہے یہ دھن ہے مرا
مرے پاس ہی یہ رہیں گے سدا

۱۴ کیا ایک دشمن کو میں نے ہلاک!
کروں گا میں اوروں کو اب زیرِ خاک
سکھی ہوں قوی حاکم پُر جلال
مزے لے رہا ہوں کہ ہوں باکمال

---

۱۲ ایسے آدمی سو سو طرح کی امیدیں اٹھائے پھرتے ہیں طبیعت کے غصیل اور شہوت پرست ہوتے ہیں۔ ان کا کام دھوکے اور فریب سے روپیہ کمانا اور عیش و عشرت میں تباہ کرنا ہے۔

۱۵ میں دھنواں میرا گھرانا شریف!

بھلا کون ہوتا ہے میرا حریف!

میں لوں گا مزے یگ سے اور دان

یُہیں کہائے دھوکا وہ اگیان سے

۱۶ خیالوں کے پھندوں میں جکڑے ہوئے

توہم کے جالوں میں پکڑے ہوئے

تعیش سے جی کو لگاتے ہیں وہ!

تو ناپاک دوزخ میں جاتے ہیں وہ

۱۷ وہ مغرور ضدّی ہیں اور خود پرست

وہ دولت کے نشے میں رہتے ہیں مست

جو کرتے ہیں یگ بھی تو بہر نمود

نہیں پائے بند رسوم و قیود

---

۱۵ دھن وان - دولت والا ؛ شریف - ہاں کیوں نہ ہو" اگر اشرفی ہے تو اشراف ہے ؛ حریف ؛ مدمقابل ؛ وہ سمجھتا ہے کہ یگیہ اور دان اسکی نجات کیلیے کافی ہیں خواہ وہ کیسے ہی برے اعمال کرے ؛ اُن کے یگیہ اور دان بھی نام و نمود کے لیے ہوتے ہیں ؛

۱۸ وہ گستاخ پُر کینہ و پُر غرور
خودی ہستی و طیش و طاقت میں چُور

میں خود ان کے تن میں ہوں یا غیر کے
نہ خیر اُن سے پہنچے سوا بیر کے

۱۹ یہ حاسد کمینے جفاکار لوگ
یہ ذلّت کے پُتلے یہ خونخوار لوگ

نہ ذلّت سے ان کو نکالوں گا میں
شکم میں شیاطیں کے ڈالوں گا میں

۲۰ شکم میں شیاطیں کے ہو کر مکیں
یہ بھٹکے ہوئے مجھ تک آتے نہیں

یہ ارجن جنم پر جنم پائیں گے!
یہ گرتے ہی گرتے چلے جائیں گے

۱۸: ایشور اِن کے اپنے جسم میں موجود ہے اور دوسروں کے جسم میں بھی وہ یکساں حاضر و ناظر ہے۔ یہ شیطان صفات کے لوگ اس بات کو بھولے ہوئے ہیں۔ اور مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ ان کو اپنے جسم میں میری موجودگی کا کچھ پاس نہیں تا کہ وہ اچھے اعمال کریں۔ نہ وہ دوسروں کے جسم میں میری موجودگی سمجھ کر ان سے اچھے سلوک کرتے ہیں:

۲۱ جہنم کے ہیں تین در لا کلام !!
طمع شہوت اور غصہ جن کے ہیں نام
انھیں چھوڑ۔ ان میں نہ جانا کہیں
نہ ہستی کو اپنی مٹانا کہیں !

۲۲ تموگن کو جاتے ہیں یہ تین در !
جو ان سے بچے وہ رہے بے خطر
ملے اس کو آنند کُنتی کے لال
اسی کو میسر ہو اوجِ کمال !

۲۳ جو انساں چلے شاستر کے خلاف
ہوس کے ہو تابع، کرے انحراف
ملے اس کو راحت نہ اوجِ کمال
رہے دور اس سے مقامِ وصال

۲۱ کام کرودھ اور لوبھ سے انسان جہنم کو جاتا ہے ؛
۲۳ انحراف - منہ پھیر لینا - احکام کو نہ ماننا ؛

۲۴ فقط شاستر کو بنا رہنما !!
کہ کرنا ہے کیا اور نہ کرنا ہے کیا
بس اب دھرم پر دل دیئے جا مدام
عمل شاستر پر کئے جا مدام

دیو اسر سمپت یوگ نامی سولھواں ادھیائے ختم ہوا

۲۴ شاستروں سے یہ سیکھنے کی ضرورت ہے کہ امر مینی قابل عمل کام کیا ہے اور نہی کیا ہے۔ یعنی کس کام سے انسان کو رکے رہنا چاہیئے۔

سولھویں ادھیائے میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان دو قسم کے ہیں ایک وہ جو فرشتہ خصلت ہیں اور دوسرے وہ جو شیطان سیرت ہیں۔ فرشتہ فضائل انسان خود بخود نیکی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ اور شیطان سیرت بدی کی طرف۔ دونوں قسم کے انسانوں کے خصائل بیان کرنے کے بعد بتایا گیا ہے کہ شیطان سیرت انسان کس طرح امر و نہی جائز و ناجائز سے قطع نظر کرکے ہوا و ہوس کے شکار بنے رہتے ہیں۔ اسی واسطے آخری دو شلوکوں میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ انسان کو شاستروں کے احکام مذہبی کے خلاف نہ جانا چاہیئے بلکہ ان کے مطابق عمل پیرا ہو کر نجات کی راہ اختیار کرنی چاہیئے۔

سترھواں ادھیائے

ارجن کا سوال

۱۔ جو یگ کرنے والے ہیں اہل یقیں
مگر شاستر پر جو چلتے نہیں
تو فرمایئے وہ ستوگن پہ ہیں
کہ عامل رجو گن تموگن پہ ہیں

۱۔ ارجن پوچھتا ہے کہ جو لوگ شاستروں کے مقرر کردہ اصول و قوائد چھوڑ کر شردھا کے ساتھ مذہبی زندگی بسر کرتے ہیں۔ انکے متعلق کیا حکم ہے؟ پچھلے ادھیائے کے آخر میں شاستروں کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے پر زور دیا گیا ہے۔ لیکن دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو شاستروں اور تعلیمات مذہبی کے کاربند ہونے پر بھی زور اعتقاد سے نیک زندگی بسر کرتے ہیں۔ آپ بھگوان شری کرشن یگیہ یعنی زندگی اور عبادت کو تین طرح کی زندگی بتاتے ہیں۔ ایک جسمیں ستگن کا غلبہ دوسری جس میں رجگن کا غلبہ ہو۔ ان کی تشریح آئندہ شلوکوں میں ملاحظہ ہو۔

۲ کہا شری کرشن بھگوان نے یہ سوال!

مطابق ہے فطرت کے ایماں کا حال

کہ ایماں کے اندر بھی ہیں تین گن

ستوگن رجوگن تموگن تو سن

۳ کہ جو جس کی فطرت کا آہنگ ہے

وہی اس کے ایماں کا بھی رنگ ہے

کہ انساں خود ایماں کی تفسیر ہے

عقیدہ ہی انساں کی تصویر ہے

۴ ستوگن تو پوجیں گے دیوؤں کو بس

رجوگن مگر یکش اور راکشس

تموگن کے بندے ہیں سب سے الگ

کہ وہ بھوت پریتوں کو دیتے ہیں یگ

۲، ۳۔ ان شلوکوں میں ایمان کا لفظ شردھا کے لئے استعمال کیا گیا ہے ایمان بھی تین قسم کا بتایا گیا ہے۔ جیسی جس کی فطرت ہوگی۔ ویسا اس کا ایمان ہوگا۔ جیسا ایمان ہوگا۔ ویسا ہی وہ انسان ہوگا۔

۴۔ ہر انسان جیسی اس کی فطرت ہوتی ہے۔ ویسی ہی پوجا کرتا ہے۔

۵ جو تپ ہیں اُٹھاتے ہیں رنج و تعب!
اُلٹ شاستر کے کریں کام سب!
وہ مکار خود بیں ہیں اور سخت کوش
بھری ان میں ہے قوتِ حرص و جوش

۶ کریں وہ دُکھی پانچ تت کا بدن
مجھے بھی جو اس تن میں ہوں خیمہ زن
بظاہر تو ہر چند انساں ہیں وہ
جو عزم اُن کا دیکھو تو شیطاں ہیں وہ

۷ غذا جس کے شائق ہیں سب آدمی
کریں فرق اس میں یہی تین گن!!
یہی گن اُسی طرح دیں گے بدل
عبادت، ریاضت سخاوت کے پھل

---

۵ بعض لوگ دوسروں کو مرعوب کرنے دکھاوے اور طلب زر کیلئے کئی یا فاقہ کرتے ہیں اور اپنے جسم کو طرح طرح کی اذیت دیتے ہیں اس کی مذمت کی گئی ہے وہ نہ فقط اپنے آپ کو تکلیف دیتے ہیں بلکہ اپنی روح کو بھی دُکھ پہنچاتے ہیں۔

۷۔ اس شلوک اور آئندہ شلوکوں میں بتایا گیا ہے کہ تینوں قسم کے لوگوں کی خوراک ریاضت، دان اور یگ کیسے ہوتے ہیں۔ (تپ) عبادت سے مراد یگیہ ہے۔

۸ غذا جس سے صحت ہو اور زندگی
بڑھے زور و طاقت خوشی خرمی
مقوی ہو پر روغن اور خوشگوار
ستوگن کے شائق کو ہے اس سے پیار
۹ سلونی ہو کھٹی کہ کڑوی غذا
چلی، چٹ پٹی گرم یا بے مزا
غذا ایسی کھائیں رجوگن کے لوگ
انہیں رنج ہو دکھ ہو یا تن کا روگ
۱۰ جو باسی ہو بودار گندی غذا
ہو بد ذائقہ یا ہو جھوٹی غذا
یہ کھانا تموگن کے بندوں کا ہے
کہ کھانا جو گندہ ہے گندوں کا ہے

۸ تا ۱۰ ان تینوں شلوکوں میں تینوں قسم کی غذا کا ذکر ہے۔ پاک، سادہ اور قدرتی غذا ستوگن بڑھاتی ہے۔ چٹ پٹی اور مصالحہ دار اور کھٹی ہوئی غذا رجوگن بڑھائیگی۔ اور گندی غذا تو بلا شک و شبہ تموگن ہی کا حصہ ہے۔

۱۱ وہی ہے ستوگن کا یگ بالضرور

نہ ہو پھل کی خواہش کا جس میں فتور

عمل شاستر کی رعایت سے ہو

عبادت عبادت کی نیت سے ہو!

۱۲ اگر یگ کیا پھل کی خواہش کے ساتھ

خیالِ نمود و نمائش کے ساتھ

تو ارجن نہیں یہ ستوگن کا یگ

رجوگن کا ہے یہ رجوگن کا یگ

۱۳ جو کرتے ہیں یگ شاستر کے خلاف

نہ ان دان جس میں نہ منتر ہو صاف

نہ ہو دکھشنا اور نہ ذوقِ یقیں

تموگن کے یگ کے سوا کچھ نہیں

ت ۱۱، ۱۳۔ ان شلوکوں میں تینوں قسم کے یگیہ کا ذکر ہے۔ یگیہ یعنی نذر و نیاز بطریق عبادت کے لیئے لازم ہے کہ (۱) اس سے فائدے اور پھل کی خواہش نہ ہو۔
(۲) اس میں نمائش نہ ہو۔
(۳) شاستر کے احکام کے مطابق کیا جائے۔ ورنہ وہ یگیہ بیکار ہوگا۔

۱۴ جو پوجا کرے دیوتاؤں کی تو!
برہمن ہوں عالم ہوں یا ہوں گرو
اہنسا، تجرد، صفا، راستی
یہ اس کی ریاضت ہے جسم کی !!

۱۵ سخن وہ جو سچا ہو اور بے خروش
مفید خلائق ہو فردوس گوش
مقدس کتب کی تلاوت مدام
زباں کی ریاضت اسی کا ہے نام

۱۶ سکون دل میں ہو لب پہ خاموشی
طبیعت، خیالوں میں پاکیزگی
ہے نفس پر ضبط اور دل ہو رام
اسی شئے کا من کی ریاضت ہے نام

---

۱۴ تا ۱۶ ان شلوکوں میں تین قسم کی ریاضت کا ذکر ہے۔ [illegible] تبلائے گئے ہیں۔ یعنی بدن کی ریاضت۔ زبان کی ریاضت اور [illegible] کی ریاضت کیلئے ضروری باتیں سب بیان کی گئی ہیں؛

۱۵ فردوس گوش۔ جو کانوں کو اچھا معلوم ہو؛

۱۷ جو یکدل یقیں سے عبادت کریں!
وہ تن من زباں سے ریاضت کریں
نہ ہو پھل کی خواہش پہ آمادگی!
ستوگن ریاضت یہی ہے یہی!

۱۸ ریاضت دکھاوے کی گر جی کو بھائے
کہ لوگوں میں عزت ہو پوجا کرائے
ریاضت وہ چنچل ہے ناپائدار
کر اس کو رجوگن ریاضت شمار!

۱۹ وہ تپ جس میں ضدی اٹھاتا ہے کشٹ
وہ تپ جس کا مقصد ہو اوروں کا نشٹ
جہالت کا تپ اس کو گردان تو
تموگن ریاضت اسے جان تو

---

۱۷ تا ۱۹ ان شلوکوں میں ریاضت کے تینوں اقسام بیان کیے گئے ہیں۔

۱۹ بعض لوگ ایسے جپ تپ کرتے کراتے ہیں جن سے دوسروں کو اذیت پہنچے (جیسے جادو۔ ٹونا وغیرہ) یہ تموگن ریاضت ہے اور قابل نفرت ہے۔

۲۰ اسے جان کر فرض خیرات دیں!
جو حقدار ہو، جس سے خدمت نہ لیں
مناسب ہو وقت اور ہو موزوں مقام
ستوگن سخاوت اسی کا ہے نام!

۲۱ ہو احسان سے بدلے کی خواہش اگر
سخاوت میں پھل پہ لگی ہو نظر
اگر بیدلی سے کوئی دان دے
رجوگن سخاوت اسے جان لے

۲۲ اگر نامناسب ہے وقت اور مقام
اسے دان دیں جس کو دنیا حرام
جو لے اس کی ذلت کریں دل دکھائیں
تموگن سخاوت اسی کو بتائیں!

---

۲۰ تا ۲۲ شلوکوں میں تین قسم کی سخاوت کا ذکر کیا گیا ہے:
ستوگن طبیعت والے جب دان دیتے ہیں محض رضائے الٰہی کیلئے دیتے ہیں۔ مناسب آدمی کو دیتے ہیں۔ مناسب جگہ دیتے ہیں۔ دان کے بعد احسان نہیں جتاتے۔ یا نہ جس کو دان دیں اس سے کوئی خدمت لیتے ہیں۔ ورنہ سخاوت نہیں رہتی۔

۲۳ جو ہے اوم تت سّت مقدس کلام
سگونہ ہے یہ برھم کا پاک نام
انہی سے برہمن ہوئے آشکار
انہی سے ہوئے یگیہ اور وید چار

۲۴ عبادت، سخاوت، ریاضت کے کام
موافق جو ہیں شاستر کے تمام
وہ سب برہم دال مردم پارسا
ہمیشہ کریں اوم سے ابتدا

۲۵ جہاں میں ہے مطلوب جس کو نجات
ثمر سے نہیں کچھ اسے التفات
عبادت، ریاضت سخاوت کرے
مگر حرف تت پہلے منہ سے کہے

۲۳ اور اس کے بعد کے شلوکوں میں "اوم تت سّت" کے مقدس الفاظ کا مطلب اور ان کے استعمال کا ذکر ہے۔ بیان کیا گیا کہ یہ تینوں الفاظ خدا ہی کے نام ہیں۔ خدا کے پرست، ہر نیک کام کو شروع کرتے وقت یہ نام لیتے ہیں۔

۲۵۔ تت سے مراد ہے۔ "یہ سب کچھ پرماتما ہے"۔ ایسا سمجھ کر عبادت ریاضت سخاوت کرے۔

۲۶ حقیقت یہی ہے حقیقت ہے ست !
صداقت یہی ہے صداقت ہے ست
کہ دنیا میں جو بھی بھلا کام ہے
سُن ارجن کہ اس کا بھی ست نام ہے

۲۷ یہی ست سمجھ اُس عقیدت کو جو !
عبادت، ریاضت، سخاوت میں ہو
کریں "اس" (خدا) کے لئے جو بھی کام
تو اُس کام کا بھی یہی ست ہے نام !

۲۸ ہون دان میں ہو عقیدت نہ شوق
ریاضت میں ایماں، عمل میں نہ ذوق
ان افعال کا پھر اسَت نام ہے
یہاں ہے نہ ان کا وہاں کام ہے

شردھاترے وبھاگ یوگ نامی سترھواں ادھیائے ختم ہوا

اپنشدوں کے مطابق "اوم" کو اسم اعظم سمجھا گیا ہے :
اتت سے مراد ہے وہ "یاھُو" (باصلاح صوفیائے کرام) "ست" سے مراد حق :

اٹھارھواں ادھیائے

ارجن نے کہا

رشی کیش فرمایئے اب ذرا!
ہے سنیاس اور تیاگ میں فرق کیا
قوی دست، کیشی کے قاتل مجھے
اصول ان کے کیا ہیں بتا دیجیے!

اٹھارھویں ادھیائے میں ہمیں سکھایا گیا ہے کہ اپنے تمام کاموں کو خدا ہی کے کام سمجھکر سرانجام دیں اور جہاں تک ممکن ہو اپنی زندگی میں ستگن صفات پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اپنی تمام زندگی کو مسلسل قربانی (یگیہ) سمجھ کر بسر کریں۔ اور شاستروں کے اصول پر کاربند ہوں:

(۱) کیشی کا قاتل یہ کیشی ایک اسر (شیطان) ہے جسے سری کرشن نے قتل کیا تھا۔ ارجن چاہتا ہے کہ شری کرشن اس کی جہالت کے سبب کیشی کو بھی فنا کردیں:

۲ یہ کہتے ہیں دانا کہ خواہش کے کام

انہیں چھوڑنے کا ہے سنیاس نام

مگر تیاگ ہیں ہو نہ ترکِ عمل!

کریں سب عمل چھوڑ کر اس کے پھل

۳ کئی مردِ دانا کہیں چھوڑ کام!

کہ کرموں میں پنہاں ضرر ہے مدام

کئی یوں کہیں یہ سعادت نہ جائے

عبادت سخاوت ریاضت نہ جائے

۴ مگر مجھ سے کہا بات کے سرد اوش

مرا قول میرے پرستار سن

کہ اس تیاگ کے بھی ہیں اقسام تین

گنوں سے ہوئے اس کے بھی نام تین

---

۲ انسانی افعال دو قسم کے ہیں:
(۱) اضطراری۔ جیسے سانس لینا، دوران خون، غذا کا انہضام، آنکھ کا جھپکنا وغیرہ۔
(۲) اختیاری افعال جنہیں سائنس کے الادے کو دخل ہے۔ اضطراری افعال سے چھٹکارا ناممکن ہے۔ اختیاری افعال ترک کردینا اسی کا نام داناؤں نے سنیاس رکھا ہے۔ تیاگ اب

(باقی اگلے صفحے پر)

۵ تو یگ اور سخاوت، ریاضت نہ چھوڑ
یہ تینوں ہیں عین سعادت نہ چھوڑ!
کہ یگ اور سخاوت ریاضت کے کام
کریں پاک دانا کے دل کو مدام

۶ یہی فیصلہ میرے نزدیک ہے
یہی رائے پختہ ہے اور ٹھیک ہے
کہ یگ اور سخاوت ریاضت بھی کر
تعلق رکھ ان سے نہ فکر ثمر

۷ کہ جو کام سر پر پڑے فرض ہے
نہ چھوڑ اس کو یہ فرض اک قرض ہے
یہ ترک اک فریب جہالت سمجھ
یہ تیاگ اک تموگن کی صورت سمجھ

کہ انسان اختیاری افعال نہ چھوڑے بلکہ اپنے فرائض ادا کرتا رہے لیکن ان کے پھل تیاگ دے یعنی جو کام کرے بے غرض اور بے تعلق ہو کر کرے۔ اور ان سے کسی فائدے کی اُمید نہ رکھے شری کرشن عمل کو جاری رکھتے ہوئے تیاگ پسند کرتے ہیں یعنی۔ کام کئے جاؤ اور اس سے پھل کی توقع نہ رکھو بلکہ یہ خیال بھی ترک کر دو کہ ''میں کر رہا ہوں'' ؛

۸ وہ بزدل جو تکلیف کے خوف سے
جو کرنے کا ہے کام اسے تیاگ دے
سمجھ لے رجوگن وہ ترکِ عمل
نہ حاصل ہو اس تیاگ سے کوئی پھل

۹ کرے فرض کو فرض اگر جان کر
تعلق ہو اس سے نہ فکرِ ثمر
جو اصلی ہے ارجن یہی تیاگ ہے
کہ عین ستوگن یہی تیاگ ہے

۱۰ جو تیاگی ستوگن ہے اور ہوشیار
سلوک اپنے کر دے وہ سب تاؤ بار
جو ہو کارِ ناخوش تو ناخوش نہ ہو
اگر کارِ خوش ہو خدا خوش نہ ہو

۹، ۱۰ وہی تیاگ اور ترک قابل تعریف ہے جس میں انسان اپنا فرض بجا لائے ہے۔ لیکن فرض کو فرض جان کر پورا کرے۔ اس کے نتائج اور توقعات سے بے پروا فرض پسندیدہ ہو یا ناپسندیدہ اسکی بجا آوری میں کوتاہی نہ کرے۔

۱۱ کہ دنیا میں جتنے ہیں تن کے مکیں !

کریں ترک سب کام ممکن نہیں

ہے تیاگی وہی تارک یا عمل !

عمل جو کرے چھوڑ کر ان کے پھل

۱۲ جو تیاگی نہیں جب وہ دنیا سے جائیں

تو مر کر وہ پھل تین صورت سے پائیں

برے یا بھلے یا مرکب ثمر !

جو تارک ہیں بچ جائیں ان سے مگر

۱۳ زبردست ارجن سمجھ مجھ سے اب

کہ ہر کام کے پانچ ہوں گے سبب

ہو پانچوں سے تکمیل ہر ایک کام کی

کہے سانکھ کا فلسفہ بھی یہی !

---

۱۲ اگر عمل ان کے پھل کی غرض سے کئے جائیں تو ان کا پھل ضرور ملیگا۔ تناسخ کے عقیدے کے متعلق اچھے عمل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عامل دیوتاؤں میں جنم لیگا۔ برے عمل کی وجہ سے حیوانوں یا نباتات میں پیدا ہوگا۔ مرکب عمل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ پھر انسان کی جون میں آکر اپنا چکر جاری رکھے گا ؎

۱۴ سبب اوّلیں ہے عمل کا مقام
دوم عامل اس کا پھر اعضا تمام
چہارم سبب سعی و تدبیر ہے
تو پنجم سبب دستِ تقدیر ہے

۱۵ کوئی کام انساں جتن سے کرے
زباں سے کہ تن سے کہ من سے کرے
روا کام یا ناروا کام ہو!
انہی پانچ سے وہ سر انجام ہوا

۱۶ قرینِ خرد پھر نہیں اس کی بات
جو سمجھے ہے عامل فقط اس کی ذات
حقیقت میں ہے وہ حقیقت سے دور
وہ مورکھ ہے دانش میں جس کی فتور

---

۱۴ (۱۶) کسی کام کو عامل (فاعل) متذکرہ بالا پانچ اسباب میں سے ایک سبب ہے۔ اگر باقی چار سبب موجود نہ ہوں تو فاعل کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اس لئے اپنی ذات کو فاعل سمجھ کر نتائج کا متوقع ہونا اور کامیابی یا ناکامیابی اپنی طرف منسوب کرنا غلط ہے ؛
عمل کا مقام :— وجود ؛

۱۷ وہ انساں جو دل میں نہ رکھے خودی
نہیں جس کی دانش میں آلودگی !!
نہیں اس کو کرموں کے بندھن سے کام
وہ قاتل نہیں گو کرے قتلِ عام

۱۸ عمل کے محرک ہیں مفہوم تین !
وہ ہیں عالم و علم و معلوم تین !
وہ اجزا ہے جن پر عمل کا مدار
ہیں کارندہ و کار و آلاتِ کار

۱۹ جو گُن شاستر سے کرے تو نظر
عمل، عامل اور گیان کے راز پر !
تو جس طرح دنیا میں گُن تین ہیں
یہیں اس کے اقسام سُن تین ہیں !

---

۱۷ (۴) جو شخص خودی کو دور کر چکا ہے اور جسے یقین کامل ہے کہ جو کام ہو رہا ہے خدا ہی کر رہا ہے۔ اور وہ خود محض قدرت کا آلہ کار ہے۔ وہ فرض کو فرض سمجھکر بجالاتا ہے۔ خواہ وہ پسندیدہ ہو یا ناپسندیدہ وہ کاموں کے ثمر سے بے نیاز ہے اور ایسی صورت میں اس پر کوئی گرفت نہیں۔

۲۰ نظر آئے جس گیان سے برملا!
ہر اک میں وہی ہستی لافنا
جو کثرت میں وحدت کی پہچان ہے
تو عین ستوگن یہی گیان ہے!

۲۱ نظر آئے کثرت میں کثرت اگر
کہ سب ہستیاں ہیں جدا سربسر
جو کثرت میں وحدت سے انجان ہے
رجوگن اس انسان کا گیان ہے

۲۲ اگر جزو میں دل لگانے لگے
اسی جزو کو کل بتانے لگے
تو دانشں ہے کوتہ نظر تنگ ہے
تموگن اسی گیان کا رنگ ہے

---

۲۰ تا ۲۲ شلوکوں میں تین قسم کے گیان (عرفان) کا ذکر ہے۔ عالم کی کثرت میں وحدت کی شناخت کرنا ہی اصل گیان ہے۔

۲۳ عمل وہ جو لازم ہے اور بے لگاؤ
نہ رغبت نہ نفرت کا جس میں سبھاؤ
نہ ہو پھل کی خواہش کا جس میں خلل
یہی ہے یہی ہے ستوگن عمل!

۲۴ مگر وہ عمل جس میں پھل کا ہو شوق
رہے لذّت و کامرانی کا ذوق!
خودی کی نمائش ہو اور دوڑ دھوپ
یہ سمجھو عمل کا رجوگن ہے روپ

۲۵ فریبِ نظر سے کریں کام اگر
نہ ہو فکرِ امکان و انجام اگر
نہ ہو جس میں ایذا و نقصان پہ غور
تموگن عمل کے یہی بس ہیں طور

---

۲۳ تا ۲۵ شلوکوں میں تینوں اقسام کے عمل کا ذکر ہے۔ اچھے متوسط اور بُرے اعمال کی شناخت صاف صاف بیان کی گئی ہے۔ بہترین عمل وہی ہے جو رضائے الٰہی کے لیے کیا گیا۔ اور جس میں جزا اور ثواب کا خیال تک نہ آئے۔

۲۶ تعلق سے بالا خودی سے بری !
ارادے کا مضبوط دل کا قوی !
برابر ہیں جس کے لئے ہار جیت !
وہ عامل ستوگن کا رکھتا ریت

۲۷ جو طالب ہے پھل کا ہوس ناک ہے
جو لوبھی ہے ظالم ہے ناپاک ہے
خوشی سے جو خوش ہو جو غم سے ملول
وہ عامل رجوگن کے برتے اصول

۲۸ جو چنچل کمینہ ہے ضدی کرخت
نہیں کام کرنے میں چالاک جست
فریبی شریر اور مغموم ہے
وہ عامل تموگن سے موسوم ہے

---

۲۶ تا ۲۸ شلوکوں میں عاملی یعنی کام کرنے والے کے خواص بیان کئے گئے ہیں۔ بہترین کام کرنے والا خودی سے بلند ارادے کا پختہ اور دل کا مضبوط ہوتا ہے۔ اسے ہار جیت کی مطلق پروا نہیں ہوتی۔ وہ فرض سمجھکر کرتا ہے۔

۲۹ عیاں عقل انسان میں کیوں تین گن !
بتاتا ہوں ارجن تو مجھ سے سن

ہیں گن عزم دل کے بھی تینوں یہی
بہ تفصیل سن مجھ سے لے آگہی !

۳۰ ہوں ترک و عمل خیر ہو تو ہو شر
نجات و اسیری دلیری کہ ڈر

جو فرق و تمیز ان میں سمجھائے گی
ستوگن وہی عقل کہلائے گی :

۳۱ بتائے نہ جو صاف دھرم اور ادھرم
روا کون ہے نا روا کون کرم !

تو ارجن نہیں ہے ستوگن وہ عقل
ہے اپنے گنوں سے رجوگن وہ عقل

---

۳۰ تا ۳۲ شلوکوں میں عقل کے تینوں اقسام بیان کئے گئے ہیں۔ بہترین عقل وہ ہے جو اوامر و نواہی جائز ناجائز اور خیر و شر میں تمیز کرنے کا راستہ بتائے۔

۳۲ گھری ہو اندھیرے میں دانش اگر
جو شر کو کہے خیر نیکی کو شر
ہر ایک بات الٹی ہر اک میں فتور
تموگن وہی عقل ہے بالضرور

۳۳ اگر یوگ سے عزم ہو استوار
حواس و دل و دم پہ ہو اختیار
تو اچھا وہی عزم ارجن سمجھ
وہی عزم راسخ ستوگن سمجھ

۳۴ مگر عزم وہ جس میں ہو شوقِ زر
فرائض سے مقصد ہو فکرِ ثمر
ہوا و ہوس سے رہے التفات
رجوگن ہے ارجن وہ عزم و ثبات

---

۳۳ تا ۳۵ شلوکوں میں دھرتی یعنی عزم و استقلال کے تینوں اقسام بیان کیے گئے ہیں۔

۳۵ ہے وہ عزم خالی جہالت کا باب
رہے آدمی جس سے پابند خواب
بڑھے خوف و رنج و ملال و غرور!
تموگن وہی عزم ہے بالضرور

۳۶ سن اب مجھ سے بھارت کے سردار سن
کہ سُکھ کے بھی انساں میں ہیں تین گن
ہے پہلے وہ سکھ جس سے دکھ دور ہو
بذریعہ مشق سے جس کی مسرور ہو

۳۷ وہ سکھ جس سے حاصل ہو دکھ سے نجات
وہ پہلے ہے زہر اور پھر آب حیات
وہ سکھ آتما کے ملے گیان سے
ستوگن وہی سکھ ہے پہچان لے

---

۳۶ تا ۳۹ شلوکوں میں سکھ کے تین اقسام بیان کیے گئے ہیں۔ بہترین خوشی وہ ہے جو انسان کو عرفان ذات باری سے حاصل ہوتی ہے اس کے حاصل کرنے کیلئے پہلے مصیبتیں اٹھانی پڑتی ہیں لیکن آخر میں یہی آب حیات ثابت ہوتی ہے۔

۳۸ جو محسوس سے مس کھا کر حواس
مسرّت کی لذّت سے ہو دل شناس
تو پہلے وہ امرت ہے پھر زہر ہے
رجوگن مسرّت کی اک لہر ہے

۳۹ پھر اس پُرش انساں جس آرام میں
جو دھوکا ہے آغاز و انجام میں
ہے سستی و غفلت و خواب سے
تموگن وہ سکھ ہے سمجھ لیجیے!

۴۰ جو مایا سے پیدا ہوئے تین گن!
کوئی اُن سے باہر نہیں خوب سن
زمیں کے جو باشی ہیں سب ان میں قید
فلک پر جو ہیں دیوتا اُن کے صید

۳۸ جتنی کسی چیز سے محبت ہوگی۔ اُسی کے گناہ اُس کے کھونے یا ضائع ہونے میں ہوں گے
مشہور المقولات۔ پہلے دل خوش کن اور بعد میں رنج آور ہوتی ہیں۔

۴۱ برہمن کہ ہو چھتری شودر و ویش

تن اے جن ہر اک کا نرالا ہے کیش

فرائض جدا سب کی خصلت جدا

کہ فطرت نے کی سب کی طینت جدا

۴۲ سکوں، ضبط، عفو خطا، راستی

خرد، علم، ایمان، پاکیزگی

ریاضت عبادت کے پاکیزہ کرم

یہ فطرت نے رکھا برہمن کا دھرم

۴۳ شجاعت، سخاوت، ثبات اور جلال

خداوندگاری و فن میں کمال

کبھی چھوڑ آنا نہ میدان جنگ

یہی چھتری کی ہیں فطرت کے رنگ

---

۴۱ ان شلوکوں سے چار علیحدہ علیحدہ ذاتوں کا جواز معلوم نہیں ہوتا بلکہ بتلایا گیا یہ مفہوم ہے۔ کہ ہر شخص کو چاہیئے وہ ہمیشہ اختیار کرے جو انکی فطرت کے مطابق ہو۔ اگر شودر کا بیٹا اپنے فطرتی قابلیت کی وجہ سے عالم و فاضل بن سکتا ہے تو اسے ایسا بننے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہیئے۔ اور اگر برہمن کا لڑکا لشکر کشی کر سکتا ہے تو دراچارج کی طرح میدان جنگ میں نکلے "خدا" کام بانٹے ہیں ذات تقسیم نہیں کی ؛

۴۴ جو ہے ویش طبعاً تجارت کرے!
کرے گئو بانی، زراعت کرے

جو ہے شودر سب کے وہ کرتا ہے کار
ہے فطرت سے خلقت کا خدمتگار

۴۵ اگر ہے اپنے کرم کا وہ یار کو
تو ہو جاؤ گے کامل انجام کار
اگر فرض کی اپنے تعمیل ہو!
تو سمجھو کہ انساں کی تکمیل ہو

۴۶ وہی ذات جس سے خدائی ہوئی
جو سارے جہاں میں ہے چھائی ہوئی

اسی کی پرستش ہے تعمیل فرض
ہے تکمیل انساں کی تکمیل فرض

---

۴۶ اپنا فرض بجالانا منشائے ایزدی کی تعمیل ہے اور منشائے ایزدی کی تعمیل ہی ایزد تعالیٰ کی پرستش ہے اور اسی سے انسانیت کی تکمیل ہوتی ہے ؛

---

۴۷ نہیں منصبی دھرم تیرا اگر!
جو خوبی سے بھی کر سکے تو نہ کر
جو ہے دھرم تیرا وہ کر کام آپ
بُرا ہو بھلا ہو نہیں اس میں پاپ
۴۸ جو طبعی ہے دھرم اس کی تعمیل کر
جو ناقص بھی ہو اُن کی تکمیل کر!
کہ کاموں میں ارجن زیاں ساتھ ہے
جہاں بھی ہے آتش دھواں ساتھ ہے
۴۹ جو کاموں سے من کو لگاوٹ نہیں
ہوس ترک ہو نفس زیرِ نگیں!!
تو اس ترک سے پائے رتبہ بلند
نہ کرموں کی باقی رہے قید و بند

---

۴۸ ہر آدمی کی فطرت میں چاروں دھرم موجود ہوتے ہیں۔ چنانچہ کون ہے جس کو علم کا شوق، حکومت کا شوق، کمائی کا شوق یا خدمت کا شوق نہیں۔ جس دھرم کا غلبہ ہوگا۔ ویسا ہی یقیناً انسان اختیار کرے گا؛

۵۰ سن اب مختصر تجھ سے کنتی کے لال!
کہ حاصل جو کرتا ہے اوجِ کمال
وہ پھر برہم سے جا کے واصل ہو کب
یہ اعلیٰ ترین گیان حاصل ہو کب

۵۱ ہو قابو جسے نفس پر مستقل!
کرے پاک دانش میں سرشار دل
نہ آواز و محسوس اشیاء سے کام
وہ رغبت سے نفرت سے بالا مدام

۵۲ جو کھاتا ہو کم اور ہو خلوت نشیں
ہوں تن من زباں جس کے زیر نگیں
رہے دھیان اور یوگ میں مستقل
ہمیشہ ہو ویراگ میں اس کا دل

---

۵۱ تا ۵۵۔ ان شلوکوں میں اس عارف کامل کا ذکر ہے جو عرفان کے اعلیٰ مدارج طے کر کے واصل بحق اور فنا فی اللہ ہو جائے۔ اس کے خصوصیات بیان کیے گئے ہیں:

۵۳ اہنکار اس میں نہ بل کا غرور تکبر غضب حرص و شہوت سے دور
خودی سے بری جس کو دل میں سکوں وہی برہم کا وصل پائے نہ کیوں

۵۴ ہو جب واصل برہم دل شاد ہو غم و رنج و الفت سے آزاد ہو!
جو سمجھے ہے مخلوق یکساں سبھی نصیب اسکو بھگتی ہو اعلیٰ مری

۵۵ وہ بھگتی سے میری مجھے جان لے کہ میں کون ہوں کیا ہوں پہچان لے
مرا گیان جب اس کو حاصل ہوا مری ذات عالی میں داخل ہوا!

۵۶ کرے جس قدر اس کو لازم ہیں کام مگر آسرا مجھ پہ رکھے مدام!
وہ رحمت میں میری سما جائیگا مقام بقا کو وہ پا جائے گا!

۵۷ تو مجھ پہ سبھی کام سنیاس کر انہیں چھوڑ دل سے مری آس کر
تو لے عقل کے یوگ کا آسرا خیالات اپنے مجھی میں لگا!

۵۸ اگر مجھ کو من میں لگائے گا تو تو ہر روگ سے پار جائیگا تو
سنے گا نہ میری اہنکار سے تباہی میں جائیگا پندار سے

---

۵۴ یہاں بھگتی سے مراد انتہا۔ شوق وصال ہے۔
۵۶ مقام بقا کو وہی شخص پا سکتا ہے جو تناسخ کے چکر سے آزاد ہو جائے اور جس کو موت سے چھٹکارا مل جائے۔
۵۷ سنیاس کرنا۔ چھوڑ دینا۔

۵۹ یہ کہنا ترا خود اہنکار ہے !
کہ مجھ کو لڑائی سے انکار ہے
یہ سب عزم کافور ہوجائیگا !
تو فطرت سے مجبور ہو جائے گا !

۶۰ بنایا ہے جو تیری فطرت نے دھرم
کرائے گی فطرت وہی تجھ سے کرم
تجھے لاکھ روکے فریبِ خیال
کرے گا تو ناچار کنتی کے لال

۶۱ سُن ارجن خدا ہے خدا ہر کہیں
خدائی کے دل میں خدا ہے مکیں
وہ سب ہستیوں کو گھماتا رہے
وہ مایا کا چکر چلاتا رہے !

---

۵۹ ارجن فطرتاً گشتری کا ہے اسلئے جنگ میں شریک ہونے کے سوا اسے کوئی چارہ نہیں۔ (۶۱) مایا کے معنی نیچر کے بھی ہیں اور فریب نظر کے بھی ؛

۶۲ تو ماوا و ملجا اسی کو بنا!
اسی ذات میں اپنی ہستی لگا!
تو رحمت میں اس کی سما جائیگا
سکون و بقا اس سے پا جائے گا

۶۳ بتایا تجھے میں نے اے پاکباز
یہ گیانوں کا گیان اور رازوں کا راز
توجہ سے اس راز پر غور کر
عمل اس پہ تو چاہے جس طور کر

۶۴ سن اب سرِ پنہاں کی اک اور بات
بڑے راز کی قابلِ غور بات!
کہ ارجن تو پیارا ہے محبوب ہے
ترا فائدہ مجھ کو مطلوب ہے

---

۶۲ ماوا ملجا ۔ جائے پناہ:

۶۵ لگا مجھ میں دل بھگت ہو جا میرا

تو کر یگ میرے سامنے سر جھکا

مجھے تجھ سے مجھ سے تجھے پیار ہے

مرا وصل کا تجھ سے اقرار ہے

۶۶ تو سب دھرم چھوڑ اور لے میری راہ

تو مانگ آ کے دامن میں میرے پناہ

ترے پاپ سب دور کر دوں گا میں

نہ غمگیں ہو مسرور کر دوں گا میں

۶۷ یہ راز اس سے مت کہہ جو زاہد نہ ہو

یہ راز اس سے مت کہہ جو عابد نہ ہو

نہ اس سے جو ہو بدزباں نکتہ چیں

نہ اس سے جو سننے کا خواہاں نہیں!

---

۶۶ سب دھرم سے مراد ہر قسم کے فرائض ہیں۔ یہ سب سے بڑا فرض جو انسان پر لازم ہے وہ رضائے الٰہی کو پورا کرنا ہے۔ اسی میں سب فرائض شامل ہیں۔ اگر صحیح عرفان حاصل ہو جائے تو سب فرائض پورے ہو جائیں گے:

۶۸ مرا بھگت ہو کر بعجز و نیاز!
جو بھگتوں سے میرے کہے گا یہ راز
انھیں سِترِ عالی سکھا جائے گا!
وہ بے شک مرا وصل پا جائے گا!

۶۹ کہاں اُس سے بڑھ کر ہے انساں کوئی
کرے ایسی پیاری جو سیوا مری
مرو ّت کی آنکھوں کا تارا ہے وہ
مجھے ساری دنیا سے پیارا وہ!

۷۰ پڑھے گا جو کوئی براہِ ثواب
ہمارے مقدس سوال و جواب!
میں سمجھوں گا اس نے دیا گیان یگ
عبادت میں میری کیا گیان یگ

۶۸ سِترِ عالی سے مراد گیتا شاستر ہے۔

۷۰ سوال و جواب سے مراد کرشن اور ارجن کی گفتگو ہے جو گیتا شاستر موضوع ہے۔ گیان یگ یعقل کی قربانی۔ عبادت خالصورن معرفت۔

۷۱ فقط جو سُنے رکھ کے دل میں یقیں
نکالے نہ عیب اور نہ ہو نکتہ چیں
گناہوں سے وہ مخلصی پائے گا
کہ نیکوں کی دُنیا میں آجائے گا!

۷۲ سنا تو نے ارجن یہ میرا کلام
سنا طبع یکسو سے تو نے تمام!
بتا تیرے دل سے وہ نکلے کہیں
فریب جہالت گیا یا نہیں ۷۲

۷۳ پکارا پھر ارجن کہ اے لایزال
ہوا دور شک اور فریب خیال
پتہ چل گیا دل ہے مضبوط اب!
بجا لاؤں گا آپ کے حکم سب:

---

۷۱ پنیا کرتم۔ وہ لوگ جو اگنی ہوترا اور دیگر یگیہ کرتے ہیں:
۷۲ اگیان سموہ۔ فریب جہالت:
۷۳ فریب خیال۔ موہ یعنی وہ ہتھیار ہے جس سے مایا جیواتما کو قابو میں کرتی ہے:

سنجے نے کہا

۷۴ سُنا میں نے شری کرشن نے کہا
جو ارجن مہا آتما نے سُنا!
عجب حیرت انگیز تھی گفتگو
کھڑے ہیں مرے رونگٹے مو بمو

۷۵ سُنا بیاس جی کی دیا سے تمام
یہ شری کرشن یوگ ایشور کا کلام
خود ان کے لبوں سے سُنا ہے سبھی
یہی یوگ گیانی یہ بھید خفی!

۷۶ جو کیشو سے ارجن ہوئے ہمکلام
عجب گفتگو ہے مقدس تمام

---

۷۵ بیان کیا جاتا ہے کہ شری ویاس جی نے سنجے کو روحانی نظر عطا کی تھی کہ وہ مہابھارت کی جنگ کے چشم دید حالات نابینا راجہ دھرت راشٹر کو سنائے۔ راجہ نے خود روحانی نگاہ لینے سے انکار کیا تھا کیونکہ اپنی اولاد کی تباہی اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے تھے۔

اسے یاد کرتا ہوں میں بار بار

تو دل شاد کرتا ہوں میں بار بار

۷۷ ہری کی ہوئی دید مجھ کو نصیب

مرے سامنے ہے وہ صورت عجیب

اسے یاد کرتا ہوں میں بار بار

تو دل شاد کرتا ہوں میں بار بار

۷۸ جدھر ہیں کرشن مہربان — یوگیشور ہیں خود جہاں

جدھر ہے صاحب کمال — وہ ارجن ایسا پہلوان

وہیں ہیں شاد کامیاں — وہیں خوش انتظامیاں

وہیں ہیں کامرانیاں — وہیں ہیں شادمانیاں

موکش سنیاس یوگ نامی اٹھارھواں ادھیائے ختم ہوا

۷۸ یوگیشور۔ یوگ کا مالک مراد شری کرشن ہے۔

(۱) یعنی جس کو انگریزی میں [illegible] کہتے ہیں — خوش انتظامی۔